رہبر تخریج حدیث

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

مکتبہ قاسم العلوم

رہبر تخریج حدیث

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

مکتبہ قاسم العلوم

نام کتاب

رہبر تخریج حدیث

مصنف

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

اہتمام ——— ملک اسد علی قاسمی
مطبع ——— گنج شکر پریس
ناشر ——— مکتبہ قاسم العلوم

ڈسٹری بیوٹرز

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان
042-37231119 , 0321-4021415

فہرست مضامین

کلمۂ ناشر

بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد

اللہ کے فضل وکرم سے ''مرکز القرآن والسنۃ'' جس کو کتاب وسنت اور علم کی روشنی پھیلانے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ الحمدللہ اپنی خدمت پیش کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ بہت قلیل مدت میں علومِ کتاب وسنت، اصلاحِ عقیدہ، تصحیح منہج کے متعلق مختلف موضوعات پر اب تک مرکز کی جانب سے ۱۳؍کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''**رہبر تخریج حدیث**'' علم حدیث کے ایک اہم گوشہ ''فنِ تخریج حدیث'' سے متعلق ہے جس کا جاننا موجودہ زمانہ میں علمِ حدیث کے طالب علم کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ یہ اُردو زبان میں اس فن کی پہلی کتاب ہے۔ مرکز القرآن والسنہ نے پہلی مرتبہ اس کو ۲۰۰۲ء میں شائع کیا تھا۔

اس سے قبل عربی زبان میں اس فن کی ایک بے مثال کتاب ''**تحفة الخريج إلى أدلة التخريج**'' منظرِعام پر آچکی ہے جو بہت سے مدارس میں شامل نصاب ہے۔ ان دونوں کتابوں کی طباعت کی سعادت مرکز القرآن والسنہ کو ملی ہے۔

مؤلف نے اس کتاب میں بڑے اچھے انداز اور آسان اسلوب میں حدیث تخریج کرنے کا طریقہ بتایا ہے، جس کے لئے آٹھ طریقوں کا ذکر وضاحت اور مثال سے کیا ہے۔ فن حدیث کی کتابوں کی کتنی قسمیں ہیں ہر قسم کی تعریف اور اُن میں سے مشہور کتابوں کا تذکرہ وتعارف اور طریقہ تخریج واضح کر دیا ہے۔ کس قسم کے لئے کون سا قاعدہ استعمال کیا جاسکتا ہے بڑی دقت اور مہارت سے سمجھا دیا ہے۔ فنِ حدیث اور دیگر

فنون کی کتابوں سے حدیث کیسے تلاش کی جاسکتی ہے اور اس پر حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے اس کتاب سے بہت آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔اس میں انہوں نے جو محنت اور مشقت کی ہے کتاب کے مباحث اور معلومات اس کے آئینہ دار ہیں۔

میں فاضل مؤلف جناب ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق بسکوہری حفظہ اللہ صدر شعبہ سنہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں کا میں تہہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے دوبارہ اس پر نظر ثانی، تصحیح اور گرانقدر اضافہ کے بعد طبع دوم کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع پر جناب شیخ نیاز احمد عبدالحمید طیبی مدنی استاد حدیث وتفسیر جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج کا شکریہ نہ ادا کیا جائے۔جنہوں نے پوری کتاب کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا، زبان کی خامیوں کی اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور کتاب وسنت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ابوانس فاروقی

مدیر مرکز القرآن والسنہ

استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں

۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

مقدمہ

ان الحمدلله، نحمده ونستعينه ونستغفره ،ونعوذبالله من شرور أنفسنا ومن سيآت أعمالنا،من يهده الله فلامضل له، ومن يضلل فلاهادي له،وأشهدأن لا اله الاالله،وأشهدأن محمدًاعبده ورسوله،أما بعد

اللہ رب العزت نے انسانیت کی ہدایت کیلئے جو سلسلہ انبیا ورسل کے ذریعے شروع کر رکھا تھا بالآخر اس کا خاتمہ۔خاتم النبیین وسید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوا،آپ کو ابدی اور دائمی شریعت سے نوازا گیا ، جو اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین اور کامل شریعت تھی ،جس کو قیامت تک باقی رہنا تھا،لہٰذا اس کی حفاظت بھی اسی معیار پر ہونی تھی جو اس کے سزاوار ہو،اور جو اس کو ہمیشہ ہمیش کیلئے زندہ وجاوید رکھے، نیز ہر خرد برد کرنے والوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھ سکے،چنانچہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی بنا جو اس کا نازل کرنے والا تھا۔ارشاد باری ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ۝٩ (حجر)

(اس ذکر کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے پاسباں ومحافظ ہیں۔) اللہ کی ذمہ داری کے بعد اس کی حفاظت کا کام آسان ہو گیا۔

اب رہا مسئلہ اس کی بیان اور وضاحت اور تفسیر کا،تو وہ ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کو دی گئی۔

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (نحل:۴۴)

(ہم نے آپ پر ذکر کو نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کے سامنے جو ان پر نازل کیا گیا ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔) اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرمایا کہ:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝٤ (نجم)

آپ اپنی خواہشات سے گفتگو نہیں کرتے آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہے۔ یعنی بحیثیت رسول آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ کا "ذکر" اور اس کی دی ہوئی شریعت اور منزل من اللہ ہے، خواہ وہ تلاوت قران، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب وحکمت کی شکل میں ہو، یا بیان قرآن کی شکل میں۔

رسول پاک ﷺ نے تبلیغ کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بیان اور وضاحت کی ذمہ داری کو بحسن وخوبی اپنی سیرت طیبہ، اخلاق حسنہ، اعمال مبارکہ سے مکمل کیا، یہ بیان بھی دائمی اور ابدی شریعت ہے لہٰذا اس کے ساتھ ساتھ اُس کے بیان کی حفاظت کا بھی وہی ذمہ دار بنا جو "ذکر" کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

اس ذات اقدس نے اپنی ذمہ داری کو بڑی اچھی طرح سے پورا کیا، اس دین مبین کی حفاظت کیلئے ایسی قدوسی نفوس پیدا کیے جنہوں نے اس کی حفاظت کیلئے سب کچھ قربان کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کیلئے ان کے دلوں میں ایسے طریقوں کا الہام کیا جو سابقہ ادیان والوں کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکا، اور نہ ہی تاریخ عالم کی حفاظت کرنے والوں کے دل پر گذرا، وہ سارے اسباب وطریقے انتہائی معیاری، دل کو لگنے والے عقل وخرد کے معیار پر پورے، اور انسانی فطرت کے عین مطابق تھے۔

جب قرآن حکیم کا نزول ہوتا تو رسول پاک ﷺ وعدہ الٰہی کے مطابق اس کی تلاوت اس طرح فرماتے کہ اس میں سر مو فرق نہ پڑتا، پھر آپ کاتبین وحی میں سے کسی کو اُسے لکھنے کا حکم دیتے، صحابہ کرام آپ کی زبان سے بالکل تر وتازہ یاد کر لیتے، پھر اس کے مطابق عمل کرتے۔

تحریر

حفظ

عمل

ان تینوں طریقوں سے کتاب اللہ کی حفاظت کا انتظام رب ذوالجلال نے کر دیا۔

رہا بیان قرآن (یعنی سنت رسول) تو اس کی حفاظت کیلئے بھی بعینہ یہی طریقے قدرے تقدیم وتاخیر سے استعمال کئے گئے، جب بھی آپ کسی نازل شدہ حکم کی وضاحت فرماتے تو صحابہ کرام اس کو یاد کر لیتے، اس پر عمل کرتے، اور حسب خواہش کچھ لوگ اس کو تحریر بھی کر لیتے۔

فرق صرف اتنا تھا کہ قرآن کریم میں ایک لفظ کی تبدیلی۔ بلکہ زیر وزبر کی تبدیلی کی گنجائش بھی قدرت کو گوارہ نہ تھی، لیکن اس کے بیان کے لئے وہ سختی نہیں تھی اس میں لفظ کی تبدیلی کی اجازت تھی بشرطیکہ معنی میں کوئی تبدیلی نہ ہو کیوں کہ یہاں ہر حدیث کا لفظ مطلوب نہیں بلکہ معنی ومفہوم مطلوب ہے جب کہ قرآن میں لفظ ومعنی دونوں مطلوب ہے، اس کی کسی بھی آیت کے ذریعے عبادت کی جا سکتی ہے۔ عام حدیث کے الفاظ کے ذریعے عبادت نہیں کی جاتی۔ اس لئے قرآن کی اہمیت کے پیش نظر اس کے تحریر کرنے کو احتیاطاً مقدم رکھا گیا، جبکہ عملاً اس کی بھی حفاظت کا دارومدار حافظہ ہی پر تھا، تاریخ شاہد ہے کہ قرآن کے تحریر کردہ اوراق رسول اللہ ﷺ کے دور میں اتنے نہیں تھے جتنا کہ اس کے یاد رکھنے والے افراد تھے، خود رسول پاک ﷺ کو تحریر نہیں دی گئی بلکہ: فَإِذَا قَرَأْنَـٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴿۱۸﴾ (قیامہ) کو معیار قرار دیا گیا۔

جبکہ اس کے بیان (سنت رسول) کی حفاظت کیلئے حافظہ کو جو بنیادی معیار تھا مقدم رکھا گیا، تحریر کو مؤخر کر دیا گیا تاکہ دونوں [قرآن اور بیان قرآن] کے رتبہ کا فرق بھی واضح ہو جائے، اور حفاظت بھی ہو جائے۔

اہل عرب اس زمانے میں کسی چیز کو ضبط تحریر میں صرف اہمیت کی بنیاد پر لاتے تھے، وہ اس وجہ سے کسی چیز کو نہیں تحریر کرتے تھے کہ وہ ان کے حافظہ سے غائب ہو جائے گی، وہ تو ایسی قوم تھی جس نے تاریخ عالم، اہل عرب کے پرپیچ انساب کو بھی تحریر کرنے کی زحمت نہ کی، ان کا قوی اور مضبوط ترین حافظہ ایک ہی سماعت میں سب کچھ محفوظ کر لیتا تھا، یاد رکھنے کیلئے کسی چیز کو تحریر کرنا اپنے لئے باعث عار سمجھتے تھے، اس لئے وہ کسی چیز کو

تحریر میں لانا پسند نہیں کرتے تھے۔

جہاں تک بیان قرآن (سنت رسول) کا معاملہ ہے تو خود رسول پاک ﷺ نے اس کی تحریر کو مؤخر رکھا، بلکہ ابتدائی دور میں اس کے تحریر کی ممانعت بھی کردی تھی تا کہ قرآن اپنے بیان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے، لیکن جب قرآن کا اسلوب بالکل دلوں میں راسخ ہو گیا اور ممانعت کی وجہ ختم ہوگئی، اب خلط ملط کا شبہ جاتا رہا تو حدیث رسول کے لکھنے کی بھی اجازت دیدی، جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت میں موجود ہے:

اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الاحق۔ [1]

لکھو اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ (یعنی زبان رسول ﷺ) سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کے دیگر فرمان مثلاً "اکتبوا لأبی فلان" [2] ابوفلان کو لکھ کر دے دو۔ نیز ۶ھ اور عام وفود میں تحریر کردہ خطوط اس پر شاھد عدل ہیں، خود قرآن کریم نے جہاں سب سے پہلے "اقرأ" کا حکم دیا ہے وہیں (علم بالقلم) کہہ کر استعمال قلم کی ترغیب بغیر کسی فرق کے ہر تعلیم کیلئے دی ہے۔

پھر بھی صحابہ کرام میں سارے لوگ تحریر حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے، کچھ ہی لوگ تھے جو اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو بھی تحریر کرتے تھے۔

جوں جوں اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا، بیان قرآن پھیلتا رہا، اب یہ عرب سے نکل کر عجم میں پہونچا ادھر سیاسی فرقوں کا ظہور ہوا جنہوں نے اپنے مقصد کی خاطر حدیث رسول میں گڑھنے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کی، لہٰذا یہاں طریقۂ حفظ کو موخر کر کے طریقۂ تحریر کو مقدم کرنے کی بات سوجھی، اور وہ حضرات جو اس کو تحریر کرنا پسند نہیں کرتے تھے

---

[1] سنن ابی داود، کتاب العلم (۴/۶۰) نمبر ۳۶۴۶

[2] صحیح بخاری، کتاب العلم (۱/۲۰۵) نمبر ۱۱۲، نیز ملاحظہ ہو نمبر ۲۴۳۴، ۶۸۸۰

اب ان کی بھی رائے بدل گئی۔حتی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرام سے اس کی تحریر و تدوین کے سلسلہ میں مشورہ کیا جو باتفاق رائے طے ہو گیا۔ ١

اگر چہ وہ کام سرکاری طور سے ان کے زمانہ میں عمل میں نہ آسکا لیکن انفرادی طور سے یہ سلسلہ جاری رہا، اس مشورہ سے سنت کی تحریر میں مزید تیزی پیدا ہوئی، جو دورِ تابعین میں ایک ضروری امر میں تبدیل ہو گیا، صحابہ اور تابعین اپنے شاگردوں کو حدیثِ رسول تحریر کرنے کی وصیت کرنے لگے۔ ٢

یہاں تک کہ عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱ھ) نے ایک سرکاری فرمان کے ذریعہ اسکو مزید قوی اور مضبوط بنادیا۔

چنانچہ آپ نے والیٔ مدینہ ابوبکر بن حزم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ: "انظر ماكان من حديث رسول الله ﷺ فاكتبه ،فاني خفت دروس العلم و ذهاب العلماء" ٣

اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثوں کو دیکھو اور اس کو لکھ لو اس لئے کہ مجھ کو اس کے مٹ جانے اور علماء کے چلے جانے کا ڈر ہے۔

یہی پیغام پورے خلافت اسلامیہ میں پہنچایا گیا، امام ابونُعیم فرماتے ہیں کہ:
كتب عمر بن عبدالعزيز الى الآفاق انظروا حديث رسول الله ﷺ فاجمعوه ٤

عمر بن عبدالعزیزؒ نے سارے خلافت اسلامیہ میں یہ پیغام لکھ کر کے بھیجا کہ حدیث رسول کو تلاش کرو اور اُس کو اکٹھا کرو۔

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری صدی کے شروع ہوتے ہوتے خلافت اسلامیہ کے ہر

---

١ تقييد العلم ص ۴۹ ،جامع بيان العلم ۱/ ۶۴
٢ ملاحظہ ہو: دراسات في الحديث النبوی ۱/ ۷۶
٣ صحيح بخاری ، كتاب العلم ۱/ ۱۹۴
٤ فتح الباری ۱/ ۱۹۵

مشہور شہر میں حفاظ حدیث کے ساتھ ساتھ کُتاب حدیث بھی موجود تھے، یہاں تک کہ دوسری صدی کے اختتام تک کتابت حدیث نے منظم شکل اختیار کر لی، اور دیکھتے ہی دیکھتے موطأت، مصنفات، مسانید، سنن، صحاح اور حدیث کی دیگر کتابیں منظر عام پر آگئیں، اور بالآخر تیسری صدی کے اختتام تک قریب قریب تدوین حدیث کا کام مکمل ہو گیا اور اس طرح سنت نبوی ہمیشہ ہمیش کیلئے محفوظ ہوگئی اور سلسلۂ اسانید بھی ختم ہو گیا، پھر اس کے ذیلی فنون جن پر تصنیف کا کام شروع ہو چکا تھا اس میں تیزی پیدا ہوگئی، اور چوتھی صدی ہجری سے دیگر علوم وفنون کی تدوین وتصنیف کا کام شروع ہوا۔

جب ان علوم پر تدوین کا کام شروع ہوا تو ان کے مؤلفین نے اپنی کتابوں میں موجود مسائل پر حدیث رسول سے استدلال کیا اور کسی جانچ پڑتال کے بغیر ان کو سپرد قلم کر دیا، نتیجتًا ان میں وہ حدیثیں بھی شامل ہونے لگیں جو بغیر اسناد کے تھیں، یا جن کی سندیں کمزور تھیں۔

سنت نبوی کے جن محافظوں کو اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کیلئے تیار کر رکھا تھا انہوں نے اُس کے خطرات کو محسوس کیا چنانچہ اس طرح کی کتابوں میں موجود حدیثوں کے تصفیہ کا کام شروع کیا، جس نے ایک فنی شکل اختیار کر لی جس کو تخریج حدیث کہا جاتا ہے۔

لفظِ تخریج مختلف دور میں مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے، متقدمین کے یہاں حدیثِ رسول کو اپنی سند سے منظر عام پر لانے کو تخریج کہا جاتا تھا، اس معنی کے اعتبار سے تخریج حدیث کا کام اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جب سے روایتِ حدیث کا کام شروع ہوا تھا، اور جس دور میں سلسلہ اسناد ختم ہوا وہیں یہ مفہوم بھی ختم ہو گیا۔

متاخرین کے یہاں تخریج نسبت اور رہنمائی کے معنی میں مستعمل ہوا، اور یہی معنی آج تک مستعمل ہوتا چلا آ رہا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے، اس معنی کے اعتبار سے فن تخریج حدیث کا کام پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوا ہے جس کی ابتدا امام

ابوبکر بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) سے ہوتی ہے، جہاں انھوں نے اپنی کتاب "السنن الكبرى" وغیرہ میں حدیث روایت کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ:"اخرجه البخاری". یا" متفق علیه" وغیرہ۔ نیز اس فن میں" تخريج أحاديث الأم " کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی، اسی طرح سے امام خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)۔ ابوموسی حازمی (متوفی ۵۸۴ھ)۔ امام زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ)۔ علامہ ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ)۔ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ)۔ امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ وغیرہ اس میدان کے شہ سوار تھے جنھوں نے مختلف کتابوں میں موجود حدیثوں کی تخریج کی۔

ان ائمہ کرام کی گرفت کتب ستہ اور دیگر کتب حدیث پر بہت مضبوط تھی، سنت کی کتابوں سے بہت گہرا ربط تھا کسی بھی حدیث کو تلاش کرنے میں ان کو کوئی دقت نہیں ہوتی تھی مطلوبہ حدیث ان کو بآسانی مل جاتی تھی، ان کو کسی قاعدہ اور ضابطہ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، لیکن موجودہ دور میں کسی حدیث کو تلاش کرنا اس کی تخریج کر کے اس پر حکم لگانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، کتب حدیث کے مصادر اصلیہ اور ان کے ملحقات سے دوری، ان کی عدم معرفت، نیز ان کے منہج تصنیف سے لاعلمی کی وجہ سے یہ کام بہت مشکل ہوگیا تھا، لہٰذا اس کے لئے کچھ اصول وضوابط کی ضرورت پڑی۔

اصول حدیث کی کتابوں میں اگرچہ اس کی طرف تھوڑی بہت رہنمائی پائی جاتی تھی لیکن اس کا کوئی جامع ضابطہ نہیں تھا، لہٰذا موجودہ زمانہ میں جب اس کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے ڈاکٹر محمود طحان نے " أصول التخريج ودراسة الأسانيد " کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں تخریج حدیث کا پانچ طریقہ ذکر کیا:

۱- صحابی کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۲- طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۳- کسی خاص (کم مستعمل) کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۴- مفہوم حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۵- سند اور متن کی کیفیات میں سے بعض کیفیت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ [۱]

ان کے بعد ڈاکٹر عبدالموجود عبداللطیف نے دوسری تصنیف ''كشف اللثام عن أسرار تخريج حديث سيد الأنام'' کے نام سے کی، جس میں انھوں نے چھ طریقوں کا ذکر کچھ دوسرے ڈھنگ سے کیا جو یہ ہیں:

۱- طریقہ تتبع اور استقراء۔

۲- طریقہ ترتیب احادیث برابواب فقہ۔

۳- طریقہ ترتیب احادیث براطراف یاحسب ترتیب صحابی۔

۴- طریقہ ترتیب احادیث برحروف معجم۔

۵- طریقہ ترتیب احادیث برموضوعات متعددہ۔

۶- طریقہ ترتیب احادیث برالفاظ معاجم۔ [۲]

ان کے بعد اس سلسلہ میں ایک مختصر رسالہ ڈاکٹر عبدالغنی مزہر عتیق نے ''تخريج الحديث النبوی'' کے نام سے ترتیب دیا جو بقامت کہتر بقیمت بہتر کے مصداق ہے، اس میں انھوں نے تخریج حدیث کے نو طریقوں کا ذکر کیا جس میں سے کچھ کا تعلق سند سے اور کچھ کا تعلق متن سے ہے۔ [۳]

کاتب حروف نے ان سابقہ کتابوں اور ذاتی تجربہ جو تقریباً سترہ سال سے جاری ہے سے استفادہ کرتے ہوئے ہندوستانی منتہی طلبہ کے لئے ایک تصنیف ترتیب دی ہے جس کا نام '' تحفة الخريج الى أدلة التخريج'' رکھا ہے اس کتاب کو ''مركز القرآن والسنة'' پریوا نرائن پور نے ۱۴۲۲ھ میں طبع کیا ہے، اس میں تخریج حدیث کے کل آٹھ طریقے ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے چار کا تعلق سند سے اور چار کا متن سے جو مندرجہ ذیل ہیں:

---

[۱] أصول التخريج و دراسة الأسانيد ص ۳۵

[۲] كشف اللثام عن أسرار تخريج حديث سيد الأنام ۱/۲۵۸،۲۶۵،۲۶۶، ۲/۱۵۱،۱۹۹،۲۵۳،۲۷۳۔

[۳] تخريج الحديث النبوی ص ۲۸-۲۹

تخریج ازروئے متن :

موضوع حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔

طرف حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔

مشتق کلمہ کی معرفت سے تخریج کرنا۔

صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔

تخریج ازروئے سند :

راوی اعلیٰ کی معرفت سے تخریج کرنا۔

راوی اسفل کی معرفت سے تخریج کرنا۔

عام راوی کے نام اور وطن کی معرفت سے تخریج کرنا۔

صفات سند میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔ [1]

چونکہ مذکورہ ساری کتابیں عربی زبان میں ہیں اس لئے ان سے استفادہ محدود تھا۔ نئی نسل کے باذوق نوجوان جن کو عربی زبان نہیں آتی یا بلا واسطہ اس کو سمجھ نہیں سکتے لیکن فنون حدیث کی معرفت کی تڑپ رکھتے ہیں، یا وہ طلبہ و طالبات جو قدرے کمزور ہیں، یا منتہی جماعت کے نہیں ہیں ان کی معرفت اور آسانی، نیز عام اردو داں طبقہ کے لئے یہ رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، جس کا نام "**رہبر تخریج حدیث**" ہے اس میں ایک مقدمہ، تین ابواب، اور ایک خاتمہ ہے۔

پہلا باب : تخریج کے متعلق

دوسرا باب : طریقۂ تخریج ازروئے متن

تیسرا باب : طریقۂ تخریج ازروئے سند

اس کتاب کو ترتیب دینے میں "تحفة الخريج الى أدلة التخريج" کو بنیاد بنایا گیا ہے اور ان ہی اصولوں، ابواب اور معلومات کو ذکر کیا گیا ہے جو اس میں

---

[1] تحفة الخريج الى أدلة التخريج ص۲۲

موجود ہیں کہیں کہیں معمولی اضافہ اہم ضرورت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے اس کتاب میں عموماً اختصار سے کام لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مکمل ایک باب [باب الفہارس] کو حذف کر دیا گیا ہے۔

کتاب کو عام فہم، مختصر اور مفید بنانے کی حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے، عربی زبان سے معلومات منتقل کرنا، اصطلاحات کی مناسب تعبیر کرنا، سلیس اور عام فہم بنانا مجھ جیسے بے بضاعت کے لئے انتہائی مشکل کام تھا، پھر بھی انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھانے کی کوشش کی ہے۔

اہل علم سے گذارش ہے کہ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور طلباء عزیز کے لئے مفید اور راقم کے لئے باعثِ نجات بنائے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک أنت السميع العليم

وصلى الله على نبينا محمد و آله و صحبه وسلم تسليماً كثيرا.

والسلام

اقبال احمد محمد اسحاق بسکوہری

جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں

ناسک، الہند

ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / جون ۲۰۰۱ء

پہلا باب

تخریج کے متعلق

تخریج کا لغوی معنی :

تخریج ایک عربی کلمہ ہے جو" خرج" سے مشتق ہے جس کا مصدر خروج ہے ،اورخروج دخول کا ضد ہوتا ہے، کسی بھی چیز کے خروج کا مطلب اس کا ظہور ہوتا ہے۔ [1]

لہٰذا تخریج کا معنی ہوا ظاہر ہونا۔اور اخراج کا معنی ہوا ظاہر کرنا، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس کا استعمال کیا ہے، ارشاد ہے: كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ [الفتح:۲۹] یعنی اس پودے کے مانند ہے جس نے اپنی شاخوں کو ظاہر کر دیا۔ [2]

کبھی کبھی تخریج (ظاہر ہونا) اخراج (ظاہر کرنا) اور استخراج (یعنی طلب اظہار) کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ [3]

مَخرج : خرج کا اسم ظرف ہے یعنی جائے خروج، محدثین کے عرف میں مخرج (نکلنے کی جگہ) سے مراد رجال اسناد ہوا کرتے ہیں کیونکہ حدیث کے ظاہر ہونے کا محل یہی ہیں، چنانچہ امام خطابی ابو سلیمان حَمد بن محمد (متوفی ۳۸۸ھ) نے حدیث حسن کی تعریف میں یوں فرمایا ہے:"هو ما عرف مخرجه واشتهر رجاله" [4]

یعنی جس کا مخرج معلوم ہو اور اس کے رجال مشہور ہوں، مخرج معلوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جن راویوں کے ذریعے سے حدیث کا ظہور ہوا ہے وہ معروف ہوں۔

تخریج کا عرفی معنی :

لفظ تخریج محدثین کے یہاں مختلف زمانہ میں مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے جو بہ ترتیب زمنی حسب ذیل ہے :

---

[1] لسان العرب ۲/۲۴۹_۲۵۰
[2] تفسیر القرطبی ۱۶/۲۹۴
[3] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱/۲۰
[4] معالم السنن ۱/۶

(۱) تخریج بمعنی اخراج واظهار :

یعنی کسی محدث کا اپنی سند کے ذریعہ حدیث رسول کو منظر عام پر لانا اور عوام کیلئے اس کو ظاہر اور بیان کرنا۔

امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں لفظ تخریج کا یہی مفہوم مراد لیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ " ثم انا ان شاء الله مبتدؤن فی تخریج ماسألت" [۱]

یعنی ہم انشاءاللہ اس چیز کے اظہار کی ابتدا کرنے والے ہیں جس کا تم نے سوال کیا ہے۔

تخریج کے اس معنی کا اطلاق ان ساری کتب حدیث پر ہوتا ہے جن میں ان کے مؤلفین نے روایتوں کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے مثلاً جوامع، صحاح، سنن، مستخرجات، مستدرکات، مسانید، معاجم وغیرہ، اسی وجہ سے جب اس طرح کی کتابوں کی جانب کسی حدیث کی نسبت کی جاتی ہے تو اس کیلئے " أخرج " کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً: " اخرجه البخاری " اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کو امام بخاری نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔

لیکن اگر حدیث کی کوئی ایسی کتاب ہو جو سند سے عاری ہو تو لفظ " أخرج" کا اطلاق کرنا درست نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے لفظ "ذکره" یا "أورده" یا ان کے ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

تخریج کا یہی معنی متقدمین کے یہاں معروف ومشہور تھا، اس لئے کہ اس زمانہ میں حدیثیں مولف کی سند سے ہوتی تھیں، اور اسی سند سے کتابوں میں تحریر کی جاتی تھیں، لیکن متقدمین کے بعد یعنی تقریباً چوتھی صدی ہجری کے ابتدا سے تخریج کا یہ مفہوم سلسلہ اسناد کے تقریباً ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گیا، اور دوسرے معنی میں مستعمل ہونے لگا، شاذ ونادر ہی مذکورہ معنی میں اس کا استعمال رہ گیا۔ [۲]

---

[۱] صحیح مسلم ۱/۴۸ مع شرح نووی ۔ مطبوعہ بیروت

[۲] کشف اللثام عن اسرار تخریج حدیث سید الانام ۱/۲۶ تالیف ڈاکٹر عبدالموجود عبداللطیف

(۲)تخریج بمعنی انتخاب:

یعنی کسی محدث کا حدیث کی کسی مخصوص کتاب یا مخصوص شیخ کی روایتوں سے کچھ حدیثوں کا منتخب کرنا اور حسب ضرورت مرتب کرنا۔

اس معنی میں لفظ تخریج کا اطلاق ان کتابوں پر کیا جاتا تھا جن میں کوئی محدث کسی کتاب سے حدیثوں کو منتخب کر کے جمع کر لیتا تھا مثلاً کتاب "الأجزاء والغیلانیات تخریج الدارقطنی من حدیث أبی بکر الشافعی" جو امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) کی تالیف ہے اس کو آپ نے ابوبکر شافعی کی کتاب سے جس کو ابن غیلان نے روایت کیا ہے، کچھ حدیثوں کو منتخب کر کے ترتیب دیا ہے، اور اس پر لفظ تخریج کا اطلاق کیا ہے جو انتخاب کے معنی میں ہے۔

اسی طرح سے کتاب "الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب" جو ابوالقاسم شریف حسینی کی تالیف ہے، نیز "الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب" جو ابوالقاسم یوسف بن محمد مہروانی (متوفی ۴۶۸ھ) کی تالیف ہے، ان میں سے کچھ حدیثوں کو خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے منتخب کر کے ترتیب دے دیا ہے، اور اس کا نام "تخریج الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب" رکھا ہے یہاں بھی لفظ تخریج انتخاب کے معنی میں مستعمل ہے۔

لیکن یہ معنی شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے، چند ہی لوگوں نے کلمہ تخریج کو اس معنی میں استعمال کیا ہے آگے چل کر کے یہ معنی متروک ہو گیا۔

(۳) تخریج بمعنی نسبت و رہنمائی:

یعنی کسی محدث کا حدیث کی بنیادی کتابوں کی جانب کسی حدیث کا منسوب کرنا اور عوام کی اس کی طرف رہنمائی کرنا کہ مذکورہ حدیث فلاں کتاب میں ہے۔ تخریج کا یہی تیسرا معنی متاخرین کے یہاں معروف و مستعمل ہے اور آج تک اسی معنی میں استعمال کیا

جاتا ہے، مطلق استعمال سے یہی معنی سمجھا جاتا ہے۔ [1]

اس کا استعمال اب ان کتابوں پر ہوتا ہے جن کو کتب تخریج کہا جاتا ہے یعنی فن حدیث کی وہ کتابیں جن میں کسی خاص کتاب کی غیر مستند روایتوں کی نسبت بنیادی کتابوں (مصادر اصلیہ) کی جانب کر کے ان کی حیثیت واضح کر دی جائے۔

امام سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ) نے تخریج کی تعریف کرتے ہوئے ان ہی تینوں معنوں کی جانب اشارہ کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"هو اخراج المحدث الأحاديث من بطون الكتب والأجزاء ونحوهما. وسياقهما من مرويات نفسه، أو بعض شيوخه، أو أقرانه، أو نحو ذلك. والكلام عليها وعزوها لمن رواها من أصحاب الكتب والدواوين مع بيان البدل والموافقة ونحوهما." [2]

۱- یعنی کسی محدث کا حدیث کی کتابوں سے حدیثوں کا منتخب کرنا۔

۲- اور ان کو اپنی سند یا اپنے بعض اساتذہ، یا ساتھیوں کی سند سے روایت کرنا۔

۳- پھر ان پر حکم لگانا، اور ان کی نسبت ان مؤلفین کی جانب کرنا جنہوں نے ان کو روایت کیا ہے، بدل اور موافقہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ۔

بدل اور موافقہ علو نسبی کی قسموں میں سے ہے، اگر کوئی شخص کسی صاحب کتاب کی سند کے علاوہ دوسری سند سے (جس میں راویوں کی تعداد کم ہو) صاحب کتاب کے شیخ تک پہونچ جاتا ہے تو اس کو موافقت اور اگر شیخ الشیخ تک پہونچ جاتا ہے تو اس کو بدل کہتے ہیں۔ [3]

---

[1] أصول التخريج و دراسة الأسانيد ص۱۲ تالیف ڈاکٹر محمود الطحان۔

[2] فتح المغيث في شرح ألفية الحديث ۳/۳۱۸ مطبوعہ جامعہ سلفیہ بنارس۔

[3] نزهة النظر شرح نخبة الفكر ص۱۰۸۔

تخریج کا اصطلاحی معنی:- [۱]

"عزو الحديث الى المصادر الأصلية، والدلالة اليها، وبيان مرتبته"

مصادر اصلیہ کی طرف حدیث کی نسبت اور رہنمائی کرنا اور ان پر حکم لگانا۔

نسبت :-

حدیث کی نسبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مصادر اصلیہ میں سے مطلوبہ حدیث کس کتاب میں پائی جاتی ہے؟ اس کی وضاحت کر دی جائے مثلاً صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں ہے یا دونوں میں ہے، یا کتب سنن و مسانید میں ہے یا کسی اور کتاب میں ہے۔

رہنمائی :

رہنمائی کا مطلب یہ ہے کہ نسبت کے ساتھ ساتھ مقام کی بھی تعیین کر دی جائے مثلاً یہ بتا دیا جائے کہ یہ حدیث مذکورہ کتابوں میں سے کس کتاب اور باب میں ہے۔ کتاب الصلاۃ میں ہے یا کتاب الزکاۃ میں وغیرہ اور اگر مسانید و معاجم میں ہے تو کس صحابی کی مسند میں ہے، نیز کس جلد اور کس صفحہ پر ہے یا حدیث کا نمبر کیا ہے وغیرہ۔

مصادر اصلیہ:

مصادر اصلیہ حدیث کی ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ان کے مؤلفین نے مشائخ سے سن کر روایتوں کو اپنی سند سے جمع کیا ہے۔ [مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، مسند احمد، معجم طبرانی نیز وہ ساری کتب حدیث جن میں روایتیں بذریعہ سند مذکور ہوتی ہیں۔]

---

[۱] عرفی معنی کے اعتبار سے فن تخریج کی دو طرح سے تعریف کی جا سکتی ہے، ایک عمومی تعریف جس میں تینوں مفہوم کی رعایت ہو، دوسری خصوصی تعریف، جس میں صرف موجودہ استعمال کی رعایت ہو، عمومی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے۔
کسی بھی محدث کا اپنی سند سے حدیث روایت کرنا، کتب حدیث سے ان کا انتخاب کرنا، اور مصادر اصلیہ میں ان کے وجود کا پتہ دیکر ان پر حکم لگانا۔

اسی طرح سے وہ کتابیں جو فن حدیث میں نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے فن مثلاً تفسیر، فقہ، تاریخ، سیرت وغیرہ کی ہیں لیکن اُن کے مؤلفین نے ان کتابوں میں حدیثوں کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے مثلاً ''تفسیر ابن جریر طبری، الام أمام شافعی، التاریخ الکبیر امام بخاری'' وغیرہ۔

یہ کتابیں اگرچہ فن حدیث میں نہیں ہیں لیکن ان کے مولفین نے متعلقہ فن کے مسائل کے لئے اَحادیث رسول سے استدلال کیا ہے، اوران کا ذکر اپنی تالیفات میں بذریعہ اسناد کیا ہے، لہٰذا ان کو بھی اس معنیٰ کے اعتبار سے مصادر اصلیہ کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی روایتیں بواسطہ سند موجود ہیں، لہٰذا یہ کتب حدیث کی توابع [ملحقات] ہیں۔

معلوم ہوا کہ مصادر اصلیہ ان کتب حدیث اوران کے توابع کو کہا جاتا ہے جن میں حدیثیں مؤلف کی سند کے واسطہ سے مذکور ہوتی ہیں۔

اب اگر حدیث کی کوئی ایسی کتاب ہے جو سند سے عاری ہے مثلاً ''مشکوۃ المصابیح، ریاض الصالحین، بلوغ المرام، تلخیص الحبیر'' وغیرہ تو ان کو مصادر اصلیہ نہیں کہا جاسکتا اورنہ ہی ان کی جانب حدیثوں کی نسبت کرنے کو تخریج کہا جاسکتا ہے، اورنہ ہی لفظ ''أخرجه'' کا استعمال کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ ''أخرجه البغوی فی مشکوة المصابیح، یاأخرجه النووی فی ریاض الصالحین، یا أخرجه ابن حجر فی بلوغ المرام و فی تلخیص الحبیر'' تو یہ استعمال درست نہ ہوگا اس لئے کہ ان کتابوں میں حدیثیں ان کے مؤلفین کی سندوں سے مذکور نہیں ہیں۔

لہٰذا اس طرح کی کتابوں کو بحیثیت مصدر نہیں بلکہ بحیثیت مرجع استعمال کیا جاسکتا ہے جن کے ذریعہ سے مصادر اصلیہ تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے، اس طرح کی کتابوں کی جانب نسبت کرتے وقت، ''أوردہ'' یا ''ذکرہ'' کا استعمال کرنا بہتر ہوتا ہے مثلاً ''أوردہ البغوی فی مشکوۃ المصابیح، یا ذکرہ النووی فی ریاض الصالحین''

بیان درجہ:

بیان درجہ کا مطلب یہ ہے کہ جس حدیث کی تخریج کی گئی ہے اس کے بارے میں یہ وضاحت کردینی چاہیے کہ اس کا حکم کیا ہے، صحیح ہے یا ضعیف، مقبول ہے یا مردود۔ بہت ساری حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن پر حکم لگا رہتا ہے لہٰذا ان پر حکم لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی مثلاً اگر کوئی روایت صحیحین کی ہے تو اس کا حکم بطور صحت واضح ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو حکم لگانا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ تخریج فی نفسہ مقصد نہیں ہے بلکہ یہ وسیلہ ہے مقصد یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث قابل عمل ہے کہ نہیں، اب اگر اس پر حکم نہ لگایا جائے تو یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے نتیجتاً تخریج کا عمل بے سود ہوگا۔

جو حضرات حدیثوں کی صرف نسبت کسی کتاب کی طرف کر دیتے ہیں اور اس پر حکم نہیں لگاتے ان کا عمل ناقص، اور مقصد سے فرار کے مترادف ہے۔

حافظ عراقی اپنی کتاب ''المغنی فی حمل الأسفار فی الأسفار بما فی الاحیاء من الأخبار'' جس میں امام غزالی کی کتاب ''احیاء علوم الدین'' کی حدیثوں کی تخریج کی ہے۔ وہ اپنا طریقہ تخریج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں نے طرف حدیث، صحابی، اور روایت کرنے والے محدث کے ذکر پر اقتصار کیا ہے، صحت، حسن، اور ضعف کو بیان کر دیا ہے اس لئے کہ یہی تخریجِ حدیث کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ [۱]

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

محققین کے یہاں فن تخریج فی نفسہ کوئی مقصد نہیں جس میں " اخرجه فلان وفلان ،، نقل کر دیا جائے بلکہ اصل مقصد حدیث پر حکم لگانا اور اس کا مقام بیان کرنا ہوتا ہے، اس کے لئے مختلف طرق وشواہد پر اطلاع ضروری ہے۔ [۲]

---

[۱] المغنی فی حمل الأسفار ۱/۲، نیز ملاحظہ ہو کشف اللثام ۱/۲۹

[۲] ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل تالیف علامہ البانی ۱/۱۱

تاریخ تخریج:

لفظ تخریج کے پہلے معنی (اظہار) کے اعتبار سے اگر اس کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ تاریخ بہت قدیم ہے کیونکہ اس کا تعلق حدیث کی ان کتابوں سے ہوتا ہے جن میں حدیثیں بواسطہ سند تحریر کی گئی ہیں۔لہٰذا جہاں سے حدیث کا سلسلہ اسناد شروع ہوتا ہے وہیں سے اس کی تاریخ بھی شروع ہوجاتی ہے۔

البتہ لفظ تخریج کا جو موجودہ معنی ہے۔یعنی نسبت ورہنمائی کرنا۔اس اعتبار سے اگر غور کیا جائے تو فن تخریج کی تاریخ اتنی قدیم نہیں جتنی کی پہلے معنی کے اعتبار سے ہے۔ بلکہ یہ متاخرین کے دور کی ہے،متقدمین کو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی،ان کی نظر حدیث رسول پر بڑی گہری اور گرفت بہت مضبوط تھی کتب حدیث کا اتنا وسیع ذخیرہ بھی نہیں تھا ،وہ خود حدیثوں کو بذریعہ اسناد روایت کرتے تھے اور اس کو یاد رکھتے تھے،اس کے مخرج کو جانتے تھے،لہٰذا جب ان کو کسی حدیث کی ضرورت پڑتی تھی تو اس کی معرفت کے لئے کوئی دقت نہیں پیش آتی تھی۔لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب فن حدیث کے علاوہ دیگر فنون اسلامیہ کا ظہور ہوا اور مختلف علوم وفنون مثلاً تفسیر،فقہ،تاریخ،سیرت،ادب،لغت وغیرہ میں کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں ان کے مؤلفین نے اپنی کتاب میں مذکور مسائل پر صحت وضعف کا لحاظ کئے بغیر حدیث رسول سے استدلال کیا،اس طرح سے رطب ویابس،صحیح وضعیف اورحق وناحق خلط ملط ہوگیا۔

ان مولفین کی کتابوں کے ظاہر ہونے کے بعد خدام سنت نبوی نے اس غلطی کو محسوس کیا اور اس سے پیدا ہونے والے منفی اثرات کو بھانپ لیا،چنانچہ انھوں نے ضرورت محسوس کی کہ ان کتابوں میں واردشدہ حدیثوں کے اصل منبع کو معلوم کریں اور ان کے مرتبہ کی وضاحت کردیں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ وہ حدیث قابل عمل ہے کہ نہیں؟ اس سے استدلال درست ہے کہ نہیں؟ خدام سنت نبوی کا یہی مبارک عمل فن تخریج ہے اور یہیں سے اس کی ابتداء ہے۔

سب سے پہلے ضمنی طور پر حدیثوں کی نسبت کا کام جن محترم ہستیوں نے انجام دیا ہے ان میں امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی" (متوفی ۴۵۸ھ) خاص طور سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "السنن الکبری" وغیرہ میں مختلف مقامات پر حدیثوں کو بذریعہ سند تحریر کرنے کے بعد ان کی نسبت صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کی ہے، پھر اس فن پر خاص تصنیف بھی کی ہے جس میں امام شافعی کی کتاب "الأم" کی حدیثوں کی تخریج کی ہے، جس کا قلمی نسخہ دار الکتب المصریۃ میں نمبر (۹۱۱) پر، اور کچھ حصہ چسٹر بیٹی میں پایا جاتا ہے۔ [1]

اسی طرح سے امام ابو اسحاق شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) کی کتاب "المھذب" جو فقہ شافعی میں کافی مقبول و معروف کتاب ہے اس کی حدیثوں کی تخریج امام ابوبکر محمد بن موسیٰ حازی (متوفی ۵۸۴ھ) نے کی ہے، پھر آہستہ آہستہ اس فن میں کتابوں کا ظہور ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک بہت بڑا علمی سرمایہ مستقل فن کی حیثیت سے جمع ہو گیا جو حدیث رسول کی بہت عظیم خدمت ہے۔

فن تخریج کی اہمیت و مقام:

فن تخریج حدیث کا جاننا ہر طالب حدیث کے لئے انتہائی ضروری ہے، کیونکہ سنت رسول کی معرفت کے لئے یہ فن بنیادی کردار ادا کرتا ہے خاص طور سے موجودہ زمانہ میں علوم شریعت سے تعلق رکھنے والے باحثین اور محققین کے لئے اس کی معرفت بے حد ضروری ہے، کیونکہ اس فن کی معرفت سے حدیثِ رسول کی معرفت حاصل ہوتی ہے فن حدیث کی بنیادی کتابوں کی معرفت، ان کی ترتیب، طریقۂ تصنیف، اور ان سے استفادہ کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح سے فنون حدیث کے دیگر علوم کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کی ضرورت تخریج حدیث میں پڑتی ہے مثلاً اسماء رجال، جرح و تعدیل، علل حدیث وغیرہ۔

---

[1] ملاحظہ ہو تخریج الأحادیث النبویۃ الواردۃ فی مدونۃ الامام مالک ۱/۴۵ تالیف ڈاکٹر طاہر محمد دردیری

اس فن میں کثرت تصانیف اور تنوع کی وجہ سے عموماً موجودہ زمانہ کے طلبہ ان سے ناواقف رہتے ہیں فن تخریج کی معرفت سے یہ نقص کسی حد تک ختم ہو جاتا ہے، اسی سے اس فن کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فائدہ :

۱ - اس علم کی معرفت سے بڑی آسانی سے حدیث رسول کی معرفت ہو جاتی ہے، اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ مطلوبہ روایت کتب حدیث میں سے کس کتاب میں یا کن کتابوں میں پائی جاتی ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔

۲ - اسی طرح سے کتب حدیث کی معرفت، ان کے انواع واقسام کا علم حاصل ہوتا ہے اور ان کتابوں سے استفادہ کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

۳ - راویوں کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اصول نقد، ان کے اقوال کی معرفت اور ان کے منفرد مصطلحات کا علم حاصل ہوتا ہے، نیز سند و متن کے سلسلہ میں دیگر معلومات حاصل ہوتی ہے۔

۴ - حدیث رسول پر حکم لگانے، صحیح اور ضعیف کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، اس کے علاوہ اور دیگر فوائد ہیں۔ [۱]

موضوع :

اس علم کا موضوع حدیث رسول ہے، مصادر اصلیہ کی جانب نسبت کی حیثیت سے۔

طریقۂ تخریج :

حدیث رسول بنیادی طور سے دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ سند اور متن۔

سند: لغوی اعتبار سے پہاڑ کے دامن یا اس کی چوٹی کے بلند و بالا مقام کو کہتے ہیں، اسی طرح سے جس چیز پر آدمی ٹیک لگاتا ہے یا اعتماد کرتا ہے، اس کو بھی سند کہا جاتا ہے،

---

[۱] ملخص از: اصول التخریج و دراسة الأسانید ص۱۲، کشف اللثام ۱/۳۹، تخریج الحدیث النبوی ص۴۔

چونکہ سند بیان کرنے والا اپنی بات کو قائل تک سند کے ذریعہ پہنچاتا ہے، یا محدث حدیث کی صحت وضعف کے لئے اس پر اعتماد کرتا ہے اس لئے سند کو سند کہا جاتا ہے۔ [1]

اصطلاح میں سند اس واسطہ کو کہتے ہیں جو متن حدیث تک پہونچاتا ہے۔ [2]

کچھ محدثین نے سند اور اسناد کے درمیان فرق کیا ہے، لیکن جمہور کے یہاں کوئی فرق نہیں ہے، جنہوں نے فرق کیا ہے ان کے یہاں:

سند : اس واسطہ کو کہتے ہیں جو متن تک پہونچاتا ہے، اور

اسناد : قائل کی جانب قول کی نسبت کرنے کو کہا جاتا ہے۔ [3]

متن : لغوی اعتبار سے زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو ٹھوس اور بلند ہو۔

ابن جماعۃ فرماتے ہیں کہ یہ "مماتنۃ" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے انتہائے غایت، کیوں کہ متن سند کی انتہا کو کہتے ہیں۔ یا "متنت الکبش" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے مینڈھے کے جلد کو پھاڑ کر اس کا خصیہ نکالنا، گویا کہ مسند نے متن کو اپنی سند کے ذریعہ سے نکالا ہے۔ یا "متین" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے مضبوط اور بلند زمین، یعنی مسند متن کو سند کے ذریعہ مضبوط بنادیتا ہے اور اس کو قائل تک پہونچا کر بلند کر دیتا ہے۔ یا "تمتین القوس" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کمان کو تانت کے ذریعہ مضبوطی سے باندھنا، گویا کہ مسند حدیث کو اپنی سند سے مضبوط کر دیتا ہے۔ [4]

اصطلاح میں متن کلام کے اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پر سلسلہ اسناد ختم ہوتا ہے۔ [5]

سند اور متن دونوں کی معرفت کے ذریعہ حدیث کی تخریج کی جا سکتی ہے اس میں سے ہر ایک کے چار چار طریقے ہیں، متن کی معرفت کے ذریعہ حدیث کی تخریج کا

---

[1] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۱/۴۱

[2] نزھۃ النظر ص۹۲

[3] تدریب الراوی ۱/۴۲

[4] تدریب الراوی ۱/۴۲

[5] نزھۃ النظر ص۹۲

نام سند کے مقابلہ میں آسان اور وسیع ہے۔

طریقۂ تخریج ازروئے متن:

۱- حدیث کے معنی ومفہوم کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
۲- طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
۳- کسی مشتق کلمہ کی معرفت کے ذریعہ۔ جو کثیر الاستعمال نہ ہو۔ تخریج کرنا۔
۴- متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

طریقۂ تخریج ازروئے سند:

۱- [راوی اعلی] صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
۲- [راوی اسفل] مولف کے شیخ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
۳- [راوی اوسط] کسی بھی راوی کے نام ومقام کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
۴- سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

کتب تخریج:

کتب تخریج فن حدیث کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جو کسی کتاب میں موجود حدیثوں کی نسبت مصادر اصلیہ کی جانب کرتی ہیں اور ان کے جائے وقوع و مرتبہ کو بتاتی ہیں۔

اس فن میں علماء نے بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں، بعض مؤلفین کو اس فن میں بڑا ملکہ حاصل تھا انھوں نے اس میں مختلف کتابیں تحریر کی ہیں فن تخریج کے ان ماہرین میں امام زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) علامہ ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ) حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کو خاص شرف حاصل ہے۔

علماء امت نے مختلف اسلامی فنون میں، جو کتابیں تصنیف کی تھیں ان میں انھوں نے حدیث رسول سے استدلال کیا تھا، جب ان کتابوں کی حدیثوں کی تخریج کی گئی تو یہ

فن مختلف فنون سے متعلق ہو گیا، خاص طور سے فن فقہ، سیرت، اور تفسیر سے اس کا بہت گہرا ربط رہا ہے، نیز دیگر فنون سے متعلق کتب تخریج کا ظہور ہوا، ان ساری کتابوں کا شمار کرنا بہت مشکل ہے، چند کتابوں کو بطور مثال پیش کیا جا رہا ہے۔ [۱]

فن فقہ:

فن فقہ میں جو کتابیں تالیف کی گئی ہیں یہ مختلف مذاہب کے اعتبار سے تالیف شدہ ہیں اور مختلف اقسام کی ہیں، مختصر، متوسط، مفصل، ہر طرح کی کتابیں ہر مذہب میں ہیں، ان کتابوں میں جو مسائل مذکور ہیں ان پر استدلال کے لئے احادیث رسول پر مکمل انحصار ہوتا ہے، کچھ عقلی، قیاسی اور اجتہادی استدلال بھی ہوتے ہیں لہٰذا ان میں حدیثوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز عموماً فقہاء کرام روایتوں سے استدلال کرتے وقت مراتب کا خیال نہیں کرتے لہٰذا ان کی تخریج اور حکم بیان کرنے کی شدید ضرورت تھی، جس کو خدام سنت نبوی نے بحسن وخوبی انجام دیا، تخریج حدیث کی کتابیں جو فن فقہ سے متعلق ہیں ان میں کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

- نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ : امام زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ)
- البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر
  علامہ سراج الدین ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ)
- تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر:
  حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)
- ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل:
  علامہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے :الرسالۃ المستطرفۃ ،کشف الظنون، مقدمہ تخریج أدلۃ المنھاج ،مقدمہ تخریج أحادیث اللمع ، مقدمہ تخریج الأحادیث النبویۃ الواردۃ فی المدونۃ .

● تخریج الأحا دیث النبویة الوارده فی مدو نة الامام ما لک:

ڈاکٹر طاہر محمد دردیری حفظہ اللہ

یہ ساری کتابیں الحمد اللہ مطبوع ومتداول ہیں۔(البتہ "البدر المنیر" کا کچھ ہی حصہ ابھی مطبوع ہے جس کے ایک جزء کی تحقیق "باب الغسل" سے "باب سجود السھو" تک راقم حروف نے کی ہے۔)اس میں سے ہر کتاب کسی نہ کسی فقہی مکتب فکر سے متعلق ہے، "نصب الرایة" فقہ حنفی سے، "البدر المنیر" اور "تلخیص الحبیر" فقہ شافعی سے، "ارواء الغلیل" فقہ حنبلی سے اور "تخریج الأحا دیث النبویة" فقہ مالکی سے متعلق ہے۔

احکام کی حدیثیں عموماً ان کتابوں میں سے کسی نہ کسی کتاب میں تخریج شدہ شکل میں پائی جاتی ہیں اس لئے فن تخریج میں ان کتابوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس لئے قدرے تفصیل سے ان کتابوں کا تعارف آئندہ سطور میں کیا جائے گا۔فی الحال کچھ دیگر فنون کی کتابوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

فن تفسیر:

فن تفسیر میں تخریج حدیث کی چند مشہور کتابیں ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

● تخریج أحا دیث الکشا ف:

یہ امام زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) کی تالیف ہے، اس میں مشہور معتزلی عالم محمود بن احمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی بلاغی اعتبار سے شہرۂ آفاق تفسیر "الکشاف عن حقائق التنزیل" میں وارد حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● الکا فی الشافی فی أحا دیث الکشا ف:

یہ کتاب حافظ ابن حجرؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے، اس میں بھی علامہ زمخشری معتزلی کی کتاب "الکشاف" میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

تحفة الراوی فی تخریج أحادیث البیضاوی:

یہ محمد بن حسن بن ہمات دمشقی (متوفی ۱۱۷۵ھ) کی تالیف ہے جس میں علامہ بیضاوی عبداللہ بن عمر (متوفی ۶۵۸ھ) کی تفسیر ''انوار التنزیل و اسرار التاویل فی التفسیر'' جو ''تفسیر بیضاوی'' کے نام سے معروف ہے، اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

اگر کسی ایسی حدیث کی تخریج مطلوب ہے جو کسی آیت کی تفسیر، مفہوم کی تعیین، شان نزول، وغیرہ سے متعلق ہو تو وہ حدیث ان کتابوں میں بآسانی دستیاب ہوسکتی ہے، یہیں پر یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ مذکورہ حدیث مصادر اصلیہ میں سے کس کتاب کی ہے اور اس کا مرتبہ کیا ہے۔

فن اصول فقہ:

تخریج أحادیث أصول البزدوی:

یہ علامہ قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے علامہ بزدوی حنفی علی بن محمد (متوفی ۴۸۲ھ) کی کتاب ''کنز الوصول الی معرفة الأصول'' جو اصول فقہ میں ہے اور ''اصول بزدوی'' سے معروف ہے اس میں موجود حدیثوں کی تخریج کی ہے۔

تخریج أحادیث مختصر الکبیر لا بن حاجب:

یہ کتاب علامہ ابن ملقن کی تالیف ہے اس میں ''مختصر کبیر'' جو عثمان بن عمر بن حاجب (متوفی ۶۴۶ھ) کی اصول فقہ میں تالیف کردہ تصنیف ہے جس کا اصل نام ''مختصر منتهی السؤل والأمل فی علمی الأصول والجدل'' ہے۔ اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● **تخريج أحاديث اللمع لأبی اسحاق الشيرازی:**

یہ عبداللہ بن محمد غماری کی تالیف ہے، اس میں ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) کی کتاب "اللمع" جو اصول فقہ میں ہے اسمیں موجود حدیثوں کی تخریج کردی گئی ہے۔

جن روایتوں کو پیش نظر رکھ کر علماء نے اصول بنایا ہے، یا مسائل پر استدلال کیا ہے، اس طرح کی روایتیں ان کتابوں میں بآسانی مل سکتی ہیں اور ان کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔

فن سیرت نبوی :

اس فن کی کچھ مشہور کتب تخریج یہ ہیں:

● **تخريج أحاديث الشفا بحقوق المصطفى:**

یہ حافظ قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) کی تالیف ہے اس میں قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبیؒ (متوفی ۵۴۴ھ) کی سیرت کی کتاب "الشفاء بحقوق المصطفى" میں موجود حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے، تخریج کا کام حافظ قاسم بن قطلو بغا نے کیا ہے۔

● **مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا :**

یہ امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے، جو قاضی عیاض کی مذکور کتاب کی حدیثوں کی تخریج ہے۔

اسی طرح سے: "مرويات غزوه بنى مصطلق" تالیف ابراہیم بن محمد قربی "مرويات صلح الحديبية" تالیف حافظ بن محمد عبداللہ الحکمی "الذهب المسبوك فی تخريج أحاديث غزوة تبوك" تالیف استاذ گرامی عبدالقادر حبیب اللہ سندیؒ اس فن کی اہم کتابیں ہیں جو سیرت کے ایک باب سے متعلق ہیں۔

فن عقیدہ :

◉ تخریج أحا دیث شرح العقا ئد النسفیة :

یہ امام سیوطی کی تالیف ہے، جس میں "شرح العقا ئد النسفیة" جوفن عقیدہ کی کتاب ہے، اس میں واردشدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

◉ فرا ئد القلا ئد فی تخریج أحا دیث شرح العقائد للنسفی :

یہ ملاعلی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تالیف ہے جس میں علامہ نسفی کی مذکورہ کتاب کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

لغت :

◉ فلق الا صباح فی تخریج أحا دیث الصحا ح :

یہ کتاب "الصحا ج" فاضل ادیب ولغوی علامہ جوہری اسماعیل بن حماد (متوفی ۳۹۳ھ) کی تالیف ہے، اس میں لغوی تشریح کرتے ہوئے حدیث رسول کو مثال میں پیش کیا گیا ہے، اس میں جتنی حدیثیں ہیں اُن کی تخریج امام سیوطی نے "فلق الأصبا ح" کے نام سے کیا ہے۔

نحو :

◉ تخریج الأحا دیث والآثا ر التی وردت فی شرح الکا فیة:

یہ علامہ عبدالقادر بغدادی (متوفی ۱۰۹۳ھ) کی تالیف ہے جس میں "شرح کافیہ" جوفن نحو کی مشہور کتاب ہے اس میں واردشدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

اس طرح سے مختلف فنون کی کتابیں جن میں اَحادیث رسول سے استدلال کیا گیا تھا علماء حدیث نے ان کی تخریج کر کے یہ بتادیا ہے کہ ان میں سے کونسی روایت صحیح ہے اور کونسی ضعیف۔

چونکہ عمل کیلئے اَحادیث اَحکام کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جو عموماً فقہ کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے ان کی زیادہ اہمیت ہے اسی اہمیت کے پیش نظر فن فقہ سے متعلق تخریج حدیث کی کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

بعض کتب تخریج کا مختصر تعارف:

پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ فن فقہ سے متعلق تخریج حدیث کی بہت ساری کتابیں ہیں لیکن ان کتابوں میں چار کتابوں کو خصوصیت حاصل ہے کیونکہ وہ کسی نہ کسی تقلیدی مکتب فکر سے متعلق بنیادی کتاب کی تخریج ہے۔ لہٰذا صرف انھیں کا تعارف پیش کیا جائے گا تا کہ جتنی روایتیں معمول بہ ہیں ان کے مصادر اصلیہ کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو جائے۔

نصب الرایة

فی تخریج أحادیث الهدایة للزیلعی (متوفی ۷۶۲ھ)

تعارف:

یہ کتاب فن تخریج کی ایک جامع اور عمدہ کتاب ہے اس کے مولف حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ (متوفی ۷۶۲ھ) ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو فقہ حنفی کی انتہائی معتبر و مشہور کتاب "الهدایة" جو علامہ علی بن ابوبکر مَرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) کی تالیف ہے اس میں فقہی مسائل پر جن روایتوں یا آثار سے مؤلف نے استدلال کیا تھا ان کی تخریج امام زیلعی نے اپنی کتاب "نصب الرایة" میں بڑے منظم اور منصفانہ انداز میں کیا ہے اسی وجہ سے یہ کتاب علماء کے یہاں کافی مقبول و معتمد ہے۔

طریقۂ تخریج:

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے صاحب ہدایہ نے جو نص ذکر کیا ہے مؤلف نے بعینہٖ اس کو نقل کر لیا ہے، اس کے بعد یہ بتایا ہے کہ اس لفظ سے یہ روایت

حدیث کی کس کتاب میں پائی جاتی ہے، کبھی کبھی مکمل حدیث کوذکر کردیا ہے اور کبھی مختصر، اگر مذکورہ روایت صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہے تو صرف اس کا حوالہ ذکر کیا ہے دیگر کتب حدیث کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کیونکہ مقصد حاصل ہوگیا، ظاہر بات ہے اگر روایت صحیحین یا اس میں سے کسی ایک میں ہے تو اس کا حکم بحیثیت صحت واضح ہے۔

لیکن اگر وہ روایت صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں نہ ہو تو پھر دوسرے مصادر حدیث، سنن، صحاح، مصنفات، مسانید، معاجم، وغیرہ کی طرف حسب ضرورت رجوع کیا ہے اور ان کا حوالہ دیا ہے۔

اگر حدیث ضعیف ہے یا اس میں کوئی علت پائی جاتی ہے تو اس کی وضاحت کردی ہے اور سبب ضعف بیان کردیا ہے۔

وفی الباب :

اگر اس روایت کے ہم معنی کوئی دوسری روایت (شاہد یا تابع) ہے تو "وفی الباب" کا عنوان قائم کرکے اس کو ذکر کردیا ہے۔

أحادیث الخصوم :

اگر کوئی روایت مذکورہ روایت کے مخالف ہے تو اس کی بھی تخریج کردی ہے اور اس کے لئے "احادیث الخصوم" کا عنوان متعین کیا ہے۔ جو تعبیر محل نظر ہے، امام زیلعی جیسے روشن خیال علماء کا اگر یہ مزاج ہوسکتا ہے تو دیگر حضرات کا کیا عالم ہوگا!!

مذکورہ مسئلہ میں اگر آثار صحابہ موجود ہیں تو ان کا بھی ذکر کردیا ہے، اس طرح سے یہ فن تخریج کی ایک جامع کتاب ہے جس میں ایک موضوع کی مختلف روایتیں یکجا پائی جاتی ہیں۔ [1]

---

[1] بطور مثال دیکھئے۔ نصب الرایة ۱/۲۰۹-۲۱۰

البدر المنیر
فی تخریج الأحا دیث والآثا ر الوا قعة فی الشرح الکبیر لابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ)

تعارف:

یہ کتاب فن تخریج حدیث کی انتہائی مبسوط اہم اور جامع کتاب ہے، جو فقہ شافعی کی مشہور ومعتبر کتاب "فتح العزیز فی شرح الو جیز" سے متعلق ہے، جس کو "الشرح الکبیر" بھی کہا جاتا ہے۔

امام ابو حامد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے فقہ شافعی میں ایک مختصر اور جامع کتاب مبتدی طلبہ کو حفظ کرنے کے لئے تحریر کیا تھا جس کا نام "الو جیز" رکھا تھا، اس کی شرح مختلف علماء شافعیہ نے کی ہے، جن میں امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد رافعی (متوفی ۶۲۳ھ) بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اس کی دو شرحیں لکھی ہیں۔ مفصل شرح کو "الشرح الکبیر" کہا جاتا ہے۔ جس کا نام "فتح العزیز فی شرح الوجیز" ہے۔ کتاب کی شرح کرتے وقت امام رافعی نے شافعیہ کی مستدل روایتوں کو بطور ستدلال پیش کیا تھا، اور دیگر فقہاء ثلاثہ کی مستدل روایتوں کو بھی ان کے مسائل کے ذکر کے وقت کر دیا تھا۔ لیکن امام رافعی نے محدث ہونے کے باوجود حدیث ذکر کرتے وقت فقہاء کا طریقہ اختیار کیا، صحت اور ضعف کو بتائے بغیر حدیثوں سے استدلال کیا، کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مختلف حضرات نے اس کتاب "فتح العزیز" میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی ہے، انھیں خدام سنت نبوی میں حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ) بھی ہیں، یہ حافظ ابن حجر کے استاد حدیث تھے جو فن تخریج حدیث میں آسمان کی بلندیوں پر پہونچے ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے لوگوں نے "شرح کبیر" کی تخریج کی لیکن آپ کی کتاب زیادہ مقبول، پسندیدہ و نفع بخش ثابت ہوئی۔

اس کتاب "البدر المنیر" کو مؤلف نے ایک نفیس مقدمہ سے شروع کیا ہے (جو طالبان علوم نبوی کیلئے گرانقدر تحفہ اور قابل حفظ ہے۔) اس کے بعد امام رافعی کی ذکر کردہ حدیثوں کو ان کی کتاب کی ترتیب کے مطابق ایک ایک حدیث تحریر کرکے اس کی تخریج کردی ہے۔

طریقۂ تخریج:

طریقۂ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے امام رافعی کے ذکر کردہ نص کو انھیں کے الفاظ میں بیان کیا ہے، اس کے بعد ایک جملہ میں اس پر حسن، صحیح یا ضعیف کا حکم لگا دیا ہے۔ اگر کسی کو صرف حکم معلوم کرنا ہے تو اس کے لئے ایک دوسطر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے اس مختصر سے حکم کے بعد پھر تفصیلی تخریج شرح وبسط کے ساتھ کی ہے، اگر مذکورہ حدیث صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کی روایت ہے تو پھر اسی پر اکتفاء کیا ہے، تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ تحصیل حاصل ہے الا یہ کہ کوئی خاص فائدہ ہو۔

اگر صحیحین کے علاوہ دوسری کتاب کی روایت ہے تو کافی تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے، الفاظ میں فرق کا ذکر، متابعات وشواہد کی وضاحت کر دی ہے، حسب ضرورت روایات حدیث پر کلام، علل و شذوذ کا بیان، اسباب ضعف و نکارت کی وضاحت کردی ہے، مختلف فیہ حدیث کی تخریج اور بیان علل میں قابل رشک معلومات جمع کیا ہے۔ حدیث کی تخریج کے بعد آخر میں فوائد وتنبیہات کے عنوان سے حسب مقام مختلف معلومات کا ذکر کیا ہے، کہیں لغوی تشریح ومشکل الفاظ کی وضاحت، کہیں مقامات کی تعیین، کہیں تعارض کا دفاع، تو کہیں مبہم وغیرہ کی تعیین کی ہے۔

ہر باب کے آخر میں اس میں وارد شدہ آثار کو یکجا کر کے ان کی تخریج کی ہے۔

چونکہ امام غزالی نے "الوجیز" میں امام شافعی کے اقوال کے ساتھ دیگر ائمہ کے اقوال کا بھی ذکر کیا تھا، اس لئے امام رافعی نے شرح کے وقت ان کی مستدل روایتوں کا ذکر بھی کر دیا، علامہ ابن ملقن نے ان کی تخریج کردی، نتیجتاً اس میں بھی ایک

موضوع کی مختلف روایتیں اکٹھا ہوگئی ہیں، جس طرح "نصب الرایہ" میں ہیں، فرق یہ ہے کہ وہاں اُحادیث خصوم کے عنوان سے یہ روایتیں ضمناً مذکور ہیں اور یہاں اس کتاب میں بحیثیت اصل ہیں۔

اس طرح یہ کتاب اپنے فن کی نادر ترین کتاب اور حدیثی موسوعہ (انسائیکلو پیڈیا) ہے جس کی اب تک تین جلدیں مطبوع ہیں پھر بھی کتاب الطہارۃ ختم نہیں ہوا۔

تلخیص الحبیر

فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر لابن حجر

تعارف:

حافظ ابن حجر عسقلانی کی یہ کتاب، حافظ ابن ملقن کی شہرہ آفاق کتاب "البدر المنیر" کا اختصار ہے۔ فن حدیث میں ابن حجر سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور امامت کے عظیم درجے پر فائز ہیں اُن کی علمی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے علماء نے اُن کی کتابوں پر بھرپور اعتماد کیا ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے۔

یہ کتاب بھی علماء کے یہاں بے حد اہمیت کی حامل ہے چونکہ اصل کتاب بہت مفصل ہے اس لئے اہل علم نے اس کو دیکھنے کے بجائے اسی مختصر کتاب کو مرجع بنایا۔

پہلے وضاحت کی جا چکی ہے کہ "شرح کبیر" کی تخریج بہت سے حضرات نے کی تھیں (جن میں ابن ایبک، ابن جماعہ، ابن نقاش، زرکشی، ابن حسانی وغیرہ شامل تھے) ان تخاریج میں حافظ ابن حجر کے کہنے کے مطابق علامہ ابن ملقن کی کتاب سب سے اچھی اور مفید تھی لہٰذا انہوں نے اختصار کے لئے اسی کتاب کا انتخاب کیا، نیز مذکورہ تخاریج اور "نصب الرایۃ" سے بھی حسب ضرورت استفادہ کیا ہے۔ [1]

---

[1] تلخیص الحبیر ۱/۹

ترتیب و اختصار:

اس کتاب کی ترتیب وتنظیم بھی اپنے اصل کے مانند ہے، البتہ معلومات میں کافی حد تک اختصار کیا گیا ہے خاص طور سے مختلف فیہ روایتوں اور راویوں کے بارے میں جو تفصیل ابن ملقن نے پیش کی تھی، عموماً ان سب کو حذف کر کے صرف خلاصہ ذکر کیا ہے، اس طرح سے حدیث کے آخر میں مختلف انواع کے جو فوائد وتنبیہات وغیرہ بیان کئے گئے تھے ان کو بھی تقریباً حذف کر دیا۔ کبھی کبھی مخرجین کے ناموں میں سے بعض اہم شخصیات کو حذف کر دیا ہے۔ [1]

علامہ ابن ملقن نے حدیثوں پر جو حکم بطور خلاصہ بالکل ابتداء میں ذکر کیا تھا، اس کو بھی حذف کر دیا جو اس کتاب کی بڑی اہم خوبی تھی، جس کا حذف کرنا بالکل مناسب نہ تھا، کہیں کہیں احادیث پر اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے اور دیگر کتابوں سے کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

ارواء الغليل
فی تخريج أحاديث منار السبيل للألبانی

تعارف:

شیخ مرعی بن یوسف مقدسی (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے فقہ حنبلی میں ایک مختصر اور جامع کتاب تحریر کی تھی جس کا نام "دلیل الطالب لنیل المطالب" رکھا تھا۔ اس میں فقہ حنبلی کے راجح اور مفتیٰ بہ مسائل کا ذکر تھا اس لئے یہ کتاب کافی مشہور اور مقبول ہوئی لہٰذا مختلف علماء نے اس کی شرحیں لکھیں، جن میں شیخ ابراہیم بن محمد بن سالم ضویان (متوفی ۱۳۳۵ھ) کی شرح سب سے اچھی تھی جس کا نام "منار السبيل فی شرح الدليل" ہے۔

---

[1] تحفة التخريج ص ۳۷

اس کتاب میں جن احادیث سے استدلال کیا گیا تھا۔ انہیں کی تخریج علامہ البانیؒ نے اپنی اس مایہ ناز کتاب میں کی ہے جس کا نام ''ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل'' رکھا ہے۔ [1]

طریقہ تخریج:

سب سے پہلے آپ نے صاحب ''منار'' کے نص کو ہو بہو صفحہ کے حوالہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، پھر اس پر لطیف انداز میں ایک کلمہ میں حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ۔ پھر اس کی تخریج تفصیل سے کی ہے، اگر حدیث صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود ہے تو پھر مزید بحث ومباحثہ وتخریج کی ضرورت محسوس نہیں کی، بلکہ اسی پر اکتفاء کیا ہے۔ لیکن اگر صحیحین کی روایت نہیں ہے تو کافی تفصیل سے اس کی تخریج کی ہے اور کلام کیا ہے۔

سب سے پہلے یہ بتایا ہے کہ مذکورہ لفظ کس کتاب کا ہے، جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کا جزء، صفحہ، حدیث نمبر، مخطوطات کے اوراق کا نمبر بیان کیا ہے، اگر مذکورہ لفظ میں کوئی اختلاف ہے تو اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ پھر حدیث پر حکم لگانے کیلئے متابعات وشواہد کی تخریج سابق انداز میں کی ہے، جن اسباب وعلل کی بناء پر حدیث پر کلام کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر فن کی کتابوں کے حوالہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں فن تخریج کی یہ کتاب علم حدیث پر کام کرنے والوں کے لئے ایک زندہ مثال ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب کافی مقبول ہوئی، علماء وطلبہ نے اس کو بڑی پسندیدہ نگاہ سے دیکھا ہے اور اس پر بھرپور اعتماد کیا ہے۔

---

[1] ۔ تاذکر مقدمہ ارواء الغلیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

تخريج الأحاديث النبوية

الواردة فی مدونة الإمام مالک بن انس للدردیری

:

یہ کتاب فقہ مالکیہ کی مستدل روایتوں کی تخریج کے لئے تحریر کی گئی ہے جس کے
مدونۃ الکبریٰ" کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ "المدونۃ الکبریٰ" فقہ مالکیہ کی
اب ہے جس کو قاضی عبدالسلام سحون بن سعید تنوخی (متوفی ۲۴۰ھ) نے
بن قاسم (متوفی ۱۹۱ھ) کے واسطہ سے امام مالک سے نقل کیا ہے۔ نیز قاضی
نے نظرِ ثانی کے وقت امام مالک کے کچھ دیگر مشہور شاگردوں مثلاً اشہب بن
(متوفی ۲۰۴ھ) عبداللہ بن وہب (متوفی ۱۹۷ھ) عبدالملک ماجشون
۲۱۱ھ) کے واسطہ سے جمع کیا ہے۔ اس میں واردشدہ حدیثوں کی تخریج ڈاکٹر
دیری نے جامعہ ام القریٰ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے کیا ہے۔ اس طرح
ربعہ کی مستدل روایتوں کی یہ آخری کڑی ہے۔

:

مؤلف نے اس کتاب کو "المدونۃ" کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ سب سے
کا نص جزاور صفحہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ خواہ وہ مسند ہو یا معلق۔
بنیادی طور سے ہر حدیث کو تین عناوین پر تقسیم کیا ہے :

۱- رجال اسناد
۲- تخریج حدیث
۳- حکم حدیث

اس طرح سے یہ کتاب فقہ مالکیہ کی مستدل روایتوں کے لئے مرجع کی حیثیت

راویوں کے حالات:

اگر وہ روایت سنداً مروی ہے تو سب سے پہلے اس میں وارد راویان کے حالات کا ذکر فرداً فرداً کیا ہے، جس میں راوی کا مکمل حسب ونسب، اساتذہ وتلامذہ، ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال وغیرہ کا ذکر ہر راوی کی حالت زندگی میں کیا ہے، خواہ وہ مشہور امام ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اس تفصیل کی ضرورت نہ تھی۔

طریقۂ تخریج:

اس کے بعد تخریج پر توجہ دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اصحاب کتب حدیث میں کس کس نے وہ روایت ذکر کی ہے، مصادر کی ترتیب میں سب سے پہلے صحیحین، پھر موطا اس کے بعد سنن، پھر مسانید کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام مصادر کا حوالہ کتاب، باب، جلد اور صفحہ کے ساتھ دیا ہے۔

حکم بر حدیث:

اگر حدیث صحیحین کے علاوہ کسی دیگر کتاب کی ہے تو اس پر حکم لگا دیا ہے جس کیلئے راویوں کے حالات اور علماء کے اقوال پر اعتماد کیا ہے۔ کہیں کہیں متابعات وشواہد بھی ذکر کیا ہے۔

مذکورہ ساری کتابوں سے استفادہ بہت آسان ہے، کیونکہ کہ یہ سب کے سب ابواب فقہ پر مرتب ہیں، کسی بھی حدیث کی تخریج کے لئے مناسب مفہوم سے مطابقت رکھنے والی کتاب اور باب میں تلاش کرنے سے مطلوبہ حدیث آسانی سے مل سکتی ہے۔[1]

❀❀❀

[1] مزید تفصیل کے لئے ”مقدمہ تخریج الأحادیث النبویۃ“ ملاحظہ کریں۔

دوسرا باب

طریقه تخریج ازروئے متن

کسی بھی حدیث کی ازروئے متن تخریج کرنے کے لئے چار چیزوں میں سے
ی ایک کی معرفت ضروری ہے۔

۱- حدیث کا مفہوم معلوم ہو۔
۲- حدیث کا ابتدائی کلمہ معلوم ہو۔
۳- حدیث کا کوئی ایسا کلمہ معلوم ہو جو مشتق ہو اور کثیر الاستعمال نہ ہو۔
٤- حدیث کی صفات میں سے کوئی صفت (مثلاً صحیح، ضعیف، معلل، مرسل
بزہ) معلوم ہو۔

اگر ان چاروں چیزوں میں سے کچھ بھی معلوم نہیں ہے تو مطلوبہ حدیث کی
ز تیج ازروئے متن ممکن نہیں۔ اس کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑیگا، اس لئے
ز تیج ازروئے متن کے جملہ چار طریقے ہیں۔

۱- موضوع حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔
۲- متن حدیث کے پہلے کلمہ کی معرفت سے تخریج کرنا۔
۳- متن حدیث کے کسی کم استعمال ہونے والے مشتق کلمہ سے تخریج کرنا۔
٤- متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔

پہلا طریقہ

موضوع حدیث کی معرفت کے ذریعے تخریج کرنا

مفہوم کے ذریعے حدیث کی تخریج کے لئے ضروری ہے کہ مطلوبہ حدیث کا
عنی صحیح طور سے متعین کرلیا جائے یہ کام وہی کرسکتا ہے جو صحیح سمجھ، تیز ذہن اور
ہم وفراست سے متصف ہو، صحیح طور سے مفہوم کی تعیین ہوجانے سے تخریج کا کام بہت
آسان ہوجاتا ہے، لہٰذا اس عمل میں سب سے پہلا مرحلہ مفہوم کی تعیین کا ہے۔ اگر مفہوم

کی تعیین میں باحث کامیاب رہا تو تخریج کا کام بآسانی حل ہو جائے گا، ورنہ یہ
مشکل اور پیچیدہ ہوگا۔

بعض حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن کا مفہوم سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔
حدیثوں کا مفہوم قدرے آسان ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کا تعلق احکام سے ہو
بھی ہوتا ہے کہ ایک حدیث کے مختلف ٹکڑے ہوتے ہیں جو مختلف موضوع
کرتے ہیں ایسی صورت میں اس کی تخریج کے لئے مختلف مقامات کو ذ
ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض روایتیں کسی باب پر واضح طور سے دلالت
لیکن ضمناً دوسرا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ [لیکن ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھا جار
باب میں وہ روایت نہیں ہوتی بلکہ جو معنی ظاہر نہیں ہے اس میں پائی جاتی ہے۔
طور سے صحیح بخاری میں ایسا بہت ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر عبداللہ بن عمرو بن عاص کی یہ حدیث کہ اللہ کے ر
صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں اپنی سواری کو روکے ہوئے تھے لوگ آپ
کرتے تھے ایک شخص نے یہ عرض کیا کہ میں سمجھ نہ سکا اور قربانی سے پہلے حلق کر
نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں سمجھ نہ سکا رمی جمار سے پہلے قر
آپ نے کہا کوئی حرج نہیں۔[1]

بظاہر یہ روایت کتاب الحج سے تعلق رکھتی ہے، عموماً محدثین نے اس
الحج میں دسویں ذی الحجہ کے اعمال کے تعلق سے ذکر کیا ہے۔ لیکن امام بخاری
کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔ کہ سواری پر بیٹھ کر فتوی دے سکتے ہیں کیوں ک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔

اگر چہ یہ طریقہ مفہوم کے سمجھنے کے اعتبار سے قدرے مشکل ہے۔
کے باوجود بھی سب سے زیادہ وسیع طریقہ ہے۔ حدیث کی اکثر و بیشتر کتابیں ا

---

[1] صحیح البخاری مع فتح الباری، کتاب العلم باب الفتیا وهو واقف علی الد
۱۸۰/۱

میں شامل ہیں جن کی تفصیل آرہی ہے۔

حدیث کا مفہوم متعین ہو جانے کے بعد مطلوبہ حدیث کو ان ساری کتابوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے جو فقہی ابواب پر مرتب ہیں۔ان کتابوں میں اس حدیث کو اس مقام پر تلاش کیا جائے گا جس موضوع سے اس کا تعلق ہے، اگر اس کا تعلق **کتاب الطهارہ** سے ہے تو اس کو **کتاب الطهارہ** میں تلاشیں گے۔[یہ خیال رکھتے ہوئے کہ وہ **کتاب الطهارہ** کے کس باب سے متعلق ہے۔**باب المیاہ** سے، یا **باب الوضوء** سے، یا **غسل**، یا **تیمم ومسح علی الخفین** سے، یا حیض ونفاس سے وغیرہ] جس باب سے روایت متعلق ہے **کتاب الطهارہ** کے اس باب میں تلاشنے سے اگر حدیث اس میں موجود ہے تو ضرور مل جائے گی۔

اگر اس میں نہ ملے تو دوسری کتاب اٹھائیں اور اسی موضوع میں تلاش کریں یقیناً مطلوبہ روایت کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔ممکن ہے کہ اکثر و بیشتر یا سب کتابوں میں مل جائے، یہ عمل صرف ان ہی کتابوں میں ممکن ہے جو ابواب پر مرتب ہیں، وہ ساری کتابیں جو ابواب پر مرتب ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

۱ – وہ کتابیں جن میں دین کے سارے ابواب پائے جاتے ہیں۔

۲ – وہ کتابیں جن میں دین کے اکثر ابواب پائے جاتے ہیں۔

۳ – وہ کتابیں جن میں کسی خاص قسم یا موضوع کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

پہلی قسم

وہ کتابیں جن میں دین کے سارے ابواب پائے جاتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں.

(۱) جوامع:-

جوامع: جامع کی جمع ہے۔

جامع اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں دین سے متعلق سارے ابواب پائے جاتے ہیں، علماء نے ان کو آٹھ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔(عقائد، احکام،

رقاق وزہد، آداب واخلاق، تفسیر، تاریخ وسیر، مناقب ومثالب، فتن وملاحم) مثلاً

الجامع الصحیح	امام بخاری	(متوفی ۲۵۶ھ)
الجامع السنن	امام ترمذی	(متوفی ۲۷۹ھ)
الجامع	عبدالرزاق صنعانی	(متوفی ۲۱۱ھ)

یہ مصنّف کے علاوہ ایک دوسری کتاب ہے۔

(۴) مستخرجات علی الجوامع :-

مستخرج ہر اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث کسی صاحب کتاب کی روایتوں کو اپنی سند سے روایت کرے اس طرح سے کہ اس کی سند صاحب کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ سے مل جائے۔ (بشرطیکہ درمیان میں اس مولف کا واسطہ نہ ہو۔) [۱]

صاحب مستخرج چونکہ وہ روایتیں اپنی سند اور اپنے شیخ کے واسطہ سے ذکر کرتا ہے۔ اس لئے اصل کتاب کے الفاظ اور مستخرج کے الفاظ میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ الفاظ کی یہ تبدیلی اور اضافہ اصل کتاب (مُخرَّج علیہ) کی شرط پر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ [۲]

اس لئے ان کتابوں کے الفاظ کو تخریج کے وقت اصل کتاب کی جانب منسوب کرنا درست نہیں الا یہ کہ قطعی طور سے یہ معلوم ہو کہ دونوں کے الفاظ ایک ہیں۔

مثلاً کسی روایت کو اگر مستخرج اسماعیلی سے نقل کیا گیا ہو تو تخریج کرتے وقت یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ دونوں کے الفاظ میں کچھ فرق ہو۔ [۳]

یہ مستخرجات جب **جوامع** سے متعلق ہوں گی تب ہی اس قاعدہ کے تحت ان سے استفادہ ممکن ہوگا۔ ورنہ اگر کسی دوسری قسم کی کتاب مثلاً سنن وغیرہ سے متعلق ہوں تو پھر اس قسم سے خارج ہو جائیں گی، کچھ مشہور مستخرجات یہ ہیں جو صحیحین سے متعلق ہیں:

---

۱ تدریب الراوی ۱/۱۱۲، الحطة فی ذکر الصحاح الستة ص ۴۷

۲ النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ۱/۲۰۹، التقیید والایضاح ص ۳۰

۳ توضیح الأفکار فی شرح تنقیح الأنظار ۱/۷۱

المستخرج علی الصحیحین :ابوبکراحمد بن محمد برقانی (متوفی ۴۲۵ھ)
المستخرج علی الصحیحین :ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبھانی (متوفی ۴۳۰ھ)
مستخرج الاسماعیلی علی البخاری :ابوبکراحمد بن ابراہیم اسماعیلی (متوفی ۳۷۱ھ)
المستخرج علی صحیح مسلم:ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی (متوفی ۳۱۶ھ)

مستخرج کی یہ کتابیں جو صحیحین سے متعلق تحریر کی گئی ہیں ان کی تنظیم وترتیب بالکل اصل کی طرح ہیں لہٰذا جس طرح صحیحین سے روایت تلاش کی جاتی ہے۔اسی طرح سے ان میں بھی تلاش کی جائے گی یعنی موضوع کی معرفت کے ذریعہ۔

عموماً علماء نے مستخرج کی تصنیف صحیحین یاان میں سے کسی ایک پر کی ہے۔دیگر کتابوں پر مستخرج نہیں تحریر کی ہے۔کچھ شاذ ونادر ہی مستخرجات دوسری کتابوں پر ہیں جن کا ذکر سنن کی بحث میں آئے گا۔ [1]

(۳) مستدرکات علی الجوامع :-

مستدرک اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث دوسرے شخص کی شرط پر اس سے فوت شدہ روایتوں کو اکٹھا کردے جیسے :

المستدرک علی الصحیحین :

یہ امام ابوعبداللہ حاکم نیسا پوری (متوفی ۴۰۵ھ) کی تالیف ہے۔چونکہ امام حاکم نے مستدرک کی ترتیب صحیحین کی ترتیب پر کیا ہے۔اس لئے اس سے بھی استفادہ اسی طرح کیا جائے گا جس طرح صحیحین سے کیا جاتا ہے،مستدرک حاکم کے سلسلہ میں دو باتیں قابل گرفت ہیں۔

۱- پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے صحیحین پر استدراک کیا ہے۔جب کہ ان پر استدراک کرنا درست نہیں تھا۔اس وجہ سے کہ استدراک اس شخص پر کیا جاتا ہے جس نے جمع وتکمیل کا دعوی کیا ہو۔صاحب صحیحین نے ساری صحیح روایتوں کو جو ان کی شرط پر ہیں جمع

---

[1] دیکھئے ص ۷۱

کرنے کا دعوی ہی نہیں کیا تو پھر استدراک کا کیا معنی؟ بلکہ ان مصنفین نے یہ واضح کردیا ہے کہ جن صحیح روایتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ [۱]

۲- دوسری بات یہ ہے کہ نفس استدراک میں ان سے غلطیاں ہوئی ہیں جن روایتوں کو انہوں نے بطور استدراک جمع کیا ہے۔ وہ ساری کی ساری صحیحین یا کسی ایک کی شرط پر نہیں ہیں۔

مستدرک حاکم میں جو روایتیں پائی جاتی ہیں ان میں کچھ دونوں کی شرط پر ہیں، کچھ ایسی ہیں جو کسی ایک کی شرط پر ہیں، کچھ ایسی بھی ہیں جو صحیح ضرور ہیں لیکن کسی کی شرط پر نہیں ہیں، کچھ ضعیف بلکہ بعض موضوعات بھی اس میں شامل ہوگئی ہیں۔

حافظ ذہبیؒ نے مستدرک کی تلخیص کی ہے۔ جو مستدرک کے ساتھ مطبوع ہے۔ اس میں انہوں نے امام حاکم کے حکم پر نظر ثانی کی ہے، علماء کا خیال ہے کہ جس کی تائید امام ذہبی نے کی ہے وہ قابل قبول ہے۔

علامہ ابن الصلاح کا خیال ہے کہ جن روایتوں پر امام حاکم نے صحت کا حکم لگایا ہے، اگر کسی دوسرے امام نے اس پر صحت کا حکم نہیں لگایا ہے تو کم از کم وہ روایت حسن اور قابل حجت ہوگی الا یہ کہ اس میں کوئی ایسی واضح علت پائی جائے جو ضعف پر دلالت کرے۔ [۲]

اس لئے اس کتاب سے حدیث کی تخریج کرتے وقت کم از کم امام ذہبی کے حکم کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس کی سند پر متابعات وشواہد کو سامنے رکھ کر حکم لگادیا جائے، ورنہ کسی حدیث کا محض مستدرک میں ہونا یا امام حاکم کی تصحیح کرنا صحت کے لئے کافی نہیں خاص طور سے موجودہ مطبوعہ نسخہ سقطات اور غلطیوں سے پُر ہے جو ویسے بھی قابل اعتبار نہیں۔

---

[۱] ملاحظہ ہو مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۵-۱۶

[۲] مقدمۃ ابن الصلاح ص ۱۸

(٤) مجامیع : (مجموعه)

مجامیع ان کتابوں کہتے ہیں جن میں ان کے مولفین نے مختلف کتابوں کی روایتوں کو جمع کر کے انہیں ابواب یا کسی خاص ترتیب پر مرتب کر دیا ہو۔

ان مجامیع میں اگر کتب جوامع کی کوئی کتاب شامل ہو یا اس موضوع کی روایتیں شامل ہوں تبھی وہ اس قاعدے کے ضمن میں آسکتی ہے ورنہ نہیں۔ مجامیع کی کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

الجمع بین الصحیحین: ابوعبداللہ ابن نصر اندلسی ظاہری (متوفی ۴۸۸ھ)

التجرید الصحاح (الجمع بین أصول الستة)

ابوحسن رزین بن معاویہ العبدری (متوفی ۵۳۵ھ)

اصول ستہ سے مراد : صحیحین، موطا امام مالک اور ابن ماجہ کے علاوہ دیگر سنن ثلاثہ ہیں۔

جامع الأصول من أحاديث الرسول ﷺ :

یہ کتاب حافظ مجد الدین ابوالسعادات، مبارک بن احمد بن اثیر جزری (متوفی ۶۰۶ھ) کی تالیف ہے، اس میں انہوں نے صحیحین، سنن ثلاثہ۔۔ابن ماجہ کے علاوہ۔ اور موطا امام مالک کی روایتوں کو جمع کیا ہے، سند کو حذف کر کے صرف صحابی کا نام باقی رکھا ہے، پھر ان حدیثوں کو کتاب، ابواب اور فصلوں پر مرتب کیا ہے۔ اس میں جتنی بھی داخلی کتابیں ہیں سب کو حروف معجم پر مرتب کر کے پھر اس سے متعلق روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہر حرف کے تحت مختلف کتابیں شامل ہیں مثلاً حرف ھمزہ کے تحت دس کتابیں ہیں، پھر ان کتابوں کو ابواب، اور ابواب کو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر فصل میں صرف انہیں حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ جو ایک موضوع یا مسئلہ کی ہیں، آخر میں وہ روایت مذکورہ کتابوں میں سے کس کس کتاب کی ہے۔ اشارہ میں واضح کر دیا ہے، وہ

اشارے یہ ہیں:

خ : صحیح بخاری　　م : صحیح مسلم
ط : موطاء مالک　　ت: سنن الترمذی
د : سنن أبی داؤد　　ن : سنن النسائی [1]

حدیث ذکر کرنے کے بعد جو غریب اور مشکل کلمات تھے ان کی شرح کردی ہے۔ یہ کتاب اگر چہ موضوعات پر مرتب ہے۔ لیکن عام فقہی ترتیب پر نہیں ہے بلکہ حروف معجم پر ہے۔ اس لئے اگر کتاب الطھارہ کی روایت دیکھنی ہے تو پہلے حرف "ط" میں مطلوبہ کتاب دیکھیں پھر اس کے بعد موضوع سے قریب تر باب اور فصل میں مطلوبہ حدیث تلاش کریں۔

تیسیر الوصول الی جامع الأصول:

یہ ابن الدیبع عبدالرحمٰن بن علی بن محمد شیبانی (متوفی ۹۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے علامہ ابن اثیر کی "جامع الأصول" کو مختصر کردیا ہے۔ اس میں جو مشکل الفاظ کی شرح، اعراب اور تکرار پایا جاتا تھا اس کو ختم کردیا ہے۔ کتابوں، ابواب اور فصلوں کی تنظیم وترتیب اصل ہی کی طرح برقرار رکھا ہے۔ لہٰذا طریقہ استفادہ وہی ہے جو "جامع الأصول" کا ہے۔

کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال:

یہ کتاب علامہ علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے علامہ سیوطی کی تین کتابوں کو مرتب کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے جملہ احادیث رسول کو مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، اسلئے انہوں نے تقریباً ۷۷ کتب حدیث کی روایتوں کو ایک عظیم کتاب میں مرتب کر کے حکم لگادیا ہے۔ اس کا نام "الجامع الکبیر" رکھا ہے۔ جس کو (جمع الجوامع) بھی کہا جاتا ہے۔ پھر اس کو "الجامع الصغیر" میں

[1] مقدمة جامع الأصول ۶۲/۱

مختصر کیا اس کے بعد اس پر کچھ اضافہ کیا اور اس کا نام "زیادۃ الجامع الصغیر" رکھا۔
شیخ علی متقی ہندی نے انھیں کتابوں کو ابواب پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام "کنز العمال فی سنن الأقوال و الأفعال" رکھا ہے۔ [1]

جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد:

یہ محمد بن محمد بن سلیمان فارسی (متوفی ۱۰۹۴ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں چودہ کتابوں کی روایتیں ہیں۔ علامہ ابن اثیر کی "جامع الاصول" (جس میں موطا مالک، صحیحین، سنن ثلاثہ شامل ہیں۔) اور امام ہیثمی کی "مجمع الزوائد" (جس میں مسند ابو یعلی، مسند البزار، مسند امام احمد اور امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ کی زوائد شامل ہیں۔) کو جمع کر کے "زوائد مسند دارمی" اور "زوائد سنن ابن ماجه" کا اضافہ کر کے کتب اور ابواب پر مرتب کیا ہے، اس لئے یہ ایک عظیم تر جامع کتاب ہے جو طالب علم کو چودہ اہم کتب حدیث سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چونکہ یہ کتاب کتب اور ابواب پر مرتب ہے۔ اس لئے جس حدیث کی تخریج کرنا مقصد ہے پہلے اس کے مفہوم کی تعیین کر لیں، پھر قریب ترین موضوع میں تلاش کریں انشاء اللہ یہ حدیث مل جائے گی۔

التاج الجامع للأصول في أحاديث الرسول:

یہ کتاب شیخ منصور ناصف کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے ابن ماجہ کے علاوہ بقیہ اصول خمسہ کی روایتوں کو (مکررات کو حذف کر کے) مرتب کر دیا ہے۔ صحابی رسول کے علاوہ جملہ سلسلہ اسناد کو بھی حذف کر دیا ہے۔ آخر میں مخرجین کا ذکر کر دیا ہے۔

(۵) کتب زوائد:

کتب زوائد ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں کسی مخصوص کتاب (یا چند کتابوں) کے مقابلہ میں کسی دوسری کتاب سے ان روایتوں کو یکجا کر دیا جائے جو اس مخصوص کتاب

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ص ۹۰ - ۹۵

(یا مخصوص کتب) میں نہ ہوں۔

گویا کہ یہ مخصوص کتاب کے مقابلہ میں زائد حدیثیں ہوتی ہیں۔ جیسے "مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه" اس میں سنن ابن ماجہ کی ان روایتوں کو جمع کر دیا گیا ہے جو دیگر کتب ستہ میں نہیں ہیں گویا کہ ان سے زائد ہیں۔ امام کتانی فرماتے ہیں کہ:

"أی الأحادیث التی یزید بها بعض کتب الحدیث علی بعض آخر معین منها" [1] یعنی حدیث کا وہ مجموعہ جو بعض کتب حدیث میں کسی دوسری معین کتاب کے مقابلے میں زائد ہو۔

کتب زوائد میں کچھ معروف کتابیں یہ ہیں:

اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانید العشرة:

یہ امام بوصیری (متوفی ۸۴۰ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے دس کتب مسانید سے ان روایتوں کو الگ کر دیا ہے جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، وہ دس مسانید یہ ہیں:

مسند طیالسی	مسند حمیدی
مسند مسدد	مسند ابن راهویة
مسند ابن ابی شیبة	مسند العدنی
مسند ابن منیع	مسند عبد بن حمید
مسند حارث بن محمد	مسند ابی یعلی

یعنی اگر کسی کے پاس "اتحاف السادة" اور کتب ستہ موجود ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے پاس سولہ کتابوں کی روایتیں موجود ہیں۔

المطالب العالية بزوائد المسانید الثمانیة:

یہ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے ان

[1] الرسالة المستطرفة ۱۲۷-۱۲۸

روایتوں کو جو کتب ستہ اور مسند احمد سے زائد تھیں۔آٹھ مسانید سے جمع کیا ہے۔اس میں انہیں کتابوں کی زائد حدیثیں ہیں جو ''اتحاف السادة'' میں گذر چکی ہیں، چونکہ مسند اسحاق بن راھویہ اور ابویعلی کی مسند کبیر یہ دونوں ناقص تھیں اس لئے انہوں نے ان اجزاء کا اعتبار نہیں کیا بلکہ صرف آٹھ کتابوں کا اعتبار کر کے اس کو ''المسانيد الثمانية'' سے موسوم کیا ہے اور علامہ بوصیری نے ان کو شمار کیا اس لئے کتاب کے نام میں ''المسانيد العشرة'' تحریر کیا۔فرق دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ ''اتحاف السادة'' میں صرف کتب ستہ کے زوائد کو جمع کیا ہے۔جبکہ ''المطالب العالية'' میں کتب ستہ کے علاوہ مسند احمد کے زوائد کو بھی جمع کیا گیا ہے۔

موارد الظمآن فی زوائد صحیح ابن حبان :

یہ علامہ ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔

اس میں انہوں نے صحیح ابن حبان کی ان روایتوں کو جمع کیا ہے جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، اور ان کو فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔

كشف الأستار بزوائد البزار:

یہ بھی علامہ ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔

اس میں مسند بزار کی کتب ستہ سے زائد روایتوں کو فقہی ابواب پر جمع کیا ہے۔

مجمع الزوائد و منبع الفوائد :

یہ بھی علامہ ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔اس موضوع میں یہ سب سے اہم کتاب ہے۔اس میں مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند بزار اور امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ (کبیر صغیر اور اوسط) سے ان روایتوں کو الگ کر لیا گیا ہے۔جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، ان روایتوں سے سند کو حذف کر کے صرف صحابی کو باقی رکھا ہے اور جملہ روایتوں کو فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ان پر حکم بھی لگا دیا ہے۔ضعیف

روایتوں میں اسباب ضعف کی بھی وضاحت کردی ہے۔

فن تخریج میں یہ کتاب انتہائی مفید ومعاون ہے، اگر کوئی روایت کتب ستہ میں نہ ہوتو عموماً اس کتاب میں مل جاتی ہے۔ طریقہ استفادہ بالکل آسان ہے اس لئے کہ کتاب موضوع وابواب پر مرتب ہے۔ کتب زوائد میں جتنی بھی کتابیں مذکور ہیں سب ابواب پر مرتب ہیں لہٰذا سب سے پہلے موضوع حدیث کی تعیین کرلی جائے پھر اس کتاب میں اقرب ترین موضوع میں تلاش کیا جائے۔

(٦) مفتاح کنوز السنة :

یہ کتاب فن تخریج حدیث میں نہایت اہم اور مفید کتاب ہے۔ جو موضوعات پر مرتب ہے۔ اس کو ہالینڈ کے رہنے والے ایک مستشرق عالم (A.J.Wensink) ارند جان ونسنک نے انگریزی زبان میں تالیف کیا تھا، جسکی تالیف میں دس سال کی مدت لگی تھی، کتاب کی اہمیت کے پیش نظر شیخ محمد فواد عبدالباقی نے اس کو عربی قالب میں چار سال کی محنت اور نظر ثانی کے بعد ڈھالا ہے۔

اس میں حدیث، رجال اور سیرت کی چودہ کتابوں کی روایتوں کو اکٹھا کر کے ترتیب دیا ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں :

صحیحین	موطاء مالک
سنن اربعه	سنن دارمی
مسندزید	مسند ابی داؤد الطیالسی
مسند احمد	الطبقات الکبری ابن سعد
سیرت ابن هشام	مغازی الواقدی

ان مصادر و کتابوں کے لئے اشارہ متعین کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے :

بخ : صحیح بخاری	مس : صحیح مسلم
بد : سنن ابی داؤد	تر : سنن ترمذی

نس	سنن نسائی	مج	سنن ابن ماجه
می	سنن دارمی	ما	موطاء مالک
ز	مسند زید	عد	طبقات ابن سعد
حم	مسند امام احمد	ط	مسندالطیالسی
هش	سیرت ابن هشام	قد	مغازی واقدی

کچھ دیگر اشارے اس طرح سے ہیں:

ک	کتاب	ب	باب
ح	حدیث	ص	صفحه
ج	جزء	ق	قسم

قابل : ماقبل کا مابعد سے مقابلہ کریں۔

م م م : بائیں جانب کسی بھی عدد کے اوپر تین عدد میم کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ جگہ پر مشارالیہ حدیث مکرر، سہ کرر وارد ہے۔

اس کتاب کو فقہی موضوع ،علمی مسائل ،تاریخی اسماء و مقامات پر مرتب کیا ہے۔یعنی مذکورہ کتابوں میں متن حدیث میں جو نام یا مقام یا فقہی و علمی مسائل مذکور ہیں ان کو اکٹھا کیا ہے۔پھر ان ساری معلومات کو حروف معجم پر اس طرح سے مرتب کیا ہے جس طرح سے لغت کی کتابیں مرتب ہوتی ہیں، مثلاً کسی کو حضرت آدمؑ کے بارے میں وارد شدہ روایتوں کو معلوم کرنا ہو تو وہ حرف الف میں لفظ ''آدم'' کی تلاش کرے،اور اگر کسی کو طہارت کے مسائل دیکھنا ہے تو وہ حرف ''ط'' کے مادہ ''طھـــر'' کے کلمات میں تلاش کرے، کسی کو خندق کے بارے میں معلوم کرنا ہے تو وہ حرف ''خ'' میں ''خـنـد'' کا مادہ دیکھے۔ان ناموں اور مسائل کے تحت چھوٹے چھوٹے جملے دیئے ہوئے ہیں ان جملوں کے نیچے جن کتابوں میں یہ نام یا مسائل پائے جاتے ہیں ان کے حوالے اشارے میں دیئے ہوئے ہیں جیسا کہ اوپر گذر چکا،ان اشاروں سے اصل کتاب کی طرف رجوع

کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔اور تخریج حدیث بآسانی ہوسکتی ہے۔
مثال کے طور پر اگر ہم کو حضرت آدمؑ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے تو اس کتاب کو اٹھائیں اور حرف الف میں لفظ آدم تلاش کریں، چونکہ آدم حرف مد سے شروع ہوتا ہے۔ جو قائم مقام دو الف کے ہے اسلئے لغوی ترتیب میں- چونکہ سب سے پہلے مد والے حروف ہوتے ہیں لہٰذا-سب سے پہلے یہ کلمہ ملے گا۔

آدم علیہ السلام:-

اس عنوان کے تحت چند ذیلی عناوین چھوٹے چھوٹے فقروں میں ملیں گے،ان فقروں کے تحت اشارے ہوں گے،مثلاً کچھ فقرے اس طرح ہیں۔

☆احتجاج آدم و موسی ☆آدم فی السماء الأول
☆ماكان من عذب الأرض فی خلقه ☆كيف صنع الله بطينه
☆فی يوم جمعة خلق آدم ☆طول قامته ....الخ [۱]

پہلے فقرہ کے تحت جو حوالے اشارات میں ہیں، وہ اس طرح سے ہیں:

احتجاج آدم وموسی :-

بخ : ک ۶۰، باب ۳۱، ک۶۵ سوره ۲۰، ب ۱، ۳
ک ۸۲، ب ۱۱، ک۹۷، ب۳۷
مس : ک۴۶، ح۱۳ - ۱۵
بد : ک ۳۹، ب ۱۶
تر : ک ۳۰، ب ۲
مج : المقدمه، ب ۱
ما : ک۴۶ ح ۱

[۱] مفتاح كنوز السنة ص ۲.۱

حم : ثان ص ۲۴۸، ۲۶۴، ۲۶۸تا ۲۸۷، ۳۱۶، ۳۹۲، ۳۹۸،

۴۴۸تا ۴۶۴ [1]

وضاحت : یعنی حضرت آدم اور موسیٰ کے درمیان جو مناظرہ ہوا اس مفہوم کی روایتیں مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

صحیح بخاری میں کتاب نمبر ۶۰ [کتاب الأنبیاء] کے باب نمبر ۳۱ میں، نیز کتاب نمبر ۶۵ [کتاب التفسیر] کے سورہ نمبر ۲۰ کے باب نمبر ایک اور تین میں، نیز کتاب نمبر ۸۲ [کتاب القدر] کے باب نمبر ۱۱ میں، اسی طرح سے کتاب نمبر ۹۷ کتاب التوحید] کے باب نمبر ۳۷ میں۔

صحیح مسلم میں باب نمبر ۴۶ [کتاب القدر] کے حدیث نمبر ۱۳۔۱۵ میں

سنن ابوداود میں کتاب نمبر ۳۹ [کتاب السنة] کے باب نمبر ۱۷ میں

سنن ترمذی میں کتاب نمبر ۳۰ [کتاب القدر] کے باب نمبر ۲ میں

موطاء مالک میں کتاب نمبر ۴۶ [النهی عن القول با لقدر] کے حدیث نمبر ایک میں۔

مسند امام احمد کے جلد نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۲۴۸ اور ۲۶۴ میں نیز ص ۲۶۴ اور ص ۲۶۸ کا مقابلہ کرلیں۔ وعلی هذا القیاس۔

"مفتاح کنوز السنة" کے مقدمہ میں ان مصادر کی فہرست ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ کس کتاب کا کون سا نمبر ہے مثلاً صحیح بخاری کی فہرست میں کتاب نمبر ۶۰ دیکھنے سے یہ پتہ چلا کہ یہ " کتاب الأنبیاء" ہے اسی طرح سے ہر نمبر کے کتاب کا نام معلوم کیا جاسکتا ہے۔

چودہ کتابوں میں سے جس کتاب میں یہ حدیث پائی جاتی ہے اس کا ذکر کردیا ہے۔ بقیہ دیگر کتابوں میں جن کا نام حوالہ میں موجود نہیں، اس میں یہ روایت نہیں پائی۔

---

[1] مفتاح کنوز السنة ص ۱

جاتی ہے۔لہٰذا ان کا ذکر نہیں کیا۔

ان مصادر کے حوالہ میں جو صفحات یا حدیث و باب نمبر وغیرہ دیئے ہیں وہ مخصوص طبعات کے ہیں جو کافی قدیم ہو چکے ہیں اگر وہ طبعات یا ان سے مصور طبعات میسر ہیں تو مطلوبہ حدیث فوراً مل سکتی ہے۔ [1]

لیکن اگر مذکورہ طبعات یا ان سے مصور طبعات موجود نہ ہوں تو ان طبعات کی طرف رجوع کریں جو ان سے اقرب ہیں مثلاً کتب ستہ کیلئے شیخ محمد فواد عبدالباقی کے نمبر رنگ اور تحقیق والے طبعات، نیز ہر اس طبعہ سے استفادہ ممکن ہے جس میں کتاب، ابواب اور احادیث پر نمبر لگے ہوئے ہوں، اگر مشار الیہ مقام پر روایت نہ ملے تو کچھ آگے پیچھے نظر ڈالیں انشاءاللہ روایت ضرور مل جائے گی۔ [2]

یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جن مولفات کا حوالہ اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ان میں سے کچھ میں کتاب اور باب نمبر کا حوالہ ہے۔اور کچھ میں کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ ہے۔کچھ میں صرف حدیث نمبر کا حوالہ دیا ہے اور کچھ میں جلد اور صفحہ کا حوالہ ہے۔

جن مصادر کے لئے کتاب اور باب نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :

بخ : صحیح بخاری　　**بد** : سنن ابی داؤد

---

[1] وہ طبعات یہ ہیں:

صحیح بخاری	: طبع لیدن ١٨٦٢ـ١٨٦٨ء	صحیح مسلم	: طبع بولاق ١٢٩٠ھ
سنن ابی داود	: طبع قاہرہ ١٢٨٠ھ	سنن ترمذی	: طبع بولاق ١٢٩٢ھ
سنن نسائی	: طبع قاہرہ ١٣١٢ھ	سنن ابن ماجہ	: طبع قاہرہ ١٣١٣ھ
سنن دارمی	: طبع دھلی ١٣٣٧ھ	موطامالک	: طبع قاہرہ ١٢٧٩ھ
مسند طیالسی	: طبع حیدر آباد ١٣٢١ھ	مسند احمد	: طبع قاہرہ ١٣١٣ھ
مسند زید	: طبع میلانو ١٩١٩ء	مغازی و اقدی	: طبع برلن ١٨٨٢ء
طبقات ابن سعد	: طبع لیدن ١٩٠٣ء	سیرت ابن ہشام	: طبع غو تنجن ١٨٠٩

تفصیل کیلئے دیکھئے : مقدمة مفتاح كنوز السنة صفحه : ١١، صفحه: مخ

[2] مقدمة مفتاح كنوز السنة صفحه ص م

تر : سنن ترمذی نس : سنن نسائی
مج : سنن ابن ماجه می : سنن دارمی
اور جن کے لئے کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :
مس : صحیح مسلم ما : موطا مالک
اور جن کے لئے صرف حدیث نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں:
ز : مسند زید ط : مسند الطیالسی
اور جن میں جلد اور صفحہ کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں:
حم : مسند احمد عد : طبقات ابن سعد
هش : سیرت ابن هشام قد : مغازی و اقدی

یہ کتاب طالبان علوم نبوت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جو حرز جان بنانے
ق ہے خاص طور سے ان حضرات کیلئے جو کسی خاص مضمون پر بحث یا مقالہ لکھنا
،ہوں۔ یا محفل وعظ و نصیحت سجانا چاہتے ہوں اسلئے کہ مخصوص موضوع سے متعلق
ت کی جانب اس سے اچھی رہنمائی ملتی ہے۔

❊❊❊

دوسری قسم

وہ کتابیں جن میں اکثر و بیشتر احکام سے متعلق حدیثیں موجود ہوں

مفہوم حدیث کی معرفت کے سہارے تخریج حدیث کیلئے دوسری کتابوں کی ہے جن میں دین کی اکثر باتیں پائی جائیں اور وہ موضوع اور مفہوم ہوں خاص طور سے اس طرح کی کتابوں میں احکام کی حدیثیں فقہی ابواب پر مرتب ہیں، اس ضمن میں کتب حدیث کی جن کتابوں سے مدد لیجاسکتی ہے ان کی قسمیں ذیل ہیں:

۱- صحاح ۲ - سنن

۳- مصنفات ٤ - موطات

۵- مذکورہ کتابوں پر مستخرجات ٦ - کتب تخریج جوابواب پر مرتب ہوں

۱- صحاح:-

صحاح "صحیح" کی جمع ہے۔ حدیث صحیح: اس متصل السند حدیث کو کہتے جس کو عادل، تام الضبط [ضابطِ کامل] راوی نے اپنے ہم مثل راوی سے آخری سند روایت کیا ہو نیز وہ معلل وشاذ نہ ہو۔ [1]

صحیح حدیث کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ جو سات ہیں۔

درجات صحیح:

۱- وہ روایتیں جو متفق علیہ ہیں۔

۲ - جن کو صرف امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳- جن کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] مقدمۃ ابن الصلاح ص۱۰

۴ - جو دونوں کی شرط پر ہوں لیکن کسی نے روایت نہ کی ہو۔

۵ - جو صرف امام بخاری کی شرط پر ہوں۔

۶ - جو صرف امام مسلم کی شرط پر ہوں۔

۷- جو دوسروں کے نزدیک صحیح ہوں۔ [1]

درجات متفق علیہ:-

متفق علیہ کے بھی درجات ہوتے ہیں۔

۱ - وہ جو متواتر ہوں۔

۲ - وہ جو مشہور ہوں۔

۳ - وہ جن پر ان ائمہ کا بھی اتفاق ہو جنہوں نے صحت کا التزام کیا ہے۔

۴ - وہ جن پر بعض ائمہ کا اتفاق ہو۔

۵- وہ جن پر کسی ایک امام نے ان کی موافقت کی ہو۔ [2]

کتب صحاح:-

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ان کے مولفین نے اپنی شرط کے مطابق صحیح احادیث کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

اس طرح کی کتابوں کی حدیثیں ان مولفین کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں خواہ وہ جمہور کے یہاں صحیح ہوں یا نہ ہوں۔

کتب صحاح میں سے کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

صحیح البخاری:-

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) کی تالیف ہے۔اس کا اصل نام [الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] توضیح الأفکار ۱/۸۷،۸۸

[2] مقدمۃ ابن الصلاح ۲۳، توضیح الأفکار ۱/۸۶،۸۹

وسنـنـه وأيامه '' ہے۔ یہ خالص صحیح حدیثوں کا پہلا مجموعہ ہے۔اور کتاب اللہ کے بعد صحت میں پہلے نمبر پر ہے اس کی متصل اور مرفوع روایتوں کو ساری امت نے ازروئے صحت قبول کیا ہے۔

الصحيح لمسلم :۔

یہ امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام ''المسند الصحيح'' ہے۔ مرتبہ میں اس کا درجہ صحیح بخاری کے بعد ہے۔ جس کی صحت کو امت نے تسلیم کیا ہے۔

صحيح ابن خزيمة :۔

یہ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام جو مولف نے رکھا تھا۔ ''مختصر المختصر من المسند الصحيح عن النبي ﷺ'' ہے۔ یہ مرتبہ میں صحیح مسلم کے بعد ہے، اسی لئے دیگر کتب صحاح میں اس کا درجہ پہلا ہے۔ یہ صحیح ابن حبان سے اس لئے بہتر ہے کہ اس میں صحت حدیث کے سلسلہ میں بہت اہتمام اور زیادہ تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔ معمولی کلام کی وجہ سے حدیث کو صحیح کہنے سے پرہیز کیا ہے۔ [1]

صحيح ابن حبان :۔

یہ امام ابوحاتم محمد بن احمد بن حبان تمیمی بستی (متوفی ۳۵۴ھ) کی تالیف ہے۔ اس کا اصل نام جو مولف نے رکھا تھا۔ وہ ''المسند الصحيح على التقاسيم والأنواع من غير وجود قطع في سندها ولا ثبوت جرح في ناقليها'' ہے جس کو ''التقاسيم والأنواع'' بھی کہا جاتا ہے۔ جو عرف عام میں ''صحيح ابن حبان'' کے نام سے مشہور ہے۔

اس کی ترتیب نہ تو فقہی ابواب پر ہے اور نہ مسانید پر بلکہ مولف نے نئے

---

[1] صحیح ابن خزیمہ، مقدمہ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی ۱/۱۹-۱۷

ڈھنگ کی ایک ترتیب قائم کی تھی جسکا سمجھنا انتہائی مشکل تھا۔اس لئے اس سے استفادہ بھی مشکل تھا۔چنانچہ علاء الدین ابوالحسن علی بن بلبان فارسی (متوفی ۷۳۹ھ) نے اس کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اور اس کا نام "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان" رکھا۔یہی ترتیب مطبوع اور متداول ہے۔

یہ کتاب از روئے صحت ترتیب میں صحیح ابن خزیمہ کے بعد اور "مستدرک حاکم" سے پہلے ہے۔

علامہ کتانی فرماتے ہیں کہ شیخین کے بعد جنہوں نے صحیح کتابیں تالیف کی ہیں۔ان میں ابن خزیمہ اور پھر ابن حبان کی کتاب ہے۔

علامہ حازمی فرماتے ہیں کہ ابن حبان فن حدیث میں امام حاکم سے قوی ہیں ان کے تساہل کی جو بات کہی جاتی ہے وہ صحیح نہیں،زیادہ سے زیادہ انہوں نے حسن کو صحیح کہہ دیا ہے۔ [1]

المنتقی:۔

یہ ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود نیساپوری (متوفی ۳۰۷ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام "المنتقی من السنن المسندة عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم" ہے۔جو ایک جلد کی مختصر کتاب ہے۔

دیگر کتب صحاح:۔

موجودہ زمانے میں علامہ البانیؒ نے حدیث پاک کی بڑی عظیم خدمت کی ہے۔انہیں خدمات میں سے صحیح اور ضعیف حدیثوں کا مجموعہ تیار کرنا،نیز سنن اربعہ اور دیگر کتب حدیث سے صحیح اور ضعیف روایتوں کو الگ کرنا بھی شامل ہے۔مثلاً "صحیح سنن ابی داؤد، صحیح سنن ابن ماجه، نیز سلسلة الأحادیث الصحیحة" وغیرہ۔یہ کتابیں بھی کتب صحاح کے حکم میں ہیں اس لئے کہ صحت کے شروط کے مطابق

---

[1] تدریب الراوی ۱/۱۰۸

انہوں نے حدیثوں پر حکم لگایا گیا ہے۔

ان کتب صحاح سے حدیثوں کو تلاش کرنا بہت آسان ہے۔ کیونکہ یہ ابواب پر مرتب ہیں۔ یہاں بھی وہی طریقہ اپنانا ہوگا جو پہلی قسم کی کتابوں میں گذرا ہے۔ سب سے پہلے حدیث کے موضوع اور مفہوم کی تعیین کرلیں اس کے بعد ان مذکورہ کتابوں میں سے کسی کتاب کو لے کر ان مقامات میں تلاش کریں جہاں اس معنی کی روایتیں موجود ہیں۔

۲- سنن:-

سنن ان کتابوں کو کہتے ہیں جو ابواب فقہیہ پر مرتب ہوتی ہیں۔ جیسے طہارت، صلاۃ، زکوٰۃ وغیرہ۔

عام طور سے سنن میں صرف احکام کی مرفوع روایتیں ہوتی ہیں۔ موقوف روایتیں یا تو ہوتی ہی نہیں یا شاذ و نادر ہوتی ہیں۔ کیوں کہ موقوف کو اصطلاح میں سنت نہیں کہا جاتا ہے۔ [1]

کتب سنن:-

کتب سنن کی تعداد بہت ہے۔ ان میں کچھ اہم اور مشہور کتابیں یہ ہیں:

سنن ابن جریج :-

یہ امام ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز مکی (متوفی ۱۵۱ھ) کی تالیف ہے۔ علامہ کتانی کہتے ہیں کہ "**انه أول من صنف في الإسلام**"۔ [2]

---

[1] الرسالة المستطرفة ص ۲۵، مقدمة تحفة الأحوذی ص ۲۴

[2] الرسالة المستطرفة ۲۶-۲۷

علامہ کتانی کے قول کو اطلاق پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان سے قبل بھی کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ لہٰذا، اگر یہ کہا جائے کہ مکہ مکرمہ میں انہوں نے سب سے پہلے کتاب تصنیف کی تو بہتر ہوگا۔ اُن سے پہلے مکحول شامی (متوفی ۱۱۸ھ) نے سنن کے نام سے کتاب تالیف کی ہے دیکھئے "الدراسات في الحديث النبوی"

اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کا ذکر یہاں پر کیا گیا ہے ورنہ یہ کتاب موجود نہیں۔

سنن سعید بن منصور :-

یہ سعید بن منصور خراسانی (متوفی ۲۲۷ھ) کی تالیف ہے۔اس میں معضل، مرسل اور منقطع روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ [۱]

سنن الدارمی:-

یہ امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) کی تالیف ہے۔جس کو کچھ محدثین نے کتب ستہ میں شامل کیا ہے۔

سنن الترمذی :-

یہ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) کی تالیف ہے جس کو "الجامع" بھی کہا جاتا ہے۔اس میں حسن روایتیں زیادہ پائی جاتی ہیں۔

سنن ابن ماجه :-

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (متوفی ۲۷۳ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں ایسی روایتیں زیادہ پائی جاتی ہیں جو کتب ستہ میں نہیں ہیں۔ان کو زوائد کہا جاتا ہے اس طرح کی روایتیں عموماً ضعیف ہیں۔ بہت سے حضرات نے اس کو کتب ستہ میں کثرت زوائد کی وجہ سے شمار کیا ہے۔

سنن ابی داؤد :-

یہ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں زیادہ تر احکام کی حدیثیں ہیں۔

سنن النسائی:-

یہ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) کی تالیف

---

[۱] الرسالۃ المستطرفۃ ص ۲۷

ہے۔ جس کا نام "مجتبی" ہے۔ جس کو "السنن الصغری" کہا جاتا ہے اسے مولف نے اپنی عظیم کتاب "السنن الکبری" سے منتخب کیا ہے۔ جب مطلق سنن نسائی کہا جاتا ہے تو اس سے یہی "سنن صغری" ہی مراد ہوتا ہے۔ [1]

سنن اربعہ میں بحیثیت مراتب پہلا درجہ ابوداود، دوسرا ترمذی، تیسرا نسائی اور چوتھا ابن ماجہ کا ہے۔ علماء جرح وتعدیل کی کتابوں میں عموماً یہی ترتیب قائم کی گئی ہے۔

سنن الدار قطني:۔

یہ امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں عموماً غرائب سنن کو جمع کیا ہے۔ نیز اس میں ضعیف اور منکر روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں حتی کہ موضوعات بھی بہت ہیں۔ [2]

السنن الکبری:۔

یہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) کی تالیف ہے۔ جو اپنے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے۔ اکثر احادیث احکام اس میں پائی جاتی ہیں امام بیہقی کی ایک کتاب "السنن الصغری" بھی ہے۔ اسی کے مقابلے میں اس کو "السنن الکبری" کہا جاتا ہے۔

کچھ اور کتابیں ایسی ہیں جنکا نام اگرچہ سنن نہیں ہے۔ لیکن وہ سنن میں شامل ہونے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔

کتاب الآثار:۔

یہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی (متوفی ۱۸۲ھ) کی تالیف ہے۔

---

[1] الرسالة المستطرفة ص ۲۵

[2] الرسالة المستطرفة ص ۲۷

کتاب الآثار :-

یہ امام صاحب کے دوسرے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) کی تالیف ہے۔

کتاب الأم:-

یہ امام شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس ہاشمی (متوفی ۲۰۴ھ) کی تالیف ہے۔

شرح معانی الآثار :-

یہ امام ابوجعفر طحاوی احمد بن محمد بن سلامہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تالیف ہے۔

شرح السنة:-

یہ امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) کی تالیف ہے۔

۳- مصنفات:-

مصنف حدیث کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جو فقہی ابواب پر مرتب ہوں اور ان میں احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین وغیرہ بھی پائی جائیں۔

سنن اور مصنفات میں فرق یہ ہے کہ سنن میں صرف احادیث رسول پائی جاتی ہیں۔ لیکن مصنفات میں احادیث رسول کے علاوہ اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں ہر چیز میں متحد ہیں۔

کچھ اہم مصنفات یہ ہیں۔

المصنف:- ابوسلمہ حماد بن سلمہ بصری (متوفی ۱۶۷ھ)

المصنف:- ابوسفیان وکیع بن جراح رواسی (متوفی ۱۹۶ھ)

المصنف:- ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)

المصنف:- ابوربیع سلیمان بن داود العتکی (متوفی ۲۳۴ھ)

المصنف:- ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)

ان مذکورہ مصنفات میں میرے علم کے مطابق صرف دو کتابیں مطبوع ہیں ''مصنف عبدالرزاق'' اور ''مصنف ابن ابی شیبة''. ''مصنف ابن ابی شیبة ، مصنف عبدالرزاق'' کے مقابلہ میں مفصل اور مبسوط ہے۔

٤ - موطآت :-

موطا حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جو فقہی ابواب پر مرتب ہو اور اس میں احادیث رسول کے علاوہ اقوال صحابہ ،فتاوی تابعین ، نیز صاحب کتاب کے اقوال بھی ہوں۔

موطا اور مصنف قریب قریب یکساں ہوتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ مصنف میں اقوال صحابہ کی کثرت ہوتی ہے۔ موطا میں اس طرح نہیں ہوتی نیز موطا میں صاحب کتاب کی رائے اور ان کے اقوال بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ مصنف میں صاحب کتاب کے اقوال نہیں ہوتے ، بقیہ چیزوں میں سنن ، مصنف ، موطا ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ موطآت یہ ہیں جن میں سب سے مشہور:

الموطاء:-

امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ) کی ہے۔ جس کے مختلف نسخے اور راوی ہیں سب سے مشہور نسخہ ابو محمد یحیٰی بن یحیٰی بن کثیر لیثی ، مصمودی اندلسی (متوفی ۲۳۴ھ) کا ہے۔ اطلاق کے وقت یہی نسخہ مراد ہوتا ہے۔ یہ وہی یحیٰی ہیں جن کا درس حدیث چھوڑ کر ہاتھی نہ دیکھنے جانے کا قصہ مشہور ہے۔

موطا کے راویوں میں سب سے زیادہ قوی عبداللہ بن مسلمہ قعنبی ہیں اور سب سے آخری راوی ابو مصعب زھری ہیں انکی روایت میں تقریباً سو حدیثیں زائد ہیں۔ جو موطا کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں۔ [1]

---

[1] مقدمہ شیخ محمد فواد بر موطا

الموطاء:-

یہ امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۴ھ) کی ترتیب ہے جو حقیقت میں موطا مالک کی ایک روایت ہے۔ جس کے راوی ان کے شاگرد امام محمد تھے۔ لیکن اس میں امام محمد نے کچھ آثار کا دوسرے اساتذہ کے واسطے سے اضافہ کیا ہے۔ جن سے حنفی مسلک کے مسائل کیلئے استدلال کیا ہے۔ لیکن عموماً یہ آثار ضعیف ہیں۔ [1]

دیگر موطآت یہ ہیں:

الموطا: ابن ابی ذئب (متوفی ۱۵۸ھ)

الموطا: عبدان (متوفی ۲۹۳ھ)

اُس کے بارے میں مجھے معلومات نہیں غالبِ گمان یہی ہے کہ یہ موجود نہیں۔

۵- مستخرجات:-

مستخرج کا ذکر پہلی قسم کی کتابوں (جوامع) میں گزر چکا ہے۔[2] کیوں کہ زیادہ تر مستخرجات کا تعلق صحیحین سے ہے۔ دوسری قسم کی کتابوں کے متعلق مستخرجات کی تصنیف بہت کم کی گئی ہے۔ سنن ابوداود، اور سنن ترمذی پر کچھ مستخرجات کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ان کے وجود کے بارے میں فی الحال مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ صحیحین کے علاوہ جن مستخرجات کا ذکر ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- قاسم بن اصبغ بن ناصح اصبہانی (متوفی ۳۴۰ھ)

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- محمد بن عبدالملک بن ایمن (متوفی ۳۳۰ھ)

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- ابوبکر بن منجویہ اصبہانی (متوفی ۴۲۸ھ)

المستخرج علی سنن الترمذی:- ابوعلی حسن بن علی طوسی (متوفی ۳۱۲ھ)

المستخرج علی سنن الترمذی:- ابوبکر بن منجویہ احمد بن علی (متوفی ۴۲۸ھ)

---

۱ مقدمہ شیخ محمد فواد ص: حی

۲ دیکھئے ص: ۴۸

المستخرج علی کتاب التوحید لا بن خزیمة :-

ابونعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

المستخرج علی المستدرک للحاکم:-

حافظ ابوالفضل عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) لیکن یہ نامکمل رہ گئی۔ [1]

کچھ لوگوں نے منتقی ابن الجارود کو صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج قرار دیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی محقق کتاب صحیح ابن خزیمہ نے اس کو غلط قرار دیا ہے۔ [2]

ان مستخرجات سے استفادہ کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو مخرج علیہ کتابوں کا ہے۔ یعنی مطلوبہ حدیث کے مفہوم کی تعیین کے بعد ان مقامات کو دیکھیں جہاں اس کے وجود کا احتمال ہے۔

۶- کتب تخریج :-

اس سے پہلے کتب تخریج کا تفصیلی ذکر (ص ۳۰-۴۴) پر گذر چکا ہے۔ یہاں کتب تخریج سے مراد وہ کتابیں ہیں جو ابواب پر مرتب ہوتی ہیں۔ ورنہ عام طور سے کتب تخریج مخرج علیہ کتاب کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں۔ مفہوم کے ذریعہ کسی بھی حدیث کی تخریج کیلئے کتب تخریج بہت مفید اور معاون ثابت ہوتی ہیں۔ بلکہ عموماً ماضی قریب کے علماء نے کتب تخریج کے حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔

حالانکہ یہ کتابیں فی نفسہٖ مصدر نہیں ہوتی ہیں البتہ مصادر اصلیہ پر ان کا اعتماد ہوتا ہے۔ اور ان کی جانب رہنمائی کرتی ہیں۔ لہٰذا فن تخریج کی وہ کتابیں جو ابواب پر مرتب ہیں اس قاعدے کے ضمن میں ان سے بہت اچھی مدد ملتی ہے۔ لیکن اگر یہ کتابیں ابواب پر مرتب نہ ہوں بلکہ کوئی دوسری ترتیب ہو تو کسی اور طریقہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] توضیح الأفکار ۱/۶۹، الرسالة المستطرفة ص ۲۴

[2] مقدمة صحیح ابن خزیمة ۱/۲۳

تیسری قسم

وہ کتابیں جو کسی خاص موضوع یا خاص فن سے متعلق ہوں

مفہوم حدیث کی معرفت کے سہارے تخریج کے لئے تیسری قسم ان کتابوں کی ہے۔جن میں کسی ایک خاص موضوع سے متعلق روایتیں ہوتی ہیں۔
اسی طرح سے وہ کتابیں بھی ہیں جو کسی خاص فن سے متعلق ہوتی ہیں، لہٰذا اس قسم میں مختلف موضوعات کی کتابیں اور اجزاء حدیثیہ -جن کی غیر معمولی تعداد ہے- شامل ہیں۔فرداً فرداً ان کا ذکر کرنا مشکل ہے۔بطور نمونہ چند موضوعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے۔

۱- موضوعات خاصہ:-
ا-کسی خاص موضوع (یا کسی ایک موضوع) سے متعلق کتابوں کی مختلف شکلیں اور قسمیں ہوسکتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(أ) کتب توحید :-(کتب عقائد)
کتب توحید ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں عقیدہ اور توحید سے متعلق حدیثیں ہوتی ہیں۔ [1]

اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

کتاب الایمان :- ابوعبداللہ محمد بن ابی شیبہ عبسی (متوفی ۲۳۵ھ)
کتاب الأهوال:- (یعنی أهوال یوم القیامة) ابن ابی الدنیا ابوبکر عبداللہ بن محمد بغدادی (متوفی ۲۸۱ھ)
التوحید :- امام ابن خزیمة ابوبکر محمد بن اسحاق سلمی نیساپوری (متوفی ۳۱۱ھ)

---

[1] مقدمہ تحفۃ الأحوذی ص ۳۴

کتاب الایمان :- امام ابن مندہ محمد بن اسحاق بن یحیٰ (متوفی ۳۹۵ھ)

الأسماء و الصفات :- امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

شعب الایمان :- امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

مذکورہ کتابیں سب کے سب مطبوع ہیں۔

(ب) کتب سنہ:-

کتب سنہ: ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں سنت کی اہمیت، اتباع سنت پر رغبت دلانے، دین میں من مانی کرنے اور بدعات سے روکنے والی روایتیں مذکور ہوتی ہیں۔ [1]

اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

السنة :- امام احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ۲۴۱ھ)

السنة :- امام ابوداؤد سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)

السنة :- حافظ ابن ابی عاصم ابوبکر عمرو بن ابی عاصم شیبانی (متوفی ۲۸۷ھ)

السنة :- امام عبداللہ بن امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۹۰ھ)

السنة :- امام محمد بن نصر مروزی (متوفی ۲۹۴ھ)

السنة :- امام ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن حسن لالکائی (متوفی ۴۱۸ھ)

جس کا اصل نام "شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة من الكتاب والسنة و اجماع الصحابة و التابعين و من بعدهم" ہے۔ [2]

ان میں امام ابوداود کی السنة کے بارے میں فی الحال مجھے کوئی علم نہیں بقیہ سب مطبوع ہیں۔

---

[1] الرسالة المستطرفة ص ۲۹

[2] الرسالة المستطرفة ص ۲۹

(ج) کتب احکام :-

کتب احکام: ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں صرف احکام کی حدیثیں ہوتی ہیں۔
احکام پر تحریر کی جانے والی کتابیں عموماً متاخرین کی تالیف ہیں۔ جو اسناد سے عاری ہیں۔ لہٰذا ان کو مصادر اصلیہ کا مقام حاصل نہیں ہوتا ان کی حیثیت مرجع کی ہوتی ہے۔ جو مصادر اصلیہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

الأ حكام الكبرى

الأحكام الوسطى

الأ حكام الصغرى

یہ تینوں کتابیں علامہ عبدالحق اشبیلی (متوفی ۵۸۱ھ) کی تالیف ہیں لیکن میرے علم کے مطابق ان میں سے اب تک کوئی بھی مطبوع نہیں حالانکہ موجود ہیں۔

عمد ة الأ حكام : حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی (متوفی ۶۰۰ھ)

المنتقى فى الأحكام: علامہ عبدالسلام بن عبداللہ (متوفی ۶۵۲ھ)

یہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے دادا ہیں۔

الالمام فى أحاديث الأحكام: حافظ محمد بن علی ابن دقیق العید (متوفی ۷۰۲ھ)

بلوغ المرام من أدلة الأ حكام: ابن حجر احمد بن علی عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

(د) کتب أخلاق وآداب :-

کتب اخلاق وآداب: وہ کتابیں ہیں جن میں ایسی حدیثیں مذکور ہوتی ہیں جو اخلاق حسنہ اور آداب عالیہ کی جانب رہنمائی کرتی ہیں نیز اخلاق قبیحہ اور آداب مذمومہ سے روکتی ہیں جیسے:

الأدب المفرد:- امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (متوفی ۲۵۶ھ)

مکارم الاخلاق ومعالیھاو محمود طرائقھا:۔

علامہ خرائطی ابوبکر محمد بن جعفر (متوفی ٣٢٧ھ)

مکارم الأخلاق :۔ امام طبرانی ابوالقاسم سلیمان بن احمد (متوفی ٣٦٠ھ)

المنتقی من مکارم الأخلاق : ابوطاہر سلفی احمد بن محمد (متوفی ٥٧٦ھ)

مساوی الأخلاق :۔

علامہ خرائطی جن کی کتاب "مکارم الاخلاق ومعالیھا" ہے۔ [۱]

(ھ) کتب زھد ورقاق:۔

یہ کتابیں دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتی ہیں، دلوں کو نرم کرتی اور آخرت کے سنوارنے کی ترغیب دلاتی ہیں۔ [۲]

چونکہ ان کے پڑھنے سے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔اس وجہ سے ان کو کتب رقاق بھی کہا جاتا ہے۔اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں :

الزھد:۔ امام عبداللہ بن مبارک مروزی (متوفی ١٨١ھ)

الزھد:۔ امام وکیع بن جراح رواسی (متوفی ١٩١ھ)

الزھد:۔ امام احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ٢٤١ھ)

الزھد:۔ ھناد بن سری کوفی (متوفی ٢٤٣ھ)

الزھد:۔ ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ٢٧٥ھ)

یہ سب کے سب ہندوستانیوں کی تحقیق سے مطبوع ہیں:

(و) کتب ترغیب وترھیب :۔

یعنی وہ کتابیں جن میں فضائل اعمال، حسن عمل کی رغبت اور اس کے ثواب، برے اعمال سے خوف اور ان کے عقاب سے متعلق حدیثیں مذکور ہوں۔مثلاً :

الترغیب والترھیب: امام عبدالعظیم بن عبدالقوی ابومحمد منذری (متوفی ٦٥٦ھ)

---

۱ المنتقی من مکارم الاخلاق ص ١١ مقدمہ محقق

۲ مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ٤٣

مختصر الترغیب والترھیب: — حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

یہ سابقہ کتاب کی اختصار ہے۔

اتحاف المسلم بماورد فی الترغیب والترھیب فی أحادیث البخاری و مسلم: — شیخ یوسف بن اسمٰعیل ابوالمحاسن نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ)

اس میں تقریباً ایک ہزار حدیثیں ہیں۔

(ز) کتب اذکار: —

یعنی وہ کتابیں جن میں ادعیہ واذکار کی فضیلت اور مختلف اعمال واوقات کے لئے متعین دعاؤں کا ذکر ہو مثلاً:

عمل الیوم و اللیلة: — امام احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)

عمل الیوم واللیلة: — ابن سنی ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق (متوفی ۳۶۴ھ)

الأذکار المنتخبة فی کلام سید الأبرار: —

امام نووی یحیٰی بن شرف (متوفی ۶۷۶ھ)

الکلم الطیب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم حرانی (متوفی ۷۲۸ھ) [1]

سابقہ دونوں کتابیں مصدر اصلی ہیں بقیہ دونوں کتابیں مصدر فرعی ہیں۔ جن میں مخرجین کی وضاحت ہے۔

اب اگر کسی کو مذکورہ موضوع میں سے کسی موضوع کی حدیث تخریج کرنی ہو تو جس موضوع کی روایت ہے۔ اس موضوع کی کتاب میں دیکھنے سے بآسانی وہ حدیث مل سکتی ہے۔ یا ان سے رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔

---

[1] اس فن کی کچھ دیگر کتابوں میں: الدعاء : امام ابوداؤد — الدعاء : ابن ابی الدنیا — الدعاء : ابن ابی عاصم — کتاب الذکر : امام فریابی — کتاب الدعاء : امام طبرانی

دیکھئے مقدمہ محقق بر کتاب عمل الیوم واللیلة للنسائی

(ح) اجزاء حدیثیه :-

یعنی فن حدیث کی وہ چھوٹی چھوٹی کتابیں جو کسی خاص مسئلہ سے متعلق ہیں، ان کو ''رسالہ'' بھی کہا جاسکتا ہے۔ [1]

ان کی تعداد بے شمار ہے۔ انہیں میں سے امام بخاری کی کتاب :

جزء رفع الیدین

جزء القراۃ خلف الامام ہے۔

اب اگر کسی کو مسئلہ رفع الیدین یا فاتحہ خلف الامام سے متعلق روایت تلاش کرنا ہے۔ تو ان میں باسانی مل سکتی ہے۔

۲- شروح حدیث :-

متون حدیث کی جو اہم اہم کتابیں ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر کا ذکر قسم اول و ثانی میں گزر چکا ہے۔ علماء محدثین نے ان کتابوں کی شرحیں تحریر کی ہیں یا مفید حاشیہ اور تعلیق لگائی ہے۔ شرح حدیث کے درمیان مختلف مسائل کا ذکر ہوتا ہے۔ جن پر احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کبھی مسئلہ مختلف فیہ ہوتا ہے۔ تو اس میں ائمہ کے اقوال اور ان کی دلیلوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح سے شروح حدیث کی ان کتابوں میں حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ جن میں عموماً ان احادیث کا حوالہ مخرجین کے نام اور مصادر اصلیہ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

اب اگر مذکورہ کتابوں میں سے کسی کتاب کی شرح پائی جاتی ہے تو اس سے بھی تخریج حدیث کا کام ہوسکتا ہے۔ جو اگر چہ مصدر ثانی ہے۔ لیکن اصل مصدر کی طرف رہنما ہے۔ یہ شرحیں عموماً اسی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں جس ترتیب پر اصل کتابیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان سے اسی طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح اس کی اصل سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی کوئی شرح ہو تو اس سے استفادہ اسی طرح کریں گے جیسے صحیح

---

[1] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۵۳،

جزء : اس مختصر کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں کسی ایک شخص کی روایتیں اکٹھا کر دی گئی ہوں۔

بخاری سے۔ کتب حدیث کی کچھ مشہور شرحیں یہ ہیں:

التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد:۔

یہ حافظ مغرب علامہ ابن عبدالبر قرطبی: یوسف بن عبداللہ بن محمد اندلسی (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ جو موطا امام مالک کی سب سے اچھی اور اہم شرح ہے۔ یہ کتاب مصدر اصلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں جن حدیثوں کو حافظ ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے انکو اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب موطا امام مالک کی ترتیب پر نہیں ہے بلکہ امام مالک کے مشائخ کی ترتیب پر۔ ہے، امام مالک کے جتنے شیوخ ہیں ان کو پہلے حروفِ تہجی پر مرتب کیا ہے اور پھر ان کی روایتوں کو ان کے نام کے تحت اکٹھا کر کے شرح کیا ہے، ان مشائخ میں سب سے پہلے ان کا نام اور ان کی حدیثیں ہیں جو حروفِ تہجی کی ترتیب میں پہلے آتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اندلس میں حروفِ تہجی کی ترتیب اس طرح نہیں ہے جس طرح مشرق میں ہے۔

فتح الباری شرح صحيح البخاری :۔

یہ حافظ ابن حجرؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے۔ اور صحیح بخاری کی سب سے عمدہ اور جامع شرح ہے۔ یہاں تک کہ یہ مقولہ مشہور ہو گیا کہ "لا هجرة بعد الفتح" یعنی "فتح الباری" کے بعد بخاری کی کسی دوسری شرح کی ضرورت نہیں۔

عمدة القاری شرح صحيح البخاری :۔

یہ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) کی شرح ہے۔ جو "فتح الباری" کے بعد صحیح بخاری کی دوسری اچھی شرح ہے۔

المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج :۔

یہ صحیح مسلم کی مشہور شرح ہے۔ جس کو امام نووی نے تالیف کیا ہے۔ ہندوستانی اور بعض دیگر نسخوں میں یہ شرح اصل کتاب کے ساتھ مطبوع ہے۔

سبل السلام شرح بلوغ المرام :-

یہ امیر محمد بن اسمٰعیل صنعانی (متوفی ۱۱۸۲ھ) کی تالیف ہے۔ جو بلوغ المرام کی بہت اچھی شرح ہے۔

نيل الأوطار شرح منتقي الأخبار :-

یہ علامہ ابن تیمیہ شیخ الاسلام کے جد امجد کی تالیف "المنتقی" کی بہت عمدہ شرح ہے۔ جس کو "فتح الباری صغیر" کہا گیا ہے۔ اس کی تالیف علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے کی ہے۔

تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي :-

یہ علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری (متوفی ۱۳۵۳ھ) کی تالیف ہے۔ جو جامع ترمذی کی سب سے بہتر اور عمدہ شرح ہے۔

بذل المجهود شرح سنن أبي داؤد :-

یہ سنن ابوداود کی بہت مفید شرح ہے۔ جس کی تالیف علامہ خلیل احمد سہارنپوری (متوفی ۱۳۴۶ھ) نے کی ہے۔

اس طرح حدیث کی دوسری شرحیں ہیں جن سے تخریج حدیث میں مدد لی جا سکتی ہے۔

۳- کتب تخریج :-

اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، اس قاعدے کے ضمن میں صرف انہیں کتب تخریج سے مدد لی جا سکتی ہے جو کسی خاص **مسئلہ** مثلاً تخریج أحادیث رفع یدین، یا تخریج أحادیث مسح خفین، یا خاص **موضوع** سے متعلق ہوں جیسے "مرويات غزوة بني مصطلق، مرويات صلح الحديبية، الذهب المسبوك تخريج أحاديث غزوة تبوك" وغیرہ۔

اگر کسی کو ان مسائل یا موضوعات سے متعلق حدیث کی تخریج کرنی ہے تو اس کے لئے یہ کتابیں بہت مفید اور معاون ہوتی ہیں۔

٤- دیگر فنون کی کتابیں :-

کتب تخریج کے باب میں یہ بات گذر چکی ہے۔ کہ علماء نے مختلف فنون میں کتابیں تالیف کی ہیں جن میں اس فن کی ضروریات کے مطابق معلومات جمع کیا ہے اور حسب ضرورت احادیث رسول سے بھی استدلال کیا ہے۔ بعض مولفین نے ان احادیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے اور بعض نے بغیر سند کے۔ لیکن مصدر اصلی کا حوالہ دے دیا ہے۔ اگر کوئی کتاب جس میں بواسطہ اسناد حدیثیں موجود ہیں تو وہ مصدر اصلی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ورنہ مصدر اصلی کی جانب رہنما تصور کی جائے گی۔ چند فنون کا ذکر بطور نمونہ کیا جارہا ہے۔

فن تفسیر :-

فن تفسیر میں جو کتابیں قدیم مولفین نے تصنیف کی ہیں عموماً انہوں نے بذریعہ اسناد حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ بعد کے مولفین نے ان کا حوالہ دے دیا ہے۔ بہر صورت دونوں طرح کی کتابیں تخریج کے لئے مفید ہیں فن تفسیر کی کچھ اہم کتابیں یہ ہیں:

تفسیر ابن جریر طبری :- (جامع البیان عن تاویل آی القرآن)
ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)

تفسیر ابن ابی حاتم :- عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس رازی (متوفی ۳۲۷ھ)

تفسیر القرطبی :- (الجامع لأحکام القرآن)
ابو عبد اللہ محمد بن احمد (متوفی ۶۷۱ھ)

تفسیر ابن کثیر :- (تفسیر القرآن العظیم)
ابو فداء اسماعیل بن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)

الدر المنثور فی التفسیر بالماثور:۔

جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

ان کتابوں میں تفسیر قرآن، شانِ نزول وغیرہ سے متعلق روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

فقہ مقارن :۔

فن فقہ مقارن میں جو کتابیں تالیف کی گئی ہیں عموماً ان میں بکثرت روایتیں ذکر کی جاتی ہیں چونکہ اس میں احکام کی حدیثیں ہوتی ہیں اس لئے ان کی ضرورت بھی بہت پڑتی ہے۔ اس میں ہر امام کے مستدل یا کم از کم ان کے مشہور قول کی دلیلیں ذکر کی جاتی ہیں اور مخالف کی دلیل کی تردید کی جاتی ہے عموماً احادیث کے تخریج کرنے والوں کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ نیز حدیث پر بوقت ضرورت کلام کیا جاتا ہے۔ لہٰذا تخریج حدیث کے لئے فقہ مقارن کی کتابیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ اس میں حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہوتا ہے۔ کبھی یہ کتابیں مصدر اصلیہ کی حیثیت رکھتی ہیں اگر مولف نے سند سے حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور کبھی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں اگر مولف نے سند سے حدیثوں کو نہ ذکر کیا ہو بلکہ کسی کا حوالہ دیا ہو، اس فن کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

المحلی:۔ ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)

بدایة المجتھد و نھایة المقتصد:۔

ابو الولید محمد بن احمد بن رشد قرطبی (متوفی ۵۹۵ھ)

المغنی:۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی (متوفی ۶۲۰ھ)

المجموع شرح المھذب :۔

ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) وغیرہ۔

سیرت:۔

سیرت رسول اور احادیث رسول دونوں لازم و ملزوم ہیں سیرت رسول کا سارا

دارومدار حدیث رسول پر ہوتا ہے۔ لہٰذا کتب سیرت میں بھی بکثرت احادیث پائی جاتی ہیں۔ ان سے بھی تخریج کی جاسکتی ہے۔ کچھ کتابیں یہ ہیں:

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم : محمد بن اسحٰق کاتب واقدی (متوفی ۱۵۰ھ)

یہ سیرت ابن اسحاق کے نام سے معروف ہے۔

سیرۃ ابن ھشام:— یہ محمد بن اسحٰق کی کتاب "سیرۃ النبی" کی مختصر ہے، جس کو ابو محمد عبدالملک بن ہشام حمیری (متوفی ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) نے تالیف کیا ہے۔ جو فی الحال سیرت ابن اسحٰق کے قائم مقام ہے، سیرت ابن اسحٰق کا کچھ ہی حصہ موجود ہے۔

الشمائل المحمدیة	امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)
دلائل النبوۃ	ابونعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)
جوامع السیرۃ	علامہ ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)
دلائل النبوۃ	امام ابوبکر بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)
الشفاء بحقوق المصطفیٰ	قاضی عیاض یحصبی (متوفی ۵۴۴ھ)
شمائل الرسول	ابوالفدا ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)
زاد المعاد	علامہ ابن قیم دمشقی (متوفی ۷۵۱ھ) وغیرہ

اگر کوئی حدیث سیرت رسول سے متعلق ہو اور اس کی تخریج مطلوب ہو تو ان کتابوں سے اس کی تخریج بآسانی کی جاسکتی ہے۔

تخریج حدیث کا یہ پہلا قاعدہ تھا جو موضوع حدیث کی معرفت سے متعلق تھا، اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ قاعدہ انتہائی وسیع اور بے حد مفید ہے کتب حدیث کے اکثر و بیشتر مصادر و مراجع اس میں شامل ہو جاتے ہیں لہٰذا اس قاعدہ اور اس سے متعلق اقسام کتب کو بہت اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

❁❁❁

از روئے متن
تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ

حدیث کے پہلے کلمے کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا

اس طریقے میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ متن حدیث کا ابتدائی کلمہ بالکل یقین کے ساتھ معلوم کرلیں اس میں ذرا سا بھی شک وشبہ یا معمولی سا بھی فرق نہ ہونے پائے ورنہ سارا عمل بیکار ہوگا اور مطلوبہ حدیث کی تخریج نہ ہوسکے گی۔ اس طریقہ میں عام طور سے قولی حدیثوں کی تخریج بآسانی ہوجاتی ہے۔ فعلی حدیثوں کی تخریج نہیں ہوپاتی ہے کیونکہ فعلی حدیثوں کو اطراف کی فہرست میں کم شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ابتدائی تعبیر میں فرق ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قاعدہ سے زیادہ تر قولی حدیثیں ہی ملتی ہیں۔

کسی حدیث کا ابتدائی کلمہ یقینی طور سے معلوم ہو تو اس کی تخریج اس ابتدائی کلمہ کی معرفت کے ذریعہ ان کتابوں میں کی جاسکتی ہے جن میں حدیث کے ابتدائی حصہ کو ذکر کرکے حروف معجم پر مرتب کردیا جاتا ہے۔ اس طرح کی جو کتابیں ہیں ان کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

١- کتب مشتہرہ علی الألسنہ

٢- کتب فہارس عامہ

٣- کتب فہارس خاصہ

جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

١- کتب مشتہرہ علی الألسنہ:-

یعنی حدیث کی وہ کتابیں جن میں صرف ان حدیثوں کو جمع کیا جاتا ہے جو عوام کی زبان زد اور سماج ومعاشرے میں مشہور ہوتی ہیں خواہ وہ صحیح ہوں یا ضعیف (اس طرح کی حدیثیں عموماً ضعیف ہی ہوتی ہیں۔)

معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں شہرت سے مراد شہرت اصطلاحی نہیں جس کو مشہور کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کی سند کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ہوں بلکہ شہرت سے شہرت عرفی مراد ہے۔

اس طرح کی کتابوں کی تصنیف کا اصل مقصد سنت رسول سے دفاع، سنت کو غیر سنت سے الگ رکھنا، اور مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب شدہ ہر قول وفعل پر عمل کرنے سے۔ قطع نظر اس بات سے کہ وہ نسبت صحیح بھی ہے کہ نہیں- باز رکھنا ہے کیونکہ اگر نسبت رسول کی طرف صحیح نہیں ہے اور آدمی اس کو حدیث رسول سمجھ کر اس پر عمل کر رہا ہے تو نادانستہ طور پر وہ سنت کی مخالفت کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عمل سنت رسول پر ہے۔ لہٰذا وہ حدیثیں جو عوام میں مشہور ہیں ان کو علما نے خاص کتابوں میں جمع کر دیا ہے اور صحیح وضعیف کی نشاندہی کر دی ہے۔ انھیں کتابوں کو " کتب المشتھرة علی الألسنة " کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ کتابیں جن میں ایسی روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو عوام میں معروف ہیں۔

اس طرح کی کتابیں چوں کہ عموما حروف معجم پر مرتب ہیں اس لئے مطلق کتب مشتہرہ کو اس میں شمار کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر یہ کتابیں حروف معجم پر نہ ہوں بلکہ ابواب فقہ پر مرتب ہوں جیسا کہ "مقاصد حسنہ" کے آخر میں ہے تو اس قاعدے سے ان کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا ہے بلکہ ان کو اگر ابواب پر مرتب ہیں تو مفہوم کے قاعدہ کے اعتبار سے تلاش کیا جایئگا اس فن کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

المقاصدالحسنة في بيان كثيرمن الأحاديث المشتهرة على الألسنة:

محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) تلمیذ ابن حجر

التذكرة فی الأحاديث المشتهرة :

علامہ بدرالدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ)

الدرر المنتثرة فی الأحادیث المشتهرة :

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

آپ نے علامہ زرکشی کی کتاب کو کچھ اضافہ کے ساتھ ملخص کیا ہے۔ [1]

تمییز الطیب من الخبیث فیما یدورعلی ألسنة الناس من الحدیث :

عبدالرحمان بن علی بن دیبع شیبانی (متوفی ۹۴۴ھ)

البدر المنیر فی غریب أحادیث البشیر النذیر :

شیخ عبدالوھاب بن احمد بن علی شعرانی مصری (متوفی ۹۷۳ھ)

جس میں تقریبا دو ہزار تین سو حدیثیں ہیں جو حروف معجم پر مرتب ہیں ان کا انتخاب امام سیوطی کی "جوامع" اور امام سخاوی کی "المقاصد الحسنة" سے کیا گیا ہے۔ [2]

تسھیل السبیل الی کشف الالتباس عمادارمن الأحادیث بین الناس:

شیخ عزیز الدین محمد بن احمد خلیل (متوفی ۱۰۵۷ھ)

کشف الخفاء ومزیل الالباس مما اشتھرمن الأحادیث علی ألسنة الناس:

اسماعیل بن محمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)

أسنی المطالب فی أحادیث مختلف المراتب:

محمد بن درویش حوت بیروتی (متوفی ۱۲۷۶ھ)

الغماز علی اللماز : شیخ سمھودی۔ [3]

ان میں سے چند کا مختصر تعارف یہ ہے:

المقاصد الحسنة :۔

یہ امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) کی تالیف ہے۔ جو احادیث مشتہرہ میں بڑی عظیم تصنیف سمجھی جاتی ہے علماء نے اس پر

---

[1] الرسالة المستطرفة ص ۱۴۳

[2] الرسالة المستطرفة ص ۱۴۳۔۱۴۴

[3] الرسالة المستطرفة ص ۱۴۳۔۱۴۴

بہت اعتماد کیا ہے۔

امام سخاوی نے اسے حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔ اس لیے استفادہ بہت آسان ہے۔ آخری کتاب میں ان حدیثوں کو فقہی وابواب کی ترتیب پر بھی مرتب کردیا ہے۔

اس کتاب کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں مولف نے حدیثوں پر حکم لگا کر ان کا درجہ بتادیا ہے۔ اور مخرجین کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ حدیث کے بعض دیگر طرق واسانید کا بھی ذکر کیا ہے۔ علل، شذوذ اور اسباب ضعف کا بھی ذکر علماء کے اقوال کی روشنی میں کیا ہے۔ اگر یہ مشتہر حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی ہے تو اس کو "لا أصل له" کہا ہے اور اگر اس پر اطلاع نہیں ملی ہے اور یہ امید ہے کہ کوئی اصل ضرور ہوگی تو اس کو "لا أعرفه" کہا ہے۔ اس کتاب میں کل (۱۳۵٦) حدیثیں ہیں پہلی حدیث۔ "آخر الدواء الكي" اور آخری حدیث "يوم القيامة على المؤمنين كقدر مابين الظهر والعصر" ہے۔

محقق کتاب نے اس کتاب میں مذکورہ حدیثوں کی تخریج حاشیہ میں جزء وصفحہ کے ساتھ کر کے چار چاند لگا دیا ہے۔ گویا کہ اس کی حیثیت "مشتہرہ علی الالسنہ" پر معجم کی ہوگئی ہے۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر علماء نے اس کو مرجع بنایا ہے اس موضوع پر زیادہ تر کتابوں کی بنیاد اسی پر ہے اس کی کئی مختصرات ہیں ان میں سے:

تمييز الطيب من الخبيث فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث:

عبدالرحمٰن بن علی الدیبع شیبانی (متوفی ۹۴۴ھ)

موصوف امام سخاوی کے شاگرد ہیں انہوں نے اس کتاب میں تلخیص کے ساتھ ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ جس حدیث کے شروع میں "قلت" اور آخر میں "والله اعلم" ہے یہ ان کا اضافہ ہے۔ کتاب کی ترتیب بالکل "المقاصد الحسنة" کی طرح ہے۔

الرسائل السنية فی المقاصد السخاوية :

ابو حسن علی بن محمد بن محمد بن محمد بن خلف (متوفی ۹۳۹ھ)

تحریر المقاصد الحسنة في تخريج الأحاديث الدائرة على الألسنة

ھادی بن وزیر

کشف الخفاء و مزيل الالباس

شیخ اسماعیل بن احمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)

اسی طرح حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے اس کا دواختصار کیا ہے۔صغیر وکبیر۔

كشف الخفاء ومزيل الالباس مما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس

یہ اس موضوع میں سب سے جامع اور عظیم کتاب ہے۔عوام کی زبان پر مشہور روایتوں کی تعداد اس کتاب میں تین ہزار دو سو ہے۔

بنیادی طور سے علامہ عجلونی نے "المقاصد الحسنة" پر اعتماد کیا ہے، پہلے اس کو مختصر، پھر بہت سا اضافہ اس فن کی دیگر کتابوں نیز کتب موضوعات وغیرہ سے کیا ہے تا کہ یہ فی نفسہ ایک جامع کتاب ہو سکے جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔

کتاب حروف معجم پر مرتب ہے۔سب سے پہلے نص حدیث، پھر مخرّج حدیث، اور صحابی حدیث کا ذکر کیا ہے۔علماء کے اقوال کی روشنی میں حدیث پر حکم لگایا ہے۔بے بنیاد حدیثوں کی وضاحت کردی ہے۔جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے کثرت کے پیش نظر ان کا نام اختصار سے ذکر کیا ہے۔جس کی تفصیل مقدمہ کتاب میں کردی ہے مثلاً :

"اللالی" سے مراد:"اللالی المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة" ہے۔

پہلی حدیث "آتی باب الجنة" اور آخری حدیث "يوزن يوم القيامة۔ مداد العلماء ودم الشهداء" ہے۔

أسنى المطالب في أحاديث مختلف المراتب

شیخ محمد درویش حوت بیروتی (متوفی ۱۲۷۶ھ)

اس کتاب کا بھی بنیادی تعلق "المقاصد الحسنة" سے ہے اس لئے کہ یہ "المقاصد الحسنة" کی مختصر "تمييز الطيب من الخبيث" کا اختصار ہے۔ علامہ ابن الدیبع نے بہت ساری حدیثوں کی نسبت مخرجین کی طرف کرکے چھوڑ دیا تھا۔ اس پر حکم نہیں لگایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب کو "تمييز الطيب" سے منتخب کیا ہے اور جن حدیثوں پر حکم نہیں لگایا گیا تھا "فيض القدير" پر اعتماد کرتے ہوئے حکم لگا دیا۔ پھر اس کی ایک ذیل تحریر کی، کچھ حدیثیں کتاب کے حاشیہ پر تحریر کر رکھا تھا۔ نیز اس فن سے متعلق کچھ دیگر فوائد بھی مرقوم تھیں۔

چنانچہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن محمد نے ان زیادات اور ذیل کو اصل کتاب سے ملا کر حروف معجم پر مرتب کیا اور ان فوائد کو آخری کتاب کیساتھ ملحق کر دیا جو تین ابواب پر مرتب ہیں۔

۱ - اسباب وضع

۲ - کچھ جامع اور نفع بخش حدیثیں

۳ - وہ باتیں جو خاص و عام میں مشہور ہیں۔

یہ کتاب حجم میں چھوٹی اور مختصر ہونے کے ناطے عجلت پسند یا صرف نتیجہ کے طلب گاروں کیلئے مفید ہے۔ اس میں کل (۱۷۸۴) حدیثیں ہیں۔ پہلی حدیث "آتي باب الجنة" اور آخری حدیث "اليوم يوم المرحمة" ہے۔

۲-مفاتیح وفهارس عامه:-

کتب حدیث سے استفادہ کو سہل تر بنانے کیلئے علماء اسلام نے کتب حدیث میں موجودہ حدیثوں کی فہرست حروف معجم پر تیار کر دی ہے۔ کچھ حضرات نے کسی خاص

کتاب کی فہرست تیار کی ہے۔ کچھ نے مختلف کتابوں کی حدیثوں کو یکجا کر کے ان کو حروف معجم پر مرتب کر دیا ہے۔ جو علماء اس میں مشہور ہیں ان میں امام سیوطی کا نام نامی سب سے زیادہ روشن ہے۔ انھوں نے اس میں ایسا عمل کیا ہے۔ جس کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اور یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کیا یہ کسی انسان کا عمل ہے! جو ایک غیر ترقی یافتہ دور میں کسی مشینی آلہ کے بغیر اتنا بڑا کام انجام دے سکتا ہے! لیکن واقعہ یہی ہے جس کو ہم روز روشن کی طرح اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس طرز پر تحریر کی گئی کتابوں میں جو کتابیں کافی اہم ہیں وہ یہ ہیں:

الجامع الكبير : امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

الجامع الصغير : امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

الفتح الكبير فى ضم الزيادة الى الجامع الصغير:
شیخ یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ)

الجامع الأزهر فى حديث النبى الأنور:
شیخ عبد الرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ)

ضعيف الجامع الصغير وزيادته : علامہ البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)

صحيح الجامع الصغير وزيادته : علامہ البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)

ان کا مختصر تعارف وطریقہ استفادہ مندرجہ ذیل ہے۔

الجامع الكبير:-

یہ امام سیوطی کی تالیف ہے جس کو "جمع الجوامع" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس موضوع کی سب سے ضخیم اور جامع ترین کتاب ہے جس میں مولف کتاب نے جملہ احادیث نبویہ کو حروف معجم پر یکجا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جو فی نفسہ کافی مشکل کام ہے۔ لیکن آپ نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کتاب کی تالیف کی جس کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم میں احادیث قولیہ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔

اور دوسری قسم میں احادیث فعلیہ یا قول وفعل دونوں پر مشتمل، یا کسی سبب یا کسی مراجعہ ومکالمہ کو صحابہ کی مسانید پر مرتب کیا ہے۔ سب سے پہلے عشرہ مبشرہ پھر بقیہ صحابہ کو حروف معجم پر ترتیب وار ذکر کیا ہے اسماء کے بعد کنیت کی ترتیب پھر مبہمات کا ذکر اس کے بعد صحابیہ کی روایتیں اور آخر میں مراسیل کا تذکرہ ہے۔ [1]

[کتاب کی پہلی قسم ہی اس قاعدہ میں شامل ہے۔ دوسری قسم طریقہ تخریج ازروئے سند کی پہلی قسم معرفت صحابی کے ذریعہ تخریج کرنے میں شامل ہے۔]

طرف حدیث ذکر کرنے کے بعد مخرجین کا نام کسی کا اشارے [2] میں اور کسی کا وضاحت سے بتا دیا ہے۔ پھر صحابی رسول کا نام جن سے روایت مروی ہے۔ اس کے بعد حدیث پر حکم کہیں ضمناً اور کہیں وضاحت سے لگایا ہے جس کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

ہر وہ روایت جس کی نسبت، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، المختارہ ضیاء مقدسی کی طرف ہو تو وہ روایت صحیح ہے۔ سوائے مستدرک حاکم کے جس

---

[1] کشف الظنون ۱/۵۹۷

[2] وہ اشارے یہ ہیں۔

خ	:	بخاری	م	:	مسلم
حب	:	صحیح ابن حبان	ک	:	مستدرک حاکم
ض	:	مختارہ ضیاء مقدسیٰ	د	:	سنن ابی داؤد
ہ	:	سنن ابن ماجہ	ط	:	مسند طیالسی
حم	:	مسند احمد	عم	:	زیادات عبداللہ
عب	:	مصنف عبدالرزاق	ص	:	سنن سعید بن منصور
ش	:	مصنف ابن ابی شیبة	ع	:	مسند ابی یعلی
طب	:	المعجم الکبیر للطبرانی	طس	:	المعجم الأوسط
طص	:	المعجم الصغیر	قط	:	سنن الدارقطنی
حل	:	الحلیہ لابی نعیم	هق	:	السنن الکبری للبیهقی
هب	:	شعب الایمان للبیهقی	عد	:	الکامل لابن عدی
خط	:	تاریخ بغداد	کر	:	تاریخ دمشق ابن عساکر

کی کچھ روایتیں ضعیف ہیں ان کی وضاحت کردی گئی ہے۔

اس طرح سے جو روایت موطامالک ، صحیح ابن خزیمة ، صحیح ابو عوانة ، صحیح ابن السکن، المنتقی ابن جارذو اور مستخرجات علی صحیحین کی جانب منسوب ہے تو وہ بھی صحیح ہے۔ [۱]

اور جس کی نسبت سنن ابوداد کی جانب ہے جس پر انہوں نے سکوت اختیار کیا ہے تو وہ صالح ہے۔ [۲]

اور جو مسند احمد کی جانب منسوب ہے تو وہ مقبول ہے۔

اور جو عقیلی ، ابن عدی، خطیب بغدادی، ابن عساکر، حکیم ترمذی، تاریخ حاکم، تاریخ ابن النجار اور دیلمی کی جانب منسوب ہے وہ ضعیف ہے۔ [۳]

مجرد ان کتابوں کی جانب نسبت کرنے ہی سے اُس کا سمجھ لینا چاہیے۔

بقیہ کتابیں جن میں صحیح حسن اور ضعیف ہر طرح کی روایتیں ہیں ان کو اشارتاً واضح کردیا ہے۔ صحیح کے لیے (صح) حسن کے لیے (ح) اور ضعیف کے لیے حرف (ض) کا استعمال کیا ہے۔

امام سیوطی کا یہ خیال ہے کہ منصوبہ کے مطابق انھوں نے ساری احادیث نبویہ کو جمع کردیا ہے حالانکہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان سے ایک ثلث روایتیں چھوٹ گئی ہیں۔ [۴]

پھر بھی بہت بڑی تعداد انھوں نے جمع کردیا ہے، مؤلفِ گرامی کے شاگرد شیخ عبدالقادر شاذلی کے اندازہ کے مطابق اس میں ایک لاکھ حدیثیں موجود ہیں۔

---

[۱] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ قول علی الاطلاق صحیح نہیں، صحیح ابن حبان اور مختارہ ضیا مقدسی میں بہت سی ضعیف روایتیں ہیں۔ ضعیف الجامع الصغیر و زیادته ۱/۳۰

[۲] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ ماسکت عنہ ابوداود کیلئے یہ حکم محققین کے یہاں درست نہیں بلکہ اسمیں صحیح حسن اور ضعیف ہر طرح کی روایتیں ہیں۔ (مصدر سابق)

[۳] تفصیل کیلئے دیکھئے مقدمہ : ضعیف الجامع الصغیر و زیادته ۱/۳۰-۳۶

[۴] الجامع الازهر: ق/۳

جبکہ غالب گمان یہ ہے کہ دونوں قسم کی روایتوں کو ملا کر یہ تعداد تقریبا چوالیس ہزار ہوتی ہے۔ [۱]

ان احادیث کو کتب ستہ کے علاوہ دیگر جن کتابوں سے جمع کیا ہے۔ ان کی تعداد اکہتر (۷۱) ہے۔ [۲]

۱؎ مقدمہ ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ ۳۵/۱ مع حاشیہ

۲؎ وہ کتابیں یہ ہیں:

موطا مالک	الاسماء والصفات بیهقی	ذم الغضب ابن ابی الدنیا
مسند شافعی	الا بانة ابو نصر سجزی	مکاید الشیطان ابن ابی الدنیا
مسند طیالسی	اعتلال القلوب خرائطی	کتاب الاخوان ابن ابی الدنیا
مسند احمد	الکنی ابو احمد حاکم	ذم الغیبة ابن ابی الدنیا
مسند عبدبن حمید	الألقاب شیرازی	قضاء الحوائج ابن ابی الدنیا
مسند حمیدی	مکارم الأخلاق خرائطی	معجم ابن قانع
صحیح ابن حبان	مساوی الأخلاق خرائطی	فوائد سمویة
مسند العدنی	الخلعیات	المختاره ضیاء مقدسی
مسند حارث	المخلصات	تاریخ بغداد خطیب بغدادی
مسند ابن ابی شیبة	البخلاء خطیب بغدادی	تاریخ بغداد ابن نجار
مسند مسدد	الجامع خطیب بغدادی	تاریخ دمشق ابن عساکر
مسند احمد بن منیع	الأفراد دارقطنی	معرفةالصحابه باوردی
مسند اسحاق بن راهویه	تفسیر ابن جریر طبری	فوائد تمام
مسند الشهاب قضاعی	الحلیة ابونعیم	العظمة ابوالشیخ
مسند الفردوس دیلمی	الطب النبوی ابونعیم	الصلاة مروزی
مسند ابویعلی	فضائل الصحابه ابونعیم	الامالی ابوالقاسم مصری
المستدرک حاکم	کتاب المهدی ابونعیم	الترغیب فی الذکر ابن شاهین
مصنف عبدالرزاق	المعجم الکبیر طبرانی	المصاحف ابن انباری
مصنف ابن ابی شیبة	المعجم الاوسط طبرانی	فضائل قرآن ابن ضریس
السنن الکبری بیهقی	المعجم الصغیر طبرانی	الزهد هنادبن سری
شعب الایمان بیهقی	عمل الیوم واللیلة ابن سنی	الغیلانیات
المعرفة بیهقی	الطب النبوی ابن سنی	الوقف والابتداء ابن انباری
البعث النشور بیهقی	الترغیب فی الذکر ابن شاهین	الزهد ابن مبارک
دلائل النبوة بیهقی	نوادر الأصول حکیم ترمذی	(ضعیف الجامع الصغیر وزیادته ۱/۳۱۔۳۵)

چونکہ اس کتاب سے استفادہ ہر شخص کے لیے مشکل تھا جو طرف حدیث یا صحابی رسول سے ناواقف ہو اس لیے اس کتاب اور "الجامع الصغیر وزیادته" دونوں کو ملا کر شیخ علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) نے ابواب کی ترتیب پر مرتب کردیا ہے۔ اور اس ترتیب کا نام "کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال" رکھا ہے جو سولہ ضخیم جلدوں میں مطبوع ہے۔

اصل کتاب (الجامع الکبیر) کا قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے۔ اس کی تصویر لے کر شیخ حسن عباس ذکی نے نشر کردیا ہے۔ یہی مصور نسخہ فی الحال مطبوع کے قائم مقام ہے۔

الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر:-

یہ بھی امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کو انہوں نے "الجامع الکبیر" سے منتخب کیا ہے۔ اس میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں جن کو حروف معجم پر اچھی ترتیب سے مرتب کردیا ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں ترتیب میں خلل ہوگیا ہے۔ اس سے استفادہ آسان ہے مطلوبہ حدیث کس حرف سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے اس کی تاکید کرلیں پھر اس حرف کی ترتیب میں جہاں فٹ ہوتی ہے وہاں دیکھیں ان شاء اللہ روایت فوراً مل جائے گی۔

اس کتاب میں زیادہ تر مختصر حدیثوں کو تحریر کیا ہے۔ طریقہ تحریر یہ ہے کہ پہلے طرف حدیث اس کے بعد اشارے [1] یا صراحت سے مخرج حدیث کا نام، پھر صحابی

---

[1] یہ جملہ تیس اشارے ہیں جنکی تفصیل مقدمہ کتاب میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ دیگر کتابوں کا نام صراحت سے کیا ہے۔ وہ اشارے یہ ہیں:

خ	صحیح بخاری	م	صحیح مسلم
ق	متفق علیه	د	سنن ابی داؤد
ت	سنن ترمذی	ن	سنن نسائی
ه	سنن ابن ماجه	۴	سنن اربعه. (د،ت،ن،ه)
۳	سنن ثلاثه (د،ت،ن)	حم	مسند احمد
عم	زوائد عبدالله	ک	مستدرک حاکم

رسول کا نام ذکر کر کے آخر میں حدیث پر حکم لگا دیا ہے۔ جس کے لئے تین اشارہ قائم کیا ہے۔ (صح) صحیح، (ح) حسن، اور (ض) ضعیف کے لئے، مثال کے طور پر باب حمزہ کی پہلی روایت ملاحظہ ہو :

آتی باب الجنة فا ستفتح فيقول الخازن من أنت. (حم م) عن أنس (صح)

یعنی مذکورہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم شریف کی ہے۔ جس کے راوی حضرت انس بن مالک ہیں اور یہ روایت صحیح ہے۔

امام سیوطی نے اپنے کہنے کے مطابق اس کتاب میں کوئی ایسی روایت ذکر نہیں کیا ہے جس کے روایت کرنے میں کوئی کذاب یا وضاع راوی منفرد ہو، لیکن علامہ البانی کی رائے کے مطابق اس میں سیکڑوں روایتیں باطل اور موضوع ہیں۔ [1]

امام سیوطی نے حدیث کی جمع و ترتیب میں جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہی بہت کافی ہے۔ مزید برآں اتنی ساری حدیثوں پر حکم لگانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے ان پر حکم لگانے کی کوشش کی۔ اس میں تسامح اور غلطی کا ہونا ضروری امر ہے۔ نیز مطبوعہ نسخہ میں طباعت کی خامیوں کی وجہ سے بھی تصحیح وتضعیف وتحسین کے رموز میں تبدیلی ہوگئی ہے۔ اس کی بھرپائی کسی حد تک اس کتاب کی شرح "فیض القدیر" جو علامہ عبدالروف مناوی کی تالیف ہے سے کی جا سکتی ہے۔ ویسے سارا کام علامہ البانیؒ نے کر دیا ہے۔ جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

= خد : امام بخاری کی الأدب المفرد — تخ : امام بخاری کی تاریخ کبیر
حب: صحیح ابن حبان — طب: طبرانی کی المعجم الکبیر
طس: طبرانی کی المعجم الا وسط — طص : طبرانی کی المعجم الصغیر
ص : سنن سعید بن منصور — ش : مصنف ابن ابی شیبة
عب: امام عبدالرزاق کی "الجامع" — ع : مسند ابویعلی
قط : سنن دارقطنی — فر : مسند فردوس دیلمی
حل : الحلیةابونعیم — هب: شعب الایمان بیهقی
هق : السنن الکبری بیهقی — عد : ابن عدی الکامل فی الضعفاء
عق : عقیلی کی تاریخ الضعفاء — خط: تاریخ بغداد خطیب بغدادی

ملاحظه هو مقدمه الجامع الصغیر مع فیض القدیر ۱/۳۶ . ۳۹

[1] صحیح الجامع الصغیر و زیادته ۱/۵

شیخ علی متقی ہندی نے اس کتاب کی حدیثوں کو اس کے زوائد کے ساتھ "منهج العمال" میں ابواب پر مرتب کیا تھا۔ پھر "جامع صغیر ،وجامع کبیر" کو مع زیادات کے "کنزل العمال" میں مرتب کردیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

الفتح الكبير فی ضم الزيادة إلى الجامع الصغير:۔

یہ شیخ یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) کی تالیف ہے۔ جو عملاً امام سیوطی کی کتاب ہے۔ کیونکہ جب امام سیوطی نے "جامع صغیر" کو تالیف کیا۔ تو اس کے بعد پھر اس کی ایک ذیل تحریر کی جس کا نام "زیادۃ الجامع الصغیر" رکھا۔ اصل اور ذیل دونوں کتابوں کی تنظیم وترتیب واشارے سب بالکل ایک جیسے تھے۔

جب علامہ نبہانی نے اس ذیل واصل کو دیکھا تو انھوں نے یہ مناسب سمجھا کہ دونوں کتابوں کو یکجا ہونا چاہئے۔ چنانچہ انھوں نے دونوں کو مرتب کر کے ایک تالیف بنادیا۔ جن کی ترتیب میں کافی اہتمام کیا اس ترتیب میں حرف اول کے علاوہ حرف ثانی وثالث حتی کہ آخر حرف تک کا اعتبار کیا ہے۔ اس لئے اس کی ترتیب بہت بہتر ہوگئی۔ اسی ترتیب کا نام انھوں نے "الفتح الكبير فی ضم الزيادہ إلى الجامع الصغير" رکھا ہے۔ جس میں کل چودہ ہزار سات سو حدیثیں ہیں۔ کتاب فی نفسہ ازروئے ترتیب وتنظیم بہت بہتر تھی۔ اس لئے کافی مقبول ہوئی۔ لیکن عیب کی بات یہ تھی کہ احادیث کے درجات کے بیان کے لئے جو رموز تھے اسکو انھوں نے حذف کردیا اس طرح تخریج کا اصل مقصد فوت ہوگیا۔

صحيح الجامع الصغير وزيادته :

یہ کتاب علامہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی تالیف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

علامہ نبہانی کی کتاب چونکہ کافی منظم ومرتب تھی اس لئے علماء کے یہاں بڑی مقبول ومتداول تھی لیکن حکم نہ ہونے کی وجہ سے بڑا نقص تھا۔

لہٰذا اس کتاب کی حدیثوں پر علامہ البانیؒ نے حکم لگا کر مقبول اور مردود حدیثوں کو الگ الگ کر دیا ہے۔ مقبول حدیثوں کے مجموعہ کا نام: ''صحیح الجامع الصغیر وزیادته'' رکھا ہے۔ اس میں صحیح اور حسن دونوں طرح کی حدیثیں پائی جاتی ہیں اس میں جملہ صحیح اور حسن کو ملا کر (۸۶۳۱) حدیثیں ہیں۔

طریقہ تحریر یہ ہے کہ سب سے پہلے نص حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اس پر حکم لگایا ہے۔ پھر اس کے بعد مصدر اور صحابی کا ذکر کر دیا ہے۔ اور اپنی مطبوع وغیر مطبوع کتابوں میں سے جس میں تفصیل سے اس حدیث پر کلام کی ہے۔ کسی ایک کا حوالہ دیا ہے اپنی تالیفات میں نہ ہونے پر کسی دوسرے مصدر کا حوالہ دے دیا ہے۔ مثلاً ''صحیح الجامع'' کی پہلی حدیث اس طرح سے ہے۔

آتی باب الجنة فاستفتح فیقول الخازن من أنت ....

(صحیح) (حم.م)عن انس.

(الصحیحه ۷۷۴) ؎

ضعیف الجامع الصغیر وزیادته :

یہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی دوسری تالیف ہے۔ جس میں صرف ناقابل احتجاج اور مردود حدیثیں ہیں اس مجموعہ کا نام ''ضعیف الجامع الصغیر وزیادته'' رکھا ہے جس میں ضعیف، انتہائی ضعیف اور موضوع کو ملا کر کل (۶۴۷۹) حدیثیں ہیں۔ علامہ البانیؒ نے ان کتابوں میں جملہ حدیثوں کو پانچ درجات میں تقسیم کیا ہے۔ صحیح، حسن، ضعیف، ضعیف جدا، اور موضوع۔

اس طرح اس موضوع میں مزید دو کتابیں تیار ہو گئیں۔ جو انتہائی مفید ہیں اور اپنی مثال آپ ہیں۔ طریقہ تحریر بالکل حسب سابق ہے۔

ضعیف الجامع کی پہلی حدیث اس طرح ہے :

آتی یوم القیامة باب الجنه فیفتح لی فأری ربی (ابن نجار) عن ابن عباس

(ضعیف) الاحادیث الضعیفہ ۱۵۷۹ ا

حدیث کی نسبت کرنے میں امام سیوطی سے جو کوتاہیاں ہوگئی تھیں یا اُن سے چھوٹ گئیں تھیں اس کی بھی تکمیل واصلاح کردی ہے۔لہٰذا "الجامع الصغیر"، "ذیل الجامع الصغیر" اور "الفتح الکبیر" ہرایک سے یہ دونوں کتابیں اپنی افادیت اوراہمیت کی وجہ سے بے نیاز کردیتی ہیں۔

الجامع الا زھر فی حدیث النبی الانور

شیخ عبدالروف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ)

امام سیوطیؒ کی عظیم کتاب "الجامع الکبیر" جس کا ذکر ابھی گذرا ہے اس میں انہوں نے تمام حدیثوں کی فہرست بنانے کی کوشش کی تھی حالانکہ یہ کام انتہائی مشکل تھا، احادیث رسول کتب حدیث کے جملہ اقسام میں منتشر تھیں سب کا یکجا کرنا کسی ایک آدمی کے بس کی بات نہیں تھی پھر بھی انہوں نے یہ کام بہت حد تک بخوبی انجام دیا۔

اس کتاب کو بہت شہرت ملی اہل علم نے اس پر مکمل اعتماد کیا۔صورتِ حال یہ ہوگئی کہ اہل علم کو اگر کسی حدیث کی تلاش ہوتی تو اس کے لئے وہ "جامع کبیر" کا مراجعہ کرتے اگر وہ حدیث اس میں نہیں ملتی تو فوراً یہ حکم صادر فرمادیتے کہ یہ حدیث، حدیثِ رسول نہیں، بلکہ بے بنیاد روایت ہے۔اس طرح حدیث رسول پر عدم حدیث کا حکم نادانستہ طور سے لگایا جارہا تھا۔

حالانکہ امام سیوطی سے چھوٹ بہت ساری حدیثیں چھوٹ گئیں تھیں اور بہت سی کتابوں کا وہ مراجعہ نہیں کرسکے تھے۔لہٰذا علامہ مناوی نے ان حدیثوں کو جو امام سیوطی سے فوت ہوگئی تھیں ان کا اضافہ کیا اس کتاب کا نام "الجامع الأزھر" ہے۔اس میں کتب ستہ کی شاذ ونادر روایتوں کا ہی ذکر کیا ہے۔کتاب کے قلمی نسخوں میں "جامع کبیر" کی روایتوں کو سیاہ اور اپنے اضافہ کو سرخ قلم سے تحریر کیا تھا۔جو تصویر میں ہم شکل ہوگئی ہیں۔کتاب کی ترتیب اور اس کا منہج بالکل اصل کی طرح ہے۔حدیثوں پر حکم لگانے

کے لئے امام زین الدین عراقی اور ولی الدین عراقی امام ھیثمی اور اس طبقہ کے علماء سے استفادہ کیا ہے۔ جن مصادر پر اعتماد کیا ہے ان میں سے کچھ مصادر کیلئے اشارہ استعمال کیا ہے۔ اور بقیہ کا نام صراحت سے ذکر کیا ہے۔ وہ اشارے یہ ہیں:

(حم) مسند أحمد — (عم) زوائد عبداللہ
(طک) المعجم الکبیر — (طس) المعجم الاوسط
(طص) المعجم الصغیر — (طکس) معجم کبیر اور الأوسط
(طکص) معجم کبیر وصغیر — (طکسص) معا جم ثلاثہ، کبیر أوسط اور صغیر
(بز) مسند بزار
(ک) مستدرک حاکم — (ع) مسند ابویعلی

اور بقیہ کے نام کی صراحت کردی ہے۔ [1]

۳-فهارس خاصه :-

طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنے کے لئے تیسری قسم کی جن کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کو "فہارس کتب خاصہ" کہہ سکتے ہیں۔

طرف حدیث پر منفرد کتابوں کی فہرست تیار کرنی کوئی کار جدید تو نہیں ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اس پر کام زیادہ ہوا ہے۔ اس طرح سے خدام سنت نبوی نے بڑی بڑی کتابوں سے استفادہ کو آسان بنادیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حدیث کی جتنی اہم کتابیں ہیں سب کی فہرست تیار ہوچکی ہے۔ تو مبالغہ نہ ہوگا حتی کہ فن رجال وتفسیر وغیرہ میں جو حدیثیں پائی جاتی ہیں ان میں سے بہت سی کتابوں کے حدیثوں کی فہرست تیار کی جاچکی ہے۔ اور آئے دن نئی نئی فہرستیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ جتنی بھی کتابیں تحقیق کی جارہی ہیں ان کی فہرست بھی ساتھ میں منسلک رہتی ہے۔ اب تو کمپیوٹر کے ذریعے ساری کتب احادیث کی فہرست

---

[1] مقدمة الجامع الازهر فی حدیث النبی الأنور ق /۳

تیار کی جارہی ہے۔اس طرح حدیث رسول کی خدمت ہر زمانہ میں اس کے معیار اور ضرورت کے مطابق ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی ان شاءاللہ۔

یہاں پر چند مشہور کتابوں کی فہرست کا تذکرہ بطور مثال کیا جارہا ہے۔

فهارس صحيح بخاري :-

صحیح بخاری کی علماء نے مختلف طریقے سے خدمت کی ہے۔ان خدمات میں فہارس تیار کرنا بھی شامل ہے۔چنانچہ اسکی مختلف فہرستیں منظر عام پر آچکی ہیں بعض میں تو اس کی شرحوں کو بھی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے۔اسکی ایک فہرست "مفتاح صحیح البخاری" محمد شریف بن مصطفیٰ توقادی کی ہے۔جس میں قولی حدیثوں کو حروف معجم پر مرتب کرکے ہر حدیث کے مقابل میں داہنے جانب جزء اور صفحہ نمبر اور بائیں جانب باب اور کتاب نمبر کا حوالہ دیا ہے۔اس فہرست میں بخاری کے شارحین میں سے قسطلانی،عسقلانی اور عینی کی شروح کا بھی حوالہ اس طرح دیا گیا ہے۔

قسطلانی		عسقلانی		عینی		بخاری		الا حادیث النبویہ	الابواب	اسامی المباحث
ص	ج	ص	ج	ص	ج	ص	ج			
۵۳۲	۶	۸۱	۸	۴۱۶	۸	۱۱۷	۵	ائتنا با لمفتاح	۷۹	کتاب المغازی
۴۲۸	۴	۱۶۶	۵	۲۹۲	۶	۱۲۸	۳	ائت المسجد فصل	۲۱	کتاب الھبۃ

ان حوالوں میں متن بخاری کیلئے طبع مصر ۱۲۹۶ھ کو استعمال کیا ہے۔قسطلانی کے لئے طبع مصر ۱۲۹۴ھ کا،عسقلانی کیلئے طبع مصر ۱۳۰۱ھ،اور عینی کیلئے طبع ترکیا شرکۃ الصحافۃ العثمانیۃ ۱۳۰۹ھ کا نسخہ استعمال کیا ہے جو قدیم طبعات ہیں۔اس کی دیگر فہارس یہ ہیں:

مفتاح البخاري — شیخ محمد شکری بن حسن ترکی

نبراس الساري في أطراف البخاري — شیخ محمد عبدالعزیز پنجابی

اطراف البخاری شیخ محمد فواد عبدالباقی

دلیل القاری شیخ عبداللہ الغنیمان

مفتاح صحیح مسلم :-

صحیح بخاری کی طرح شیخ محمد شریف بن مصطفیٰ تو قادی نے صحیح مسلم کی بھی قولی روایتوں کی فہرست حروف معجم پر تیار کی ہے۔ جس میں داہنی جانب متن سے پہلے جزء اور صفحہ اور بائیں جانب کتاب کا نام اور باب نمبر سابقہ طریقے پر دیا ہے۔ نیز شرح صحیح مسلم کا بھی حوالہ دیا ہے۔

متن کیلئے مطبوعہ مصر ۱۲۹۰ھ کا نسخہ استعمال کیا ہے اور شرح کیلئے وہ نسخہ استعمال کیا ہے جو قسطلانی کے حاشیہ پر مطبوع ہے۔

فہرس احادیث صحیح مسلم :-

محمد فواد عبدالباقیؒ نے کتب ستہ کی موجودہ دور میں از روئے تحقیق وفہارس بڑی خدمت کی ہے۔ انھی خدمات میں سے صحیح مسلم کی تحقیق ترقیم (نمبرنگ) اور فہارس وغیرہ بھی ہیں، صحیح مسلم کا یہ نسخہ پانچ جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس نسخہ کی پانچویں جلد میں مختلف انواع کی فہرست ہے۔ اس میں طرف حدیث کی بھی فہرست ہے۔ (جو صفحہ ۳۷۴ سے صفحہ ۶۲۴ پر مشتمل ہے۔) پہلے حروف معجم پر حدیث کو ذکر کیا ہے۔ پھر حدیث کے سامنے اس طبع کا صفحہ نمبر اس طرح دیا ہے۔

اول الحدیث	رقم الصفحة
ائت فلانا فانه قد تجهز فمرض	۱۵۰۶

الفہرس العام لأحادیث سنن ابی داؤد :-

یہ فہرست شیخ عبدالمہیمن طحان کی تیار کردہ ہے۔ جو سنن ابوداود کے اس نسخہ کے آخر (پانچویں جلد) میں مطبوع ہے۔ جس کی تحقیق شیخ عزت عبید اور عادل السید نے کی

ہے۔ یہ فہرست ۵/۴۶۱ تا ۷۹۱ پر مشتمل ہے۔ اس میں اگر حدیث قولی ہے۔ تو حروف اوّل کا اور حدیث فعلی ہے تو حکایت سے حروف اول کا اعتبار کیا ہے۔ سب سے پہلے جلد وصفحہ نمبر اس کے بعد حدیث نمبر اور نص حدیث اس طرح ذکر کیا ہے۔

رقم الجزء	رقم الصفحة	رقم الحديث	الحديث
۴	۶۰۷	۲۱۴۳	ائت حر ثك أني شئت

فهارس سنن الترمذي :-

مرتب کا نام مذکور نہیں البتہ مرتب نے قولی حدیثوں کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔ پھر ہر حدیث کے سامنے راوی حدیث کا نام پھر حدیث نمبر ذکر کیا ہے۔ نیز احادیث فعلیہ کو ابتدائے متن سے ذکر کر دیا ہے۔ اس ترتیب کے لئے اس نسخہ کا اعتبار کیا ہے۔ جس کے کچھ حصے کی تحقیق شیخ احمد شاکرؒ اور شیخ محمد فواد نے کی ہے۔

فهارس سنن النسائی :-

شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ نے سنن نسائی کے اس نسخے کو جو آٹھ جلدوں میں شرح سیوطی اور حاشیہ سندھی کے ساتھ مطبوع ہے کو بنیاد بنا کر اس کے ابواب اور حدیثوں کی ترقیم کر دی ہے۔ اور نویں جلد میں اس کی مختلف فہرس تیار کر دی ہے۔ جس میں سے ایک فہرست حروف معجم پر بھی ہے۔ سب سے پہلے طرف حدیث پھر اس کے بعد حدیث نمبر کا حوالہ دیا ہے۔

یہ فہرست (۹/۱۰۵۔۱۸۲) تک ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

مفتاح سنن ابن ماجه :-

یہ فہرست بھی شیخ محمد فوادؒ کی تیار کردہ ہے۔ جس کو اپنے تحقیق شدہ نسخے کو بنیاد بنا کر مرتب کیا ہے۔ اس میں احادیث قولیہ حروف معجم پر مرتب ہیں۔ ہر حدیث کے سامنے حدیث کا نمبر مذکور ہے۔ جو شیخ کے نسخے کے آخری جلد کے ساتھ مطبوع ہے۔

مفتاح الموطا:-

موطا امام مالک کی تحقیق وترقیم شیخ محمد فوادؒ نے کی ہے۔ جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔اس نسخہ میں احادیث قولیہ کی فہرست حروف معجم پر تیار کی گئی ہے۔ ہر حدیث کے سامنے صفحہ نمبر مذکور ہے۔ یہ فہرست کتاب کے دوسری جلد کے آخر میں مطبوع ہے۔

ترتیب أحادیث وآثار سنن الدار می :-

سنن دارمی کی حدیثوں کی یہ ترتیب عبدالرحمٰن دمشقی اور میرفت فاخوری نے کیا ہے جو حروف معجم پر ہے۔ ہر حدیث کے سامنے جزء اور صفحہ نمبر دیا ہے۔اس ترتیب کے لئے طبع دارالفکر کے غیر مرقم نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔

فهارس سنن الدار قطني :-

ڈاکٹر یوسف عبدالرحمٰن مرعشلی نے اس کتاب کی چھ قسم کی فہارس تیار کی ہے۔جس کے لئے اس نسخے پر اعتماد کیا ہے۔جو "التعليق المغني" کے ساتھ مطبوع ہے۔سب سے پہلے طرف حدیث پھر صحابی کا نام اس کے بعد جزء اور صفحہ کا حوالہ دیا ہے۔

فهرس أحاديث مسند الامام أحمد :-

اس کتاب کی فہرست حروف معجم پر شیخ محمد سعید زغلول نے تیار کیا ہے۔ یہ فہرست بھی حروف معجم پر ہے۔جس میں جلد اور صفحہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔جو حدیثیں طویل ہیں ان کے مختلف اطراف کا ذکر کیا ہے۔

فهرس أحاديث المستدرك على الصحيحين :-

اس کتاب کی دو فہرستیں آچکی ہیں۔اس میں سے ایک ڈاکٹر عبدالرحمٰن مرعشلی کی ہے۔اس میں انھوں نے احادیث وآثار واقوال سب کو حروف معجم پر مرتب کردیا ہے۔سب سے پہلے طرف حدیث پھر راوی کا نام (یا صاحب قول کا نام) پھر جز اور صفحہ کا حوالہ دیا ہے۔اس ترتیب کے لئے مستدرک کے اس منفرد ہندوستانی نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے جس کے ساتھ امام ذہبی کی مستدرک کی تلخیص بھی مطبوع ہے۔

فهارس الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان :-

شیخ یوسف کمال حوت جنھوں نے اس کتاب کی تحقیق وترقیم کی ہے۔ کتاب کے مکمل ہونے کے بعد ایک منفرد جلد میں اس کی فہرست بھی تیار کردی ہے۔ جو مطبوع ہے اس میں قول وفعل حدیث اور آثار صحابہ کو حروف معجم پر مرتب کردیا ہے۔ پہلے نص حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد راوی کا نام پھر جلد اور صفحہ نمبر کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتابیں ہیں جن کی فہرست تیار ہو چکی ہے۔ مثلاً :

فتح الخبير لاحاديث التاريخ الكبير	برق توحیدی صاحب زادہ
فتح الرحمان لاحاديث الميزان	برق توحیدی صاحب زادہ
فهرس معجم الطبراني الصغير	عبدالعزیز بن محمد السد حان
فهرس جامع بيان العلم وفضله	عبدالعزیز بن محمد السد حان
فهرست المعجم الاوسط ج ۱-۲	ڈاکٹر محمود الطحان
فهارس حلية الأولياء	ابو ہاجر سعید زغلول
فهارس تاريخ بغداد	ابو ہاجر سعید زغلول
البغية في ترتيب أحاديث الحلية	سید عبدالعزیز بن محمد الغماری
مفتاح الترتيب لاحاديث تاريخ الخطيب	سید عبدالعزیز بن محمد
فهارس علل الحديث لابن ابي حاتم	ڈاکٹر یوسف مرعشلی
فهارس تاريخ بغداد	ڈاکٹر یوسف مرعشلی
فهرس أحاديث تفسير القران العظيم (تفسیر ابن کثیر)	ڈاکٹر یوسف مرعشلی
نيل الغاية في ترتيب أحاديث نصب الراية	ابوعبداللہ طالب بن محمود
فهرس تخليص الحبير	یوسف بن عبدالرحمٰن مرعشلی
فهرس مجمع الزوائد	ابوھاجر محمد سعید بسیونی
فهارس الترغيب والترهيب	عدنان عرعور

ان کے علاوہ دیگر بے شمار فہارس ہیں۔

ازرونے متن
تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ

کسی مشتق کلمہ کی معرفت (جس کا استعمال زبان پر کم ہوتا ہے) کے ذریعہ تخریج کرنا

اس طریقہ میں ان کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔جن میں مشتق کلمات کو بنیاد بنا کران کو لغوی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہو۔ویسے اس طرح کی کتابیں جدید اور بہت کم ہیں جن میں ایک ہی کتاب سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے۔

۱-المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی :-

اس کتاب کو مستشرقین کی ایک جماعت نے تیس سال کی مدت میں مل کر تیار کیا ہے جس کو ارندجان ونسک (A.J.Wersink) مولف "مفتاح کنوزالسنه" نے نشر کیا ہے۔
یہ کتاب کتب حدیث کے نو اہم مصادر پر مشتمل ہے۔انھیں کی حدیثوں کو اس کتاب میں مرتب کیا گیا ہے۔وہ مصادر یہ ہیں: (کتب ستہ، موطا مالک، مسند احمد اور سنن دارمی) ہر ایک مصدر کیلئے خاص اشارہ متعین کردیا گیا ہے جو آسان ومعروف ہے۔یہ اشارے اس طرح ہیں :

خ : صحیح بخاری   م : صحیح مسلم
د : سنن أبی داؤد   ت : سنن ترمذی
ن : سنن نسائی   ج : ابن ماجه
ط : موطا مالک   حم/حل : مسند احمد بن حنبل
دی: سنن الدارمی

ترتیب:-
یہ کتاب بالکل اسی طرح مرتب ہے۔جس طرح کتب لغات کی ترتیب ہوتی

ہے۔ مذکورہ کتابوں میں جو مشتق کلمات تھے اور جہاں مستعمل تھے پہلے ان کلمات کو مکمل جملے کے ساتھ نقل کیا ہے پھر ان کو مرتب کیا ہے۔ جو کلمات بکثرت مستعمل ہیں۔ ان کو شامل نہیں کیا ہے۔ جیسے قال ، جاء اور جوان سے مشتق ہوتے ہیں اسی طرح سے تاریخی اسماء اور مقامات کے ناموں اور حروف کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ترتیب میں سب سے پہلے افعال کو ذکر کیا ہے۔ جن میں سب سے پہلے فعل ماضی معروف، فعل ماضی مجہول، اس کے بعد فعل مضارع معروف اور مجہول پھر امر و نہی کا ذکر ہے۔ افعال کے بعد مصادر و اسماء معانی کا ذکر کیا ہے جس میں سب سے پہلے مرفوع پھر مجرور اور اس کے بعد منصوب پھر تثنیہ و جمع کو ذکر کیا ہے۔

حدیث کے اس جملے کو جس میں مطلوبہ مشتق کلمہ ہے جہاں اس کی ترتیب پڑتی ہے۔ اس کو وہاں ذکر کیا ہے پھر اس کے تحت ان مصادر (یا اس مصدر) کا حوالہ دیا ہے، جن میں حدیث کا یہ جملہ پایا جاتا ہے، حوالوں میں جس مصدر کا ذکر پہلے کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ لفظ اس سے منقول ہے بقیہ مصادر مین ضروری نہیں کہ بعینہ وہی لفظ پایا جاتا ہو۔

ہر مصدر کے ساتھ حوالہ کے لئے داخلی کتاب کے نام کے بعد نمبرات دیے ہیں (مسند احمد کے علاوہ) جن کا جاننا ضروری ہے۔

یہ نمبرات اگر خ ، د ، ت ، جہ ، ن ، می کے بعد واقع ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں مشار الیہ کتاب کے بعد جو نمبر ہے، وہ باب نمبر ہے۔ یعنی اس کتاب میں اتنے نمبر کا باب دیکھئے۔

اور اگر یہ نمبر م ، ط ، کے بعد ہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ مشار الیہ کتاب میں مذکورہ نمبر حدیث نمبر ہے۔

اور حم کے بعد ہے تو وہاں موٹے اور بڑے نمبرات سے جلد اور چھوٹے اور باریک نمبرات سے صفحہ نمبر مراد ہوتا ہے۔

کبھی کبھی ان نمبرات پر ڈبل ستارے اس طرح پائے جاتے ہیں ☆☆ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث باب یا صفحہ میں مکرر وارد ہے۔

طریقہ تخریج:-

اب اگر کسی کو اس کتاب سے تخریج حدیث کرنی ہے۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ مطلوبہ حدیث میں سے کونسا مشتق کلمہ اس کو معلوم ہے۔ پھر اس مشتق کلمہ کا اصل مادہ کیا ہے۔

اصل مادہ معلوم ہو جانے کے بعد کتب لغت کی ترتیب کے اعتبار سے اصل کلمے کا حرفِ اوّل جہاں ہو وہاں دیکھیں۔ معاجم لغویہ کی ترتیب کے اعتبار سے جہاں یہ کلمہ فٹ ہوسکتا ہے۔ وہاں اس کو تلاش کریں اس کلمہ سے مشتق جتنے الفاظ ہیں وہ مختلف شکل میں یہاں مل جائیں گے جو چھوٹے چھوٹے جملوں میں ہوں گے انکے سامنے حوالے ہوں گے جس مصدر یا جن مصادر کا حوالہ دیا گیا اس کے مذکورہ کتاب کا باب، حدیث یا صفحہ نمبر دیکھنے سے مطلوبہ روایت اگر ان نو کتابوں میں سے کسی میں ہے تو وہ مل جائے گی (بعض مقامات پر سہوا کوئی کلمہ چھوٹ بھی گیا ہے۔) لہٰذا نص کے دیگر کلمات میں سے کسی دوسرے کلمے کو اسی طرح دیکھیں۔

مثال:-

مثلاً اگر حدیث ''انما الاعمال با لنیات ولکل امری مانوی فمن کانت ھجرته ......الخ'' کی تخریج مطلوب ہو تو اس کے مشتق کلمات میں:

الاعمال : (جس کا مادہ [اصل] عمل [ع،م،ل] ہے۔)

نیات : (جس کا مادہ نوی ہے۔)

امری : (جس کا مادہ مرء ہے۔)

نوی : (جس کا مادہ نوی ہے۔)

ھجرۃ : (جس کا مادہ ھجر ہے۔)

میں سے جو کلمہ معلوم ہے۔اس کے اصل مادہ کو دیکھ کر اس کے مناسب مقام پر اس کتاب میں تلاش کریں جب اس مادہ کے کلمات مل جائیں تو اس میں اپنا مطلوبہ کلمہ تلاش کرلیں۔

مثلاً اگر کلمہ **الاعمال** کے سہارے سے حدیث کی تخریج کرنی ہے۔تو مادہ عمل اس کتاب میں کھولیں جو جلد۴ کے ص ۳۶۹ پر ہے۔یہاں پر **عمل ، یعمل ، اعمل ، لاتعمل** وغیرہ کلمات چھوٹے چھوٹے فقرات کی شکل میں ملیں گے۔مطلوبہ کلمہ چونکہ مصدر ہے۔اسلئے افعال میں نہیں بلکہ اسماء معانی میں ملے گا۔ لہٰذا اسماء کی فہرست میں غور سے دیکھیں (۴/۳۸۵) میں "**انما الاعمال بالنیات**" کا جملہ ملے گا۔اس کے تحت مصادر کا حوالہ کتاب کا نام،باب نمبر،حدیث نمبر یا صفحہ نمبر اس طرح سے ملے گا:

الاعمال بالنیات ، بالنیه

خ : بدء الوحی ۱ ، عتق ۶ ، مناقب الانصار ۴۵ ، طلاق ۱۱ ،
فی الترجمة ایمان ۲۳ ، اکراہ ۱ ، (ترجمة الکتاب) حیل ۱

م : امارة ، ۱۵۵

د : طلاق ۱۱

ن : طهارة ۵۹ ، طلاق ۲۴ ، ایمان ۱۹

ج : زهد ۲۶

یہاں پر صرف اتنے ہی حوالے موجود ہیں۔

شرح :-

ان اشاروں کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ حدیث کا یہ ٹکڑا

رخ: یعنی صحیح بخاری میں "**کتاب بدء الوحی**" کے باب نمبر ایک میں موجود ہے۔نیز "**کتاب العتق**" باب نمبر ۶ میں، "**کتاب مناقب الانصار**" باب

نمبر۴۵ میں،''کتاب الطلاق'' باب نمبر۱۱ باب کے عنوان میں۔''کتاب الایمان''
باب نمبر۲۳ میں،''کتاب الاکراہ'' باب کے عنوان میں یعنی۔معلق روایت ہے۔
''کتاب الحیل'' کے باب نمبر ایک میں اس طرح سے صحیح بخاری میں جہاں جہاں یہ
روایت ہے اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔چونکہ سب سے پہلے حوالہ صحیح کا ہے اس کا مطلب یہ
ہوا کہ مذکورہ لفظ صحیح بخاری کا ہے اس کے بعد جو حوالے ہیں ضروری نہیں کہ یہ روایت
ان میں اسی لفظ کے ساتھ ہو۔

م : یعنی صحیح مسلم میں کتاب الامارۃ کے حدیث نمبر۱۵۵ میں ہے۔
د : سنن ابوداؤد میں کتاب الطلاق کے باب نمبر۱۱ میں ہے۔
ن : سنن نسائی میں کتاب الطھارۃ کے باب نمبر۵۹، کتاب الطلاق
باب۲۳ کتاب الایمان باب نمبر۱۹ میں ہے۔
جۃ : سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب نمبر۲۶ میں ۔

اور اگر کلمہ **النیات** کی مدد سے تلاش کرنا ہے تو مادہ نوی میں تلاش کریں یہ
کلمہ ۵/۵۵ پر موجود ہے۔یہاں جو فقرات ہیں ان میں''انما لکل امری مانوی''
کا فقرہ موجود ہے جس کے تحت مندرجہ ذیل حوالے ہیں:

خ : بدء الوحی ایمان ۴۱ ☆☆ نکاح ۵، طلاق ۱۱ ، ایمان
۲۳ ، حیل ۱ ، عتق ٦
م : امارہ ۵۵
د : طلاق ۱۱
ت : فضائل الجھاد ۱٦
ن : طھارہ ۵۹، طلاق ۲۳
جۃ : زھد ۲٦
حم : ـ ۱، ۲۵، ۴۳

اس جگہ''ت''(ترمذی) فضائل الجھاد باب نمبر۱٦ کا اضافہ ہے۔اسی

طرح سے حم: (مسند احمد) جلد ایک صفحہ ۲۵، اور ۴۳ کا اضافہ ہے۔

اور اگر کلمہ **امـــرء** کی مدد سے تلاش کرنا ہے۔ تو اس کا مادہ ''مرءُ'' دیکھیں قابل ملاحظہ چیز یہ ہیکہ اس کلمہ کو یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم ایسا عمداً ہوا ہے یا سہواً بہر صورت یہ اس کتاب کے عیوب میں شامل ہے۔ جس کا استدارک کیا جا سکتا ہے۔

البتہ اس کلمہ کے مادہ سے متفرع کلمہ'' امرأة '' ہے اس میں اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کلمہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ کلمہ 'امرأة' کے اعتبار سے کیا ہے۔ جو حدیث کے آخری ٹکڑے ''**فمن کانت هجرته الی امرأة ینکحها**'' میں پایا جاتا ہے۔

اگر کلمہ **نوی** سے دیکھنا ہے تو اب اس کی ضرورت اگرچہ نہیں کیونکہ مادہ نوی کلمہ النیات میں گذر چکا ہے پھر بھی اسی کلمہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اگر کلمہ **هجرته** کی مدد سے تلاش کرنا ہے جس کا ما (ھجر) ہے تو اس کیلئے اسکا مناسب مقام کھولیں جو (۶۱/۷) پر ہے اس میں تلاش کرنے سے یہ فقرہ ''**فمن کانت هجرته الی اللّٰه (ورسوله) فهجرته الی الله ورسوله**'' میں ملے گا جس کے تحت مندرجہ ذیل حوالے ہیں۔

خ : ایمان ۴۱، عتق ۶، مناقب الأنصار ۴۵، نکاح ۵، أیمان ۴۱

م : اماره ۱۵۵

د : طلاق ۱۱

ت : فضائل الجهاد ۱۶

ن : طهاره ۵۹، طلاق ۲۴، أیمان ۱۹

جة : زهد ۲۶

حم : ۱، ۲۵، ۴۳

مذکورہ حوالوں کو ان کے اصل مصادر میں مشار الیہ کتاب اور باب نمبر یا حدیث وصفحہ نمبر دیکھنے سے یہ روایت مل سکتی ہے۔ مذکورہ نو کتابوں میں جو حدیثیں پائی جاتی ہیں صرف انھیں کیلئے اس کتاب سے استفادہ درست ہے۔ دیگر کتب حدیث کی روایتوں کیلئے اس کی ورق گردانی بے سود ہے۔ الا یہ کہ وہ روایت ان کتابوں میں سے کسی ایک میں موجود ہو۔

ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ ان کتابوں میں جو بھی حوالے دیئے گئے ہیں وہ خاص طبعات کے ہیں ان میں سے اگر وہ طبعات میسر ہیں تو بہت بہتر مثلاً صحیح بخاری کا مرقم نسخہ جو فتح الباری کے ساتھ مطبوع ہے۔ جسکی ترقیم شیخ محمد فواد عبدالباقی نے کی ہے۔ اسی طرح سے صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، موطا مالک کا وہ نسخہ جس کی ترقیم شیخ محمد فوادؒ نے کیا ہے۔ نیز سنن ترمذی کا وہ نسخہ جس کے کچھ اجزا کی ترقیم انھوں نے کی ہے۔

لیکن اگر یہ طبعات میسر نہ ہوں تو کسی بھی طبعہ سے جس میں ابواب واَحادیث کی ترقیم کردی گئی ہے مدد لی جاسکتی ہے۔ مثلاً سنن ابوداود کا وہ نسخہ جس کی تحقیق عزت عبید اور عادل سید نے کی ہے۔

سنن نسائی کا وہ نسخہ جس کی ترقیم شیخ ابوغدہ نے کی ہے یا وہ نسخہ جو تعلیقات سلفیہ کے ساتھ ہے اور وہ نسخہ جس کی ترقیم وتخریج احمد مجتبیٰ سلفی نے کی ہے اور وہ نسخہ جس کی تحقیق مکتب دار التراث نے کی ہے۔ نیز سنن دارمی کا وہ نسخہ جس کی تحقیق سید عبداللہ ھاشم یمانی اور وہ نسخہ جس کی تحقیق فواز احمد اور خالد السبع نے کی ہے۔

بہت ممکن ہے کہ مذکورہ نمبر پر وہ حدیث نہ ہو اس صورت میں کچھ آگے پیچھے دیکھنے سے وہ روایت مل جاتی ہے۔ (عموماً آگے ہی دیکھنا پڑھتا ہے۔)

مسند احمد کے لئے وہی نسخہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔ جس کے حاشیہ پر **مختصر کنز العمال** ہے۔

ملاحظہ :-

ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کتاب کے مولفین نے کبھی کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ مطلوبہ حدیث کے مختلف کلمات میں جو مختلف حوالے دیئے ہیں سارے مصادر اور سارے مقامات کو ہر کلمہ کے تحت نہیں ذکر کیا ہے۔ بلکہ کہیں نقص ہے تو کہیں اضافہ جیسا کہ مثال سابق سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ کلمہ **الاعمال** کے تحت ت جہاد :١٦ اور حم ١/٢٥/٤٣ کا حوالہ نہیں ہے۔ جبکہ دوسرے کلمہ **نیات** میں اس کا ذکر موجود ہے۔ نیز کلمہ **امرأة** میں "فمن کانت هجرته الى امرأة" میں صرف صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے۔

اس طرح سے صحیح بخاری کے مقامات میں سے کلمہ **الاعمال** میں ایمان ۴۱ ☆☆ نکاح ۵، طلاق ترجمہ باب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جبکہ کلمہ نیات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح سے کلمہ **نیات** میں صحیح بخاری کے مقامات میں سے مناقب الانصار ۴۵، اکراہ ترجمۃ الباب کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ جبکہ اس کو **اعمال** کے تحت ذکر کیا ہے۔

اس لئے حدیث کی تخریج کرنے والے کو چاہیے کہ وہ کسی ایک کلمہ پر اکتفاء نہ کرے بلکہ چند کلمات کو دیکھ لے تاکہ اس کا عمل مکمل ہو جائے ورنہ ممکن ہے کہ اس کے عمل میں نقص باقی رہ جائے۔

بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو ان سے فوت ہوگئی ہیں حالاں کہ وہ ان مصادر تسعہ میں سے کسی نہ کسی میں پائی جاتی ہیں لیکن "المعجم المفهرس" میں ان کا وجود نہیں مثلاً عبداللہ بن عمر کی روایت جو مناقب ابوبکر و عمر کے سلسلے میں ترمذی (٣٦٦٩/٦١٢/٥) نیز سنن ابن ماجہ میں اس طرح سے موجود ہے۔ "خرج أبوبكر وعمر أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهو آخذ بايديهما وقال: هكذا نبعث يوم القيامة" ١/٣٨١(٩٩) اس طرح بہت سی روایتیں اور کلمات ہیں

جواس میں تلاش کے وقت دستیاب نہیں ہوتے جواس کتاب میں خلل پر غماز ہیں نئے سرے سے اس کی ترتیب کی ضرورت ہے۔

اس قاعدے کے تحت جن اور کتابوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔ان میں

۲-معجم الفاظ صحیح مسلم :-

جو شیخ محمد فواد عبدالباقی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔اور ان کی تحقیق و ترقیم کئے ہوئے نسخے کے پانچویں جلد میں مختلف قسم کی فہارس کے ضمن میں موجود ہے۔ جو ص۴۶۴ سے ۵۷۶ پر مشتمل ہے۔اس میں سے مشتق کلمات میں سے جو مشکل اور نمایاں کلمے تھے ان کو ترتیب لغوی پر اصل ماخذ کے اعتبار سے مرتب کر دیا ہے۔اور ہر لفظ کے سامنے صحیح مسلم کے اسی نسخہ کا صفحہ نمبر دے دیا ہے۔اس سے صرف صحیح مسلم کی روایتوں کی تخریج کے لئے مدد لی سکتی ہے۔

۳- المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبویة فی سنن الدار قطنی :-

یہ ڈاکٹر یوسف عبدالرحمٰن مرعشلی کی ترتیب ہے۔

٤-فہرس لالفاظ جامع الترمذی علی طریق المعجم المفہرس:-

یہ جامع ترمذی کے اس نسخہ کے ساتھ مطبوع ہے جس کی تحقیق عزت عبید الدعاس نے کی ہے۔

❀ ❀ ❀
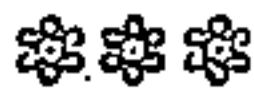
ازروئے متن

تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ

متن حدیث کی صفات میں کسی صفت کی معرفت کے ذریعے تخریج کرنا

صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت فی نفسہ مشکل ہے۔لیکن پھر بھی اگر کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث جس کی تخریج کرنی ہے وہ کسی صفت سے متصف ہے تو اس کی مدد سے تخریج کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر یہ معلوم ہو کہ وہ حدیث **صحیح** ہے۔ایسی صورت میں اس کی تخریج کتب صحاح سے کی جاسکتی ہے۔جن کا ذکر قاعدہ اول کی دوسری قسم کی کتابوں کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ [۱]

عموماً کتب صحاح ابواب پر مرتب ہیں کچھ حروف معجم پر بھی ہیں۔

یا یہ معلوم ہو کہ وہ حدیث **ضعیف و موضوع** ہے چاہے علامت وضع سے ان کا پتہ چلے یا کسی اور ذریعہ سے معلوم ہو جائے تو ان کو دو طرح کی کتابوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔

(۱) کتب ضعفاء حدیث (۲) کتب ضعفاء رجال

کتب ضعفاء رجال اس قاعدے میں شامل نہیں۔ بلکہ تخریج ازروئے معرفت صفت سند میں شامل ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ [۲]

کتب ضعفاء حدیث :-

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ضعیف و موضوع اور نا قابل اعتبار روایتیں مذکور ہوتی ہیں۔ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

---

۱ دیکھئے ص ۶۳

۲ دیکھئے ص ۱۴۱

الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير:

ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم جوزقانی (متوفی ۵۴۲ھ)

یہ کتاب ابواب پر مرتب ہے۔ایک باب میں صحیح روایتیں اس کے بعد والے باب میں اس کی مخالف ضعیف روایتیں مذکور ہیں چوں کہ مولف نے اپنی سند سے حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔لہٰذا اس کا اعتبار مصادر اصلیہ میں ہوتا ہے۔البتہ اس کے بعد آنے والی کتابیں مصادر اصلیہ نہیں لیکن ان کے واسطے سے مصادر اصلیہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔وہ کتابیں یہ ہیں:

الموضوعات الكبرى:

ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية:

ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

اللالى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة:

جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة:

ابوحسن علی بن محمد بن عراق کنانی (متوفی ۹۶۳ھ)

یہ سب کتابیں ابواب پر مرتب ہیں۔

الفوائد المجموعه فى الأحاديث الموضوعة:

محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)

ضعيف الجامع الصغير وزيادته:

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)

یہ دونوں حروف معجم پر مرتب ہیں۔

المنار المنيف فى الصحيح والضعيف:

علامہ ابن قیم ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر (متوفی ۷۵۱ھ)

یہ کتاب کسی خاص ترتیب پر نہیں ہے۔ لیکن کافی مفید ہے۔ اس لئے کہ اس میں اصول وکلیات بتائے گئے ہیں۔

سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السئی فی الأمة:
محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)
یہ کتاب بھی خاص ترتیب پر نہیں ہے۔ البتہ کتاب کے آخر میں مختلف قسم کی فہرست ہے۔ جس سے استفادہ آسان ہوجاتا ہے۔
یا یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، حدیثِ **متواتر** ہے۔

متواتر:-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو عدد کثیر نے ہم مثل سے روایت کیا ہو جن کا اتفاق جھوٹ پر ممکن نہ ہو اور جس چیز کی خبر دے رہے ہیں وہ حسی ہو۔ [1]
متواتر کی دو قسمیں ہیں: معنوی اور لفظی
لفظی اسے کہتے ہیں جس میں راویوں کے الفاظ بالکل مساوی ہوں جیسے "من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار" جس کے لفظ پر سارے راویوں کا اتفاق ہے۔

معنوی اسے کہتے ہیں جس میں واقعات والفاظ مختلف ہوں لیکن معنی میں اشتراک پایا جاتا ہو جیسے "مسح علی الخفین" کا حکم جس میں مختلف قسم کی روایتیں ہیں۔ کسی میں وقت کی تعیین، کسی مین جواز، کسی میں کیفیتِ مسح، کسی میں مقیم اور مسافر کا فرق وغیرہ مسائل ہیں جن کا مجموعہ تواتر کا فائدہ دیتا ہے۔ [2]
کتبِ متواترہ میں کچھ مطبوع کتابیں یہ ہیں:

الأزهار المتناثرة فی الأحاديث المتواترة:- امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)
امام سیوطی نے اس فن میں ایک بہت عظیم کتاب "الفوائد المتكاثرة فی

---

[1] نزهة النظر ص ۱۱-۱۲
[2] شرح قصب السكر ص ۲۵

الأخبار المتواترة" تحریر کیا تھا۔اس میں ان روایتوں کو جن کو کم از کم دس صحابہ نے روایت کیا تھا مختلف طرق واسانید سے جمع کر کے ابواب پر مرتب کیا تھا۔

اِس کتاب کو اُسی بڑی کتاب سے مختصر کیا ہے۔ جس میں حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ بتایا ہے کہ اس کو کتنے صحابہ نے روایت کیا ہے۔اور کس نے اس کی تخریج کی ہے۔اس کی ترتیب اس کی اصل کی طرح ابواب پر ہے جس میں کل (۲۱۰) حدیثیں ہیں۔ [1]

نظم المتناثر فی الأحادیث المتواتر :-

شیخ محمد بن جعفر بن ادریس ابوعبداللہ کتانی (متوفی ۱۳۴۵ھ)

علامہ سیوطی کی کتاب "الأزهار" پر اطلاع پانے سے پہلے اس کی تالیف شروع کی تھی پھر جب امام سیوطی کی کتاب ملی تو اس کا مطالعہ کیا جو روایتیں ان سے فوت ہوگئی تھیں ان کو اس میں جمع کر دیا اب یہ کتاب امام سیوطی کی "ازھار" اور ان کے اضافے کے ساتھ اس موضوع کی ایک جامع کتاب بن گئی، جس میں تقریباً ساری متواتر حدیثیں جمع ہوگئی ہیں اس میں جملہ (۳۱۰) روایتیں ہیں "الأزهار المتناثرة" کی روایتوں کی جانب "ماأورد فی الأزهار" کہہ کر اشارہ کیا ہے۔یہ کتاب ابواب پر مرتب ہے۔لیکن مخرجین کا ذکر نہیں ہے۔اس لئے تخریج حدیث کیلئے مفید نہیں۔

اتحاف ذوی الفضائل المشتهرة بما وقع من الزيادة في نظم المتناثرة على الأزهار المتناثرة: اس کی تالیف شیخ عبدالعزیز بن محمد بن صدیق غماری نے کی ہے۔

اس میں علامہ کتانی کی کتاب "نظم المتناثر" کو امام سیوطی کی "کتاب الأزهار المتناثرة" سے الگ کر کے کچھ اضافہ اپنے بھائی ابوفیض احمد بن محمد غماری کی

---

[1] نظم المتناثر فی الاحادیث المتواتر ص ۴

تالیف سے کیا ہے۔ پھر علامہ سید مرتضیٰ زبیری کی کتاب ''لقط اللآلی المتناثرة فی الأحادیث المتواترة'' سے کچھ حدیثوں کا انتخاب کر کے ان کو ابواب پر مرتب کر دیا، البتہ مخرجین کا ذکر نہیں کیا ہے اس لئے تخریج کے کام میں مفید نہیں۔

یا یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، **منسوخ** ہے۔

منسوخ :-

اس متقدم حدیث کو کہتے ہیں جس کا حکم کسی متاخر حدیث سے اٹھالیا گیا ہو۔ [1]

نسخ پہچاننے کے چار طریقے ہیں:

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح سے۔

۲- یا کسی صحابی کی تصریح سے۔

۳- یا تاریخ کے ذریعہ۔

٤- یا اجماع کے ذریعہ (جو مختلف فیہ ہے۔) [2]

جب یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث منسوخ ہے تو ان کتابوں سے اس کی تخریج کی جا سکتی ہے۔ جن میں منسوخ حدیثیں جمع کی گئی ہیں ان کتابوں میں سے کچھ مطبوع کتابیں یہ ہیں۔

ناسخ الحدیث ومنسوخه :

ابن شاہین ابوحفص عمر بن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ)

الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ :

علامہ حازمی ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان (متوفی ۵۸۴ھ)

یہ اپنے فن کی سب سے عظیم کتاب ہے۔ [3]

---

[1] مقدمة ابن الصلاح ص ۲۵۰

[2] مقدمة ابن الصلاح ۲۵۰- ۲۵۱

[3] اختصار علوم الحدیث ابن کثیر ص ۱٦۴ مع الباعث الحثیث

أخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث: عبدالرحمٰن ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

علامہ ابن جوزیؒ نے فن ناسخ ومنسوخ میں ایک بڑی کتاب تالیف کی تھی پھر اس میں سے صرف ان حدیثوں کو منتخب کیا ہے۔ جن کا منسوخ ہونا صحیح یا محتمل ہے اسی مختصر کتاب کا نام ''أخبار أهل الرسوخ'' ہے اس کے مقدمہ میں یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے علاوہ کسی حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ باطل ہے۔ [1]

یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔ جس میں کل (۲۱) حدیثیں ہیں۔

یا یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، حدیث قدسی ہے۔

حدیث قدسی:-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی جانب نسبت کرتے ہوئے بیان کریں۔ [2]

اس طرح کی حدیثوں کی تخریج ان کتابوں سے کی جاسکتی ہے جن میں احادیث قدسیہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ کتابیں مصدر اصلی نہ بھی ہوں تو مصادر اصلیہ کی جانب اشارہ ضرور کرتی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ یہ ہیں۔

مشکاة الأنوار فیماروی من الله سبحانه وتعالی من الأخبار:

محیی الدین محمد بن علی بن عرب اندلسی (متوفی ۶۳۸ھ)

اس میں (۱۰۱) حدیثیں بذریعہ سند مذکور ہیں۔

الاتحاف السنیة بالأحادیث القدسیة:

شیخ عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ)

اس میں (۲۷۲) حدیثیں بغیر سند کے مذکور ہیں۔

---

[1] اخبار أهل الرسوخ ص ۱۶
[2] شرح قصب السکر ص ۲۱

الأحاديث القدسية : اس کی تالیف علماء کی ایک کمیٹی نے کی ہے۔
اس میں چار سو حدیثیں ہیں جن کو موطا امام مالک، صحیحین، کتب ستہ اور دیگر کتب احادیث سے منتخب کیا گیا ہے۔
یا مطلوبہ حدیث، حدیث **معلل** ہو۔

معلل:-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں ایسی علت خفیہ پائی جائے جو حدیث کی صحت کے لئے مانع ہو حالانکہ بظاہر یہ علت سے محفوظ ہو۔[1]
علت ایسے پوشیدہ اور خفی سبب کو کہتے ہیں جو صحت حدیث کیلئے مانع ہو حالانکہ بظاہر اس سے وہ محفوظ ہو۔[2]
اگر مطلوبہ حدیث ، حدیث **معلل** ہو تو اس کی تخریج ان کتابوں سے کر سکتے ہیں۔ جن میں معلل حدیثیں مذکور ہوتی ہیں ان میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:
العلل المتفرقة : علی بن المدینی (متوفی ۲۳۴ھ) یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔
العلل ومعرفة الرجال : امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)
العلل الكبرى : امام ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (متوفی ۲۷۹ھ)
اس کو ابواب پر قاضی ابو طالب نے مرتب کیا ہے۔ جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔
علل الحديث : ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)
یہ بھی ابواب پر مرتب ہے۔ مذکورہ کتابوں میں یہ سب سے جامع کتاب ہے۔
العلل الواردة في الأحاديث النبوية : امام دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ)
یہ اس فن کی سب سے عظیم اور منفرد کتاب ہے۔
اس کا کچھ حصہ ڈاکٹر محفوظ الرحمانؒ (متوفی ۱۴۱۹ھ) کی تحقیق سے طبع ہوئی ہے لیکن یہ کتاب مسانید پر مرتب ہے لہٰذا اس قاعدہ سے استفادہ نہیں کر سکتے بلکہ سند کی

---

[1] مقدمة ابن الصلاح ص ۸۱
[2] شرح قصب السكر ص ۷۵

معرفت سے تخریج کرنے کے قاعدہ سے استفادہ کر سکتے ہیں جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔
یا مطلوبہ حدیث، حدیث **مرسل** ہو۔

مرسل :-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو کسی تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر دیا ہو۔ (یعنی صحابی کا ذکر نہ ہو۔) [1]

لہٰذا اس طرح کی حدیثوں کی تخریج ان کتابوں سے کر سکتے ہیں جن میں مرسل حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس فن کی کچھ کتابیں یہ ہیں:

المراسیل: تالیف امام ابوداؤد سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) اصل کتاب کی طباعت کا علم فی الحال نہیں ہے۔ اس کے قلمی نسخے کی ایک تصویر میرے پاس موجود ہے جو استاد محترم محدثِ مدینہ شیخ حماد بن محمد انصاری کے کتب خانے میں موجود مصور نسخہ کا عکس ہے۔

البتہ بغیر سند کے سنن ابوداؤد کے ہندوستانی نسخے کے آخر میں مطبوع ہے۔ جو ابواب پر مرتب ہے۔

المراسیل: ابن ابی حاتم ابو محمد عبدالرحمٰن الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) *

جامع التحصيل في أحكام المراسيل:

حافظ صلاح الدین ابوسعید خلیل کیکلدی (متوفی ۷۶۱ھ)

اس طرح سے کسی بھی صفت سے متصف حدیث کی اس فن سے متعلق تالیف سے تخریج کر سکتے ہیں۔ اگر اس کتاب میں روایتیں صاحب کتاب کی سند سے ہوں تو اصلی مصدر کی حیثیت رکھیں گی ورنہ مرجع کی حیثیت ہوگی جس سے مصدر اصلی کی طرف رجوع کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

❀ ❀ ❀

---

[1] شرح قصب السكر ص ٦١.

تیسرا باب

طریقہ تخریج ازروئے سند

راوی اعلی (صحابی رسول) کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
راوی اسفل (شیخ مؤلف) کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
راوی کے نام اور وطن کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

ازروئے سند

تخریج حدیث کا پھلا طریقہ

صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا

جس حدیث کی تخریج کرنی مطلوب ہے اگر اس کے راوی (یعنی روایت کرنے والے صحابی) کا نام معلوم ہے تو اس کی مدد سے مطلوبہ حدیث کی تخریج بآسانی ہوسکتی ہے۔ وہ اس طرح سے کہ ان کتابوں سے مدد لیں جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہیں، جو کتابیں اس طرح مرتب ہیں ان کی چار قسمیں کی جاسکتی ہیں:

۱- کتب مسانید۔

۲- کتب معاجم (جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہوں۔)

۳- کتب تراجم صحابہ

٤- کتب أطراف (جو صحابہ کی مسانید پر مرتب ہوں۔)

ان میں سے پہلی اور دوسری قسم مصادر اصلیہ ہیں۔ تیسری قسم میں بعض مصادر اصلیہ اور بعض فرعیہ ہیں اور چوتھی قسم مصادر اصلیہ کی جانب رہنما ہیں۔

۱- کتب مسانید :-

مسانید مسند کی ہے۔ **مسند** اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں ہر صحابی کی روایت کو الگ الگ یکجا کردیا جائے۔ اسی طرح سے اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں کسی ایک صحابی کی روایت کو یکجا کردیا جائے۔

مسانید کی ترتیب مولف کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ کتابیں کبھی حرف معجم پر مرتب ہوتی ہیں، کبھی شہر و وطن پر، تو کبھی قبائل وغیرہ پر۔ کسی میں صرف ایک صحابی کی روایت ہوتی ہے۔ کسی میں عشرہ مبشرہ کی اور کسی میں جملہ صحابہ کی روایات ہوتی ہیں۔ کبھی کسی خاص صفات سے متصف صحابہ کی روایت ہوتی ہے۔ جیسے مسند مکثرین، مسند مقلین، مسانید کی تعداد بے شمار ہے۔ علامہ کتانی نے ''الرسالة المستطرفة'' میں بہت سارے مسانید کا ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مسانید کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ [۱]

مسانید کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

مسندأبی داود الطیالسی سلیمان بن داؤد (متوفی ۲۰۴ھ)

شیخ حسن بناساعاتی نے اس کی ترتیب فقہی ابواب پر کر دی ہے۔

مسند الحمیدی : عبداللہ بن زبیر (متوفی ۲۱۹ھ)

المسند : امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

مسند البزار : امام ابوبکر احمد بن عمرو بصری بزار (متوفی ۲۹۲ھ)

اس کے زوائد کو علامہ ہیثمی نے ''کشف الاستار بزوائد مسند البزار'' کے نام سے فقہی ابواب مرتب کر دیا ہے۔

مسند أبو یعلی الموصلی

احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی (متوفی ۳۰۷ھ)

امام ابو یعلی نے دو مسند تحریر کی ہے۔ مسند کبیر اور مسند صغیر۔ مطبوعہ مسند، مسند صغیر ہے۔ مسند کبیر جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ''سارے مسانید دریا کی طرح ہیں اور مسند ابو یعلی سمندر کی طرح ہے، جہاں سارے دریاؤں کا اجتماع ہوتا ہے۔'' [۲]

اس کا کچھ پتہ نہیں۔ ان موجودہ مسانید میں مسند احمد بن حنبلؒ سب سے اہم ہے۔ اس لئے اس کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

---

[۱] الرسالة المستطرفة ص ۴۶-۵۷

[۲] الرسالة المستطرفة ص ۵۴

مسند امام احمد بن حنبل

یہ اپنے فن کی جامع ترین تصنیف ہے۔ جس میں تقریباً چالیس ہزار احادیث ہیں۔ جن کو (۹۰۴) صحابہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں دس ہزار حدیثیں مکرر ہیں اور تین سو حدیثیں ایسی ہیں جن کو ثلاثی الاسناد کہا جاتا ہے۔ یعنی مولف اور رسول کے درمیان صرف تین واسطہ ہے۔ [۱]

اس مسند کو امام نے ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے۔ اور اس کا تعارف یوں کیا ہے "میں نے اس کتاب کو امام بنا دیا ہے جب لوگوں کو سنت رسول کے بارے میں اختلاف ہو تو اس کی جانب رجوع کریں۔"

کتاب میں سب سے پہلے خلفاء راشدین پھر عشرہ مبشرہ کی روایتیں ہیں۔ اس کے بعد آل ابو طالب، پھر آل عباس، اس کے بعد مکثرین صحابہ، پھر مسند مکیین، شامیین، کوفیین، بصریین بالترتیب مذکور ہیں۔ اس کے بعد مسند الانصار پھر مسند نساء کا ذکر ہے۔ بعض صحابہ کی روایتوں کو متفرق کر دیا ہے۔ جس سے حدیث تلاش کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ مسانید صحابہ کیلئے اصحاب مطابع کی فہرست سے بھی مدد مل سکتی ہے۔ اس مسند میں صحیح، حسن، قابل قبول اور ضعیف روایتیں موجود ہیں۔ کچھ منکر اور موضوع روایتیں بھی ہیں جو عموماً زیادات عبداللہ اور زیادات قطیعی کی روایتیں ہیں اس طرح کی کچھ روایتیں مسند احمد میں اس وجہ سے رہ گئی ہیں کہ اس پر نظر ثانی سے پہلے ہی امام صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ [۲]

حافظ ابن حجر نے ان روایتوں کو جن کو موضوع کہا گیا ہے کا جواب "القول المسدد فی الذب عن المسند الامام أحمد" میں تفصیل سے دیا ہے۔ ان کا خیال ہے اس میں صرف چار حدیثیں ایسی ہیں جو موضوع ہیں۔ بقیہ روایتیں جید ہیں ضعیف روایتوں کا ذکر متابعات اور شواہد میں کیا ہے۔

---

[۱] مفتاح السنة ص ۳۶

[۲] المصعد الأحمد ص ۳۶

اس کتاب کو شیخ احمد ساعاتی نے فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔ جس کا نام "الفتح الربانی" رکھا ہے۔ پھر اس کی شرح "بلوغ الامانی" کے نام سے کیا ہے۔ یہ دونوں مطبوع ہیں۔

یہ کتاب چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس کے حاشیہ پر "مختصر کنز العمال" بھی ہے۔ اس کا جدید طبعہ ایک ضخیم جلد میں ماضی قریب میں شائع ہو چکا ہے۔

اس مسند کی تحقیق اور اس پر تعلیق کا کام شیخ احمد شاکرؒ نے شروع کیا تھا۔ لیکن یہ کام نامکمل رہ گیا۔ چھ جلدوں والی مسند کی دو جلدیں بھی مکمل نہ ہو سکیں۔ ان کی نامکمل تحقیق بیس جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس کا ایک جدید طبع تحقیق کے ساتھ منظرِ عام پر آ گیا ہے۔

اس کتاب اور دیگر کتب مسانید سے تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ جب صحابی رسول معلوم ہو جائیں تو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ مذکورہ صحابی کی روایت ان مسانید میں کہاں کہاں پر ہے۔ اس کے لئے ان فہارس سے مدد لی جا سکتی ہے جو اصحاب مطابع نے تیار کی ہیں۔ ان کتابوں یعنی "المعجم الکبیر ، تحفة الأشراف ،مسند أحمد اور مسند أبویعلی" کی ایک جامع فہرست "تحفه الخریج الی أدلة التخریج" کے چوتھے باب میں تحریر کر دی گئی ہے۔ جس سے بڑی مدد لی جا سکتی ہے۔ [1]

صحابی کی روایت جس جگہ ہے۔ وہاں پر ان روایتوں پر فرداً فرداً نظر ڈالنا چاہئے اگر صحابی کی روایتیں زیادہ ہیں تو تلاش کرنے میں زیادہ وقت درکار ہوگا اور اگر ان کی روایتیں کم ہیں تو انشاءاللہ مطلوبہ حدیث بہت جلد مل جائے گی۔

المسند الکبیر (مسندبقی بن مخلد)

ان مسانید میں ایک نامور مسند، مسند بقی بن مخلد (متوفی ۲۷۶ھ) تھی۔ جو غالباً اس دنیا کی سب سے عظیم مسند تھی لیکن فی الحال اس کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ "لم یولف فی الاسلام مثله" [2]

---

[1] تحفة الخریج الی أدلة التخریج ص ۷۴آ - ۲۵۷

[2] بقی بن مخلد ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری ۔ ص ۴۸

اس میں تقریباً تیرہ سو صحابہ سے روایتیں مروی ہیں۔

اس میں ہر صحابی کی روایت کو اکٹھا کر کے پھر ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ کتاب بیک وقت مسند اور مصنف دونوں ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ: اس طرح کی تصنیف ان سے پہلے کسی نے نہیں کی ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ کے روایتوں کی جو تعداد بتائی جاتی ہے وہ اسی مسند سے ماخوذ ہے۔

۴ - کتب معاجم :-

معجم: اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیثوں کو صحابہ یا مشائخ یا بُلدان یا کسی اور ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ عموماً ناموں کی ترتیب میں حروف معجم کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہاں معاجم سے استفادہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب یہ اسمائے صحابہ پر مرتب ہوں ورنہ پھر اس قاعدہ کے علاوہ کسی اور قاعدہ کو استعمال کرنا پڑیگا اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب:

المعجم الکبیر : امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی ہے۔

یہ اپنے باب کی سب سے عظیم معجم ہے۔ اس میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ دیگر صحابہ جن سے روایت مروی ہے انکی روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان صحابہ کو حروف معجم پر مرتب کر دیا ہے حضرت ابو ہریرہ کی روایت الگ تصنیف میں جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً ساٹھ ہزار حدیثیں ہیں صحابہ کے اسماء کی ترتیب میں صرف حرف اول کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کے اسماء کی تلاش میں قدرے دقت ہوتی ہے اس کیلئے مطبوعہ کتاب کے آخر میں جو فہرست ہے۔ اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اس کی ایک جامع فہرست جیسا کہ گذر چکا ہے۔ "**تحفة الخریج**" میں بھی موجود ہے جو بے حد سود مند ہے۔

کتاب کا مطبوعہ نسخہ مختلف جگہوں سے ناقص ہے کیوں کہ اب تک وہ حصہ مل نہ سکا، جتنا موجود ہے اتنا ہی مطبوع ہے۔

''المعجم الکبیر'' کی ان روایتوں کو جو کتب سنن میں نہیں ہیں علامہ ہیثمی نے ابواب پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام ''البدر المنیر فی زوائد المعجم الکبیر'' رکھا ہے۔ بعد میں پھر دیگر کتابوں کے ساتھ ان کو ملا کر ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' میں شامل کر دیا۔ امام طبرانی نے دو اور معجم تصنیف کی ہے۔

المعجم الأوسط

المعجم الصغیر

یہ دونوں کتابیں مشائخ کی ترتیب پر ہیں۔ اس لئے اس قاعدہ سے خارج ہیں۔

المعجم الکبیر کے علاوہ کچھ اور معاجم ہیں جو صحابہ کی ترتیب پر ہیں مثلاً:

معجم الصحابة للبغوی : ابو محمد حسین بن مسعود (متوفی ۵۱۶ھ)

معجم الصحابة لابن لال : احمد بن علی حمدانی (متوفی ۳۹۸ھ)

معجم الصحابة : ابن قانع (متوفی ۳۵۱ھ) [1]

ان کتابوں سے استفادہ کا طریقہ وہی ہے جو کتب مسانید کا ہے۔

۳- کتب معرفة الصحابة :-

اس قاعدے میں جن تیسری قسم کی کتابوں سے مدد لی جا سکتی ہے وہ کتب معرفة الصحابة ہیں، یعنی وہ کتابیں جن میں صحابہ کرام کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ ان کتابوں کی ترتیب مختلف ہو سکتی ہے۔ جن میں از روئے استفادہ سب سے آسان وہ کتابیں ہوتی ہیں جو حروف معجم پر مرتب ہوں۔

اس طرح کی کتابوں میں ان کے مولفین عام طور سے صحابہ کے حالات کے ضمن میں ان کی کچھ روایتوں کا ذکر کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی معرفت کا دارومدار انہیں پر ہوتا ہے۔ خاص طور سے جب صحابی کی روایتیں کم ہوں تو ان کی روایت ضرور ذکر کرتے ہیں۔ یہ روایتیں یا تو مولف کی اپنی سند سے ہوتی ہیں یا کسی مصدر سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ بہرصورت ان سے تخریج کی جا سکتی ہے، یا تو اصل مصدر کی حیثیت سے یا

---

[1] الرسالة المستطرفة ص ۱۰۱، کشف الظنون ۲/۱۷۳۶

نما مرجع کی حیثیت سے۔ان کتابوں میں کچھ معروف تالیفات یہ ہیں:

معرفة الصحابة : حافظ ابونعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

الاستیعاب فی معرفة الأصحاب : حافظ ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ)

أسد الغابة فی معرفة الصحابة : ابن اثیر جزری علی بن محمد (متوفی ۶۳۰ھ)

الاصابة فی تمییز الصحابة : حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

مذکورہ ساری کتابیں حروف معجم پر مرتب ہیں۔اول الذکر دونوں کتابوں میں صرف حرف اول کا اعتبار کیا گیا ہے دوسرے حروف کا نہیں، اس لئے ہر حرف میں کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ نام مل سکتے ہیں۔تیسری کتاب **أسد الغابة** بڑی اچھی ترتیب سے حروف معجم پر مرتب ہے، اس سے استفادہ سب سے زیادہ آسان ہے۔چوتھی کتاب **الاصابة** ہے جو ان کتابوں میں سب سے جامع ہے جس کی ترتیب سمجھنا ضروری ہے۔بنیادی طور سے یہ کتاب حروف معجم پر مرتب ہے۔لیکن اس کے ہر حرف میں چار قسمیں کی گئی ہیں۔

پہلی قسم میں ان صحابہ کا ذکر ہے جن کی صحبت کسی روایت سے ثابت ہے۔

دوسری قسم میں وہ صحابہ ہیں جو رسول ﷺ کے زمانے میں کمسن تھے۔

تیسری قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جو رسول ﷺ کے زمانے میں تھے لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔(جن کو اصطلاح میں مخضرم کہا جاتا ہے۔)

چوتھی قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جن کی صحبت صحیح نہیں، غلطی سے ان کا نام سابقہ کتابوں میں صحابہ میں شمار ہوگیا تھا۔

مقدم الذکر تینوں کتابوں سے استفادہ آسان ہے۔جس صحابی کی روایت مطلوب ہے مذکورہ کتابوں میں جہاں ان کی سوانح حیات ہے اس کا مطالعہ کریں اس طرح سے مطلوبہ روایت مل سکتی ہے۔

البتہ **الاصابة** سے استفادہ کے وقت ہمیشہ یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ

چاروں قسم میں سے آپ کس قسم میں دیکھ رہے ہیں ظاہری بات ہے اگر آپ تیسری یا چوتھی قسم میں دیکھ رہے ہیں تو حقیقت میں وہ صحابی نہیں۔ حقیقت میں جو صحابی ہیں انکی روایت قسم اول میں ہی ملے گی صرف صغار صحابہ کی روایت دوسری قسم میں ملے گی۔

اس کتاب سے استفادہ ہر اس شخص کیلئے آسان ہے جو قسم کو ذہن میں رکھ کر تلاش کا کام کرتا ہے ممکن ہے کہ جس صحابی کا نام آپ کو مطلوب ہے وہ قسم اول میں موجود ہو لیکن اس نام کا دوسرا شخص بھی ہے جو قسم ثالث یا رابع میں موجود ہے اس سے دھوکہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس امر کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

وہ صحابہ جو کنیت سے معروف ہیں ان کا تذکرہ عموماً آخر میں ناموں کے ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پھر صحابیات کا ذکر ہوتا ہے۔

ع- کتب اطراف :-

ان کتابوں کی چوتھی قسم جن سے اس قاعدہ میں تخریج حدیث کیلئے مدد مل سکتی ہے۔ وہ کتب اطراف ہیں، یہ یاد رکھناہ چاہئے کہ صرف انہیں کتب اطراف سے مدد مل سکتی ہے۔ جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہوں۔ اگر کسی اور ترتیب مثلاً حروف معجم پر ہوں تو اس قسم میں وہ بے سود ہیں۔ بلکہ کسی اور قسم میں داخل ہونگے جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے اس قسم کی کتب اطراف میں دو کتابیں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

تحفة الأشراف فی معرفة الأطراف

یہ حافظ جمال الدین یوسف بن زکی مزی (متوفی ۷۴۲ھ) کی تصنیف ہے جس کا مختصر تعارف وطریقہ استفادہ یہ ہے :

حافظ ابو مسعود دمشقی (متوفی ۴۰۰ھ) اور محمد بن خلف واسطی (متوفی ۴۰۱ھ) نے سب سے پہلے صحیحین کے اطراف کو "الجمع بین الصحیحین" کے نام سے مرتب کیا۔ ان کے بعد خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے موطاء کی اطراف کو جمع کیا،

اُسی طرح سے احمد بن طاہر انصاری ابوالعباس دانی (متوفی ۵۳۲ھ) نے بھی اطرافِ موطاء تحریر کی۔ [1]

ان کے بعد ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (متوفی ۵۰۷ھ) نے سنن اربعہ کے اطراف کو جمع کیا اور صحیحین کے اطراف "الجمع بین الصحیحین" کو اس میں ضم کر دیا، اس طرح کتبِ ستہ کی اطراف تیار ہوگئی۔ حافظ ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں ان کو بہت خامیاں نظر آئیں، چنانچہ انہوں نے اُن کی غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح کر دی اور صرف سنن اربعہ کی اطراف کو باقی رکھا اور اُس کا نام "تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف" رکھا۔

حافظ مزی نے جب ان کتابوں کو دیکھا تو انہوں نے سب کو اکٹھا کر کے ان حضرات سے فوت شدہ روایتوں کا استدراک کیا اور کتب ستہ کے ملحقات کا اضافہ کر کے ان کی حدیثوں کو بھی اس میں شامل کر دیا یہی کتاب "تحفة الأشراف" کے نام سے مشہور ہے۔

ملحقات میں: "مقدمہ صحیح مسلم، مراسیل ابو داود، شمائل ترمذی، عمل الیوم واللیلة" امام نسائی کو شامل کیا ہے، سنن نسائی میں "السنن الکبریٰ" روایت ابن احمر کو بھی شامل کر لیا ہے۔ پھر ان روایتوں کو صحابہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے۔ سب سے پہلی مسند، صحابی رسول ابیض بن حمال کی ہے۔

صحابہ کا نام ذکر کرنے کے بعد ان کی روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اور مذکورہ کتابوں میں سب سے پہلے جس کی روایت ہے اور جہاں ہے اس کا حوالہ اشارے سے دیا ہے، مکثرین صحابہ کی روایتوں کی ترتیب میں صحابہ سے روایت کرنے والے تابعین اور ان کے شاگردوں کو کثرت تعداد کی وجہ سے مرتب کر دیا ہے۔ اس میں کل (۱۳۹۵) مسانید ہیں۔

---

[1] مقدمة اتحاف المهرة ۱/۴۲

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے کلمہ حدیث تحریر کرتے ہیں پھر مخرجین کا نام اشارے میں ذکر کرتے ہیں۔ پھر اگر قولی حدیث ہے تو طرف حدیث اور اگر فعلی حدیث ہے تو صحابی کے ابتدائی قول کو ذکر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی خاص صفت سے متصف امر کی جانب اشارہ کر دیا ہے۔ مثلاً حدیث "العرنیین" پھر مذکورہ مصادر میں سے جس کی روایت ہے۔ اس کی کتاب اور باب نمبر تحریر کیا ہے۔

ہر ترجمہ میں اس روایت کو پہلے ذکر کیا ہے۔ جس کی تخریج کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ مصادر کی ترتیب میں افضلیت کا اعتبار کیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے صحیح بخاری پھر صحیح مسلم کا درجہ ہے۔ اس کے بعد سنن ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کو بالترتیب ذکر کیا ہے۔

ان میں ہر کتاب کے لئے خاص اشارہ متعین کر دیا ہے جو یہ ہیں:

ع : کتب ستہ — ت : سنن الترمذی
خ : صحیح بخاری — تم : شمائل الترمذی
م : صحیح مسلم — س : سنن النسائی
د : سنن أبی داود — سی : عمل الیوم واللیلة للنسائی
مد : مراسیل أبی داود — ق : سنن ابن ماجه قزینی
ز : امام مزی نے احادیث کے متعلق جن باتوں کا اضافہ کیا۔
ک : امام مزی نے ابن عساکر پر جو استدراک کیا ہے۔ (مثال کتاب سے دیکھ لیں۔)

اتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة

اِس موضوع پر یہ نہایت ہی مفید اور اہم کتاب ہے جو امام مزیؒ کی کتاب "تحفة الاشراف" کے بعد اس طریقے پر تحریر کی گئی ہے، یہ کتاب خاتمۃ حفاظ حافظ ابن حجرؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے، مؤلف نے پہلے چھ

کتابوں ''سنن الدارمی، صحیح ابن خزیمة، صحیح ابن حبان، مستدرک الحاکم، المنتقی لابن جارود اورمستخرج ابو عوانة'' کے اطراف کوجمع کیا۔

پھران میں چار کتابوں موطاء مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد کوشامل کر لیا، چونکہ امام ابوحنیفہ کی کوئی مسند نہ تھی اس لئے اس کی جگہ پر ''شرح معانی الآثار'' جوامام طحاوی کی کتاب ہےکوشامل کرلیا ہےاس طرح سے یہ کل دس کتابیں ہوئیں۔

چونکہ صحیح ابن خزیمہ کا کامل نسخہ نہ مل سکا اس لئے اُس کی کمی کو پوری کرنے کے لئے ''سنن الدار قطنی'' کواس میں شامل کرلیا ہےاس طرح کل گیارہ کتابوں کے اطراف کوجمع کردیا جن کےاشارئیے یہ ہیں:

می :	سنن الدارمی	خز :	صحیح ابن خزیمة
جا :	المنتقی لابن الجارود	عه :	مستخرج أبی عوانه
حب:	صحیح ابن حبان	کم :	مستدرک الحاکم
طح :	شرح معانی الآثار	قط :	سنن الداقطنی

موطاء مالک، مسند شافعی اورمسند احمد کے لئے اشارہ نہیں رکھا ہے بلکہ اُن کے م کی صراحت کردی ہے۔ان کتابوں کا انتخاب اطراف کے لئے اس وجہ سے کیا گیا کیوں کہ ان کے مؤلفین نے (بقول اُن کے) صحت کا التزام کیا ہے، بنابریں یہ کتابیں انتہائی مفید اور بیش قیمت ہیں اب اگر اُن کو اطرافِ مزی کے ساتھ جمع کردیا جائے تو تقریباً ساری صحیح حدیثیں اکٹھا ہوجاتی ہیں۔[1]

طریقۂ تحریر سابقہ کتاب ہی کی طرح ہے پہلے کلمہ ''حدیث'' لکھا ہے پھر اُس کے سامنے کلمۂ حدیث کے نیچے مخرجین کا اشارہ اور پھر ہر ایک مُخرِج کی سند ذکر کیا ہے۔

سب سے پہلی مسند، مسند آبی اللحم غفاری کی ہے، مسند ابیض بن حمال جو ''تحفة الاشراف'' میں پہلی مسند ہے وہ اس کتاب میں آٹھویں نمبر پر ہے۔

---

[1] مقدمة اتحاف المهرة ۱/۱۵۹–۱۶۰

حافظ ابن حجر کی یہ کتاب بڑی گراں قدر کتاب ہے اس کتاب کی فی الحال میرے علم کے مطابق اٹھارہ جلدیں مرکز السنۃ والسیرۃ، جامعہ اسلامیہ مدینہ سے مطبوع ہیں، شاید بیس جلدوں میں اس کی طباعت مکمل ہوجائے، ویسے مسانید کا سلسلہ اٹھارھویں جلد میں مکمل ہوگیا ہے۔(۲۳۷۳۶) نمبر کی حدیث آخری حدیث ہے اُس کے بعد مراسیل، مقاطیع وموقوفات کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ [1]

ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی مواضع الحدیث

اس کے مولف حافظ عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی (متوفی ۱۱۴۳ھ) ہیں۔اس میں صحیحین، سنن اربعہ کے علاوہ موطا امام مالک کی بھی روایتیں ہیں۔ان روایتوں کو مسانید صحابہ پر مرتب کر کے ہر صحابی کی روایت کو طرف حدیث پر اکٹھا کردیا ہے۔مکرر روایتوں کو حذف کردیا ہے، پوری کتاب کو سات ابواب پر مرتب کیا ہے۔

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے کلمہ حدیث تحریر کیا ہے اس کے بعد طرف حدیث پھر اس کے مخرجین کے نام اشاروں میں ذکر کیا ہے۔جو معروف اشارے ہیں۔ البتہ سنن ابن ماجہ کا (ہ) اور الموطا کا اشارہ (ط) رکھا ہے۔

ان کتابوں سے تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صحابی رسول کا نام دیکھیں کہ کس حرف سے شروع ہو رہا ہے۔پھر مذکورہ کتابوں میں جہاں وہ نام حروف معجم کی ترتیب میں ہوسکتا ہے اس جگہ کو دیکھیں نام ملنے کے بعد طرف حدیث پر فردا فردا نگاہ ڈالیں اگر مطلوبہ روایت اس کتاب میں ہوگی تو ضرور مل جائیگی۔

الجامع الکبیر:

امام سیوطی کی کتاب الجامع الکبیر جس کا ذکر ص (۹۰) پر تفصیل سے گزر چکا ہے، اس کی دوسری قسم سے جو صحابہ کے مسانید پر طرف حدیث کے اعتبار سے مرتب ہے فعلی حدیثوں کے لئے استفادہ کرسکتے ہیں۔

---

[1] اتحاف المھرۃ ۳۸۳/۱۸

از روئے سند
تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ

اسفل راوی یعنی شیخ مولف کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا

جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے۔ اگر اس کا راوی کسی مولف کتاب کا شیخ ہے جس نے اپنے مشائخ کی روایتوں کو اکٹھا کیا ہے تو اس کے ذریعے سے تخریج حدیث کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے ان کتابوں سے استفادہ کرنا پڑے گا۔ جن میں راویوں نے اپنے مشائخ کی روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اصطلاح میں ان کو دو نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱ - **کتب معاجم الشیوخ**

۲ - **کتب المشیخات**

معاجم الشیوخ :- معاجم شیوخ ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں روایتوں کو مشائخ کی ترتیب پر مرتب کیا جاتا ہے۔

بہت سے علماء نے اپنے شیوخ کے معاجم تیار کئے ہیں جن میں اُن کے ناموں کو مرتب کر کے اُن سے پڑھی ہوئی حدیثوں کو اُن کے نام کے تحت جمع کیا ہے ناموں کی ترتیب عموماً حروف معجم پر ہوتی ہے۔

اب اگر مطلوبہ حدیث کے راوی اسفل کا نام معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کے شاگرد نے معجم شیوخ تیار کیا ہے تو اس روایت کی تخریج اس معجم سے کی جاسکتی ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ اس کتاب میں جہاں مولف کے مطلوبہ شیخ کی روایتیں ہیں وہاں غور سے دیکھیں، مطلوبہ روایت ضرور ملے گی، الا یہ کہ اس معجم میں اُن کی ساری روایتوں کے ذکر کرنے کا التزام نہ کیا گیا ہو بلکہ نمونہ کے طور پر مذکور ہوں، ایسی صورت میں نہ ملنے کا بھی امکان ہے۔

کتب معاجم بھی بے شمار ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کتب معاجم ہزار سے بھی اوپر ہیں۔ [۱]

ان معاجم میں سے کچھ یہ ہیں:

المعجم الصغیر:۔

المعجم الاوسط :۔

یہ دونوں کتابیں امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی ہیں جن میں آپ نے اپنے شیوخ کی روایتوں کو جمع کیا ہے اور ان کے ناموں کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔ "المعجم الصغیر" مختصر ہے۔ البتہ "المعجم الاوسط" مفصل ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی چند ہی جلدیں مطبوع ہیں۔

معجم الشیوخ :۔

ابوبکر محمد بن ابراھیم بن زاذان المقری (متوفی ۳۸۱ھ)

المعجم:۔ تالیف ابن جمیع صیداوی (متوفی ۴۰۲ھ)

التحبیر فی المعجم الکبیر:

تالیف ابوسعد سمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) اس میں آپ نے اپنے مشائخ میں سے (۱۱۹۳) شیوخ کی روایتیں کا تذکرہ کیا ہے۔ اوران کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔

المعجم الذی خرج لنفسه:

یہ ابوسعد سمعانی کی سب سے مفصل معجم ہے۔ جس کو حروف تہجی پر مرتب کیا ہے۔ اور کتاب کے آخر میں اپنے شیوخ کی سوانح حیات بھی تحریر کی ہے۔ ان کی ایک معجم اور ہے جو اپنے بیٹے ابومظفر سمعانی کیلئے تصنیف کیا تھا۔ [۲]

---

[۱] الآعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص۱۱۸

[۲] مقدمۃ مشیخۃ النعال بغدادی ص۱۷

جس کا نام:

المعجم [الذی خرجه لابنه] ہے۔علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ [۱]

مشیخات:

مشیخات ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ایسے مشائخ کا تذکرہ ہوتا ہے جن سے مولف کتاب نے حدیثیں پڑھ کر یا اجازت لے کر روایت کیا ہو۔

مشیخات اور معاجم قریب قریب ایک ہی چیزیں ہیں صرف ترتیب میں فرق ہوتا ہے۔علامہ نواب صدیق حسن خان (متوفی ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ مشیخات معاجم کے ہی معنی میں مستعمل ہے۔فرق یہ ہے کہ معاجم میں شیوخ کی ترتیب حروف معجم پر ہوتی ہے۔جبکہ مشیخات کی ترتیب مختلف شکل کی ہوتی ہے۔کبھی وفیات، تو کبھی بلدان، تو کبھی ترتیب درس وسماع پر، وغیرہ وغیرہ [۲]

کتب مشیخات کی تعداد بے شمار ہے۔جیسا کہ علامہ سخاوی اور علامہ کتانی کا کہنا ہے۔ان میں سے کچھ کتابیں یہ ہیں:

مشیخة: ابو یوسف یعقوب بن سفیان ثوری (متوفی ۲۷۷ھ)

مشیخة: حافظ ابو یعلی خلیل بن عبداللہ خلیلی (متوفی ۴۴۶ھ)

مشیخة: ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصبہانی (متوفی ۵۷۶ھ)

مشیخة: النعال البغدادی: محمد بن انجب (متوفی ۶۵۹ھ) [۳]

اگر اسفل راوی کا نام یا وطن معلوم ہو تو کتب رجال اور کتب بلدان سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

❀❀❀

---

[۱] وفیات الاعیان ۲/ ۳۸۱

[۲] الحطة فی ذکر الصحاح الستة ص ۷۳ ، نیز دیکھئے الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۱۱۸

[۳] الاعلان بالتوبیخ ص ۱۱۸. ۱۱۹ ، والرسالة المستطرفة ص ۱۰۵. ۱۰۶

ازروئے سند
تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ
راوی حدیث کے نام اور وطن کی معرفت کے ذریعے تخریج کرنا

جس روایت کی تخریج مطلوب ہو اگر اس کے راوی (خواہ کسی بھی مقام کا ہو) کا نام اور وطن معلوم ہو تو اس کے سہارے سے اس حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ اس کے لئے تین طرح کی کتابیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

۱- کتب اجزاء
۲- کتب تواریخ محلیہ
۳- کتب رجال

۱- کتب اجزاء :-

جزء کا اطلاق دو قسم کی کتابوں پر ہوتا ہے۔ کسی کتاب میں فرد واحد کی روایات کو یکجا کر دیا جائے تو اس کتاب کو جزء کہا جاتا ہے۔ [۱]

نیز جزء اس مختصر رسالہ کو بھی کہا جاتا ہے جس میں ایک مسئلہ کی روایتوں کو اکٹھا کر دیا جائے۔ [۲]

اب اگر یہ جزء پہلی قسم سے متعلق ہو جس میں فرد واحد کی روایت ہوتی ہے تو اس کے ذریعے سے اس راوی کی روایت معلوم کر سکتے ہیں جس کا نام معلوم ہو بشرطیکہ اس جزء میں اس راوی کی روایتیں پائی جاتی ہوں جس کی تخریج کرنی مقصود ہے۔

لیکن اگر یہ جزء دوسری قسم سے متعلق ہو تو اس ضمن میں شامل نہیں ہوتا بلکہ

---

[۱] الحطة فی ذکر الصحاح الستة ص ۴۲

[۲] مقدمة تحفة الاحوذی ص ۵۳

مفہوم حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنے میں شامل ہوتا ہے۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ [۱]

اجزاء حدیثیہ کی تعداد دونوں قسموں میں بے شمار ہیں۔ حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں (۱۵) جزء کا ذکر کیا ہے۔ [۲]

کچھ مطبوعہ اجزاء یہ ہیں:

نسخة (جزء) وكيع عن الأعمش

جزء فيه حديث سفيان بن عيينة

جزء الحسن بن عرفة

جزء بيبى بنت عبدالصمد هروية

جزء فيه ثلاثة وثلاثون حديثا من حديث البغوى

۴ - كتب تواريخ محليه:-

کتب تواریخ محلیہ ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں کسی متعین شہر یا مختلف شہروں کے بارے میں معلومات، اور وہاں کے راویوں کے حالات ذکر کیے جاتے ہیں ان کو کتب بلدان بھی کہا جاتا ہے۔

ان کتابوں کے مؤلفین جہاں راویوں کے حالات جمع کرتے ہیں وہیں ان کی حالت زندگی کے ضمن میں کچھ روایتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اب اگر کسی راوی کا نام اور وطن معلوم ہو تو ان کتابوں سے اس کی روایت کی تخریج کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مطلوبہ راوی کا نام ان میں سے کسی کتاب میں موجود ہو۔

کتب تواریخ محلیہ کی بھی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ کا ذکر استاذ گرامی ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ جن کی تعداد چالیس ہے۔ [۳]

---

[۱] دیکھئے صفحہ ۷۸

[۲] کشف الظنون ۱/۵۸۳–۵۹۰

[۳] بحوث في السنة المشرفة ۱۴۳، ۱۴۹

ان میں سے کچھ اہم کتابیں یہ ہیں:

تاریخ بغداد:-

اس کا اصل نام "تاریخ مدینۃ السلام" ہے۔ جو حافظ خطیب بغدادی ابو بکر احمد بن علی بن ثابت (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ چونکہ بغداد اس زمانے میں دار الخلافہ اور علمی مرکز تھا اس لیئے وہاں ہزاروں اہل علم پیدا ہوئے اور بے شمار لوگ وہاں دور دراز علاقہ سے آئے اس کو وطن بنایا اور اسکی جانب منسوب ہوئے ان افراد کا ترجمہ کرتے وقت خطیب بغدادیؒ نے بطور نمونہ ان کی روایت کا بھی ذکر کیا ہے اس لیئے اس میں حدیثوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ کتاب بنیادی طور سے حروف معجم پر مرتب ہے۔ (البتہ ابتداء محمد کے نام سے کیا ہے) اسلیئے استفادہ بہت آسان ہے۔

تاریخ دمشق:-

یہ عظیم تصنیف حافظ علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) کی تالیف ہے۔ تاریخ محلیہ میں یہ بڑی عظیم کتاب ہے۔ جس کو تاریخ بغداد کے طرز پر تحریر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اس کے بہ نسبت کافی مفصل ہے۔ امام ذہبی کا خیال ہے کہ یہ کتاب سولہ ہزار ورق میں ہے۔ [۱]

اصل کتاب کی طباعت کے بارے میں فی الحال مجھ کو کوئی علم نہیں، البتہ اس کی مختصر کے بہت سے اجزاء مطبوع ہیں۔

اس فن کی دیگر مطبوع کتابوں میں کچھ یہ ہیں:

تاریخ واسط : اسلم بن سہل عرف بحشل (متوفی ۲۹۲ھ)

تاریخ رقہ : محمد بن سعید قشیری (متوفی ۳۳۴ھ)

تاریخ جرجان : ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی (متوفی ۴۳۰ھ)

تاریخ أصبهان : حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ۲۰/۵۵۸

نیز اس میں کتب طبقات کی وہ کتابیں بھی شامل ہوسکتی ہیں جو بلدان پر مرتب ہوتی ہیں۔

۳- کتب رجال:-

جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے اگر اس کی روایت کرنے والے کسی راوی کا نام معلوم ہو تو اس کے سہارے اس حدیث کی تخریج ان کتابوں سے بھی کر سکتے ہیں جن کو کتب رجال کہا جاتا ہے۔ کتب رجال مختلف انواع اور مختلف طرز کی ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں راویوں کے تراجم کے ساتھ ساتھ ان کے واسطے سے مروی روایت کا بھی ذکر ضمناً یا برسبیل مثال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی کتب رجال میں اس راوی کے ترجمہ سے مطلوبہ حدیث کی تخریج کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یقین سے اس کی روایت کے وجود کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے پھر بھی ان میں ملنے کا امکان ہوتا ہے۔

ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

الطبقات الکبری : محمد بن سعد کاتب واقدی (متوفی ۲۳۰ھ)

الطبقات : خلیفہ بن خیاط عصفری (متوفی ۲۴۰ھ)

التاریخ الکبیر : ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

تاریخ الضعفاء : ابو جعفر محمد بن عمر عقیلی (متوفی ۳۲۲ھ)

المجروحین : حافظ ابو حاتم محمد بن احمد بن حبان بستی (متوفی ۳۵۴ھ)

الکامل فی ضعفاء الرجال: حافظ ابن عدی (متوفی ۳۶۵ھ)

❁❁❁
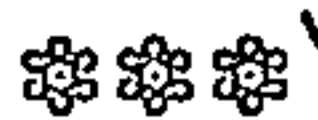
ازروئے سند
تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ
سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا

پہلے یہ گذر چکا ہے کہ متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعے حدیث کی تخریج کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے سند کی جو مختلف صفات یا جو لطائف اسناد ہوتی ہیں ان کی معرفت سے بھی مطلوبہ حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ اگر اس حدیث کی سند ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہو۔

مثلاً اگر کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور اس میں جو ضعیف راوی ہے وہ فلاں شخص ہے تو اس کی تخریج دو طرح کی کتابوں سے کر سکتے ہیں۔

۱- کتب ضعفاء رجال

۲- کتب رجال

کتب ضعفاء رجال :- کتب ضعفاء رجال ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ضعیف و متکلم فیہ راویوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔

ضعفاء رجال کی کتابوں میں جہاں اس راوی کا ترجمہ پایا جاتا ہے۔ وہاں اس کا سبب ضعف بھی مذکور ہوتا ہے۔ اور سبب ضعف کی وضاحت کے لیے اس راوی کی منکر اور ضعیف روایتوں کا تذکرہ بطور استدلال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی کتب ضعفاء رجال میں عام طور سے ضعیف اور موضوع روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بلکہ عموماً یہ کتابیں مصدر اصلی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو کتابیں ضعفاء حدیث پر تحریر کی گئی ہیں ان کا زیادہ تر دارومدار انھیں کتابوں پر ہے۔

ان کتابوں میں چار کتابیں کافی مشہور ہیں:

تاریخ الضعفاء [الضعفاء الکبیر] للعقیلی (متوفی ۳۲۲ھ)

المجروحین من المحدثین لابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ)

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی (متوفی ۳۶۵ھ)

میزان الاعتدا ل فی نقد الرجال للذھبی (متوفی ۷۴۸ھ)

پہلی تین کتابیں مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے کہ ان میں حدیثیں ان کے مولفین کی سند سے مذکور ہیں۔ البتہ آخری کتاب مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے اصل مصدر کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ اگر اصل مصدر دستیاب نہ ہوسکے تو فروعی مصدر (مرجع) سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے۔

ان کتابوں سے استفادہ بہت آسان ہے۔ اس لئے کہ سب حروف معجم پر مرتب ہیں۔ اول الذکر تینوں کتابوں کا منہج، اسلوب اور ترتیب قریب قریب ایک جیسا ہے۔ ان میں راویوں کو حروف معجم پر مرتب ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن ترتیب میں صرف پہلے حرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لئے حرف الف سے شروع ہونے والے نام اکٹھا مل سکتے ہیں البتہ ان کے داخلی ترتیب میں کچھ تقدیم و تاخیر ہوسکتی ہے۔ لہٰذا جب یہ معلوم ہو کہ فلاں راوی مطلوبہ حدیث میں ضعیف ہے تو اس کی سوانح حیات ان کتابوں میں اس کے مناسب مقام پر تلاش کریں پھر اس کا مطالعہ کریں ممکن ہے مطلوبہ حدیث وہاں مل جائے۔

راوی کا نام تلاش کرنے کے لئے کتاب کے آخر میں موجود فہارس سے مدد لے جاسکتی ہے۔

کتب رجال:۔

اس طرح عام کتب رجال جن میں ہر قسم کے راویوں کا ذکر ہوتا ہے خواہ وہ ثقہ ہوں یا ضعیف ان کتابوں سے بھی مطلوبہ حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ راوی کی سوانح حیات جس جگہ موجود ہے پہلے اس کو تلاش کریں پھر اس کا مطالعہ کریں ممکن ہے مطلوبہ حدیث (روایت) کو مولف نے بطور مثال پیش کیا ہو۔

اور اگر سند میں کوئی اور کیفیت ہو تو ان مصادر و مراجع کی جانب رجوع کریں جس کیفیت سے وہ متصف ہوتی ہیں۔

مثلاً اگر سند میں علت پائی جاتی ہے تو روایت کو کتب **علل** میں تلاش کیا

جا سکتا ہے۔

یا **ارسال** پایا جاتا ہے تو **کتب مراسیل** کا مراجعہ کیا جا سکتا ہے۔

کتب علل اور مراسیل کے بارے میں پہلے معلومات گذر چکی ہے۔[۱] یہاں بھی انھیں کتابوں سے استفادہ کیا جائے گا کیونکہ ان کتابوں میں معلل اور مراسیل روایتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ چاہے وہ علت سند کیوجہ سے یا متن کی وجہ سے، متن حدیث پر مرسل کا جو حکم لگایا جاتا ہے وہ سند میں ارسال ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو جہاں مراسیل روایتوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں اسباب ارسال بیان کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح کی روایتیں وہاں مل سکتی ہیں۔

یا اس کی سند صفت **تسلسل** سے متصف ہو تو کتب **مسلسلات** میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کتابوں میں:

المسلسلات الکبری ہے جو علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں (۸۵) حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

المناهل السلسلة فی الأحادیث المسلسلة یہ محمد بن عبد الباقی ایوبی (متوفی ۱۳۶۴ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں (۲۱۲) حدیثیں ہیں۔

یا اس سند کی روایت **روایة الأکابر عن الأصاغر**، یا **روایة الآباء عن الأبناء** یا وحدان و منفردات، یا موتلف اور مختلف، یا متفق و متفرق یا مہمل اور مبہم یا اختلاط اور تدلیس وغیرہ سے متعلق ہو جو اسناد کی صفات میں سے ایک صفت ہے تو اس کی تخریج کیلئے اس طرح کی کتابوں کی جانب رجوع کر سکتے ہیں جو مطلوبہ صفت سے متصف ہیں۔ اس طرح کسی بھی حدیث کی تخریج ان طریقوں اور ضابطوں یا ان میں سے کوئی ایک ضابطہ استعمال کر کے کر سکتے ہیں۔

❀ ❀ ❀

---

۱ دیکھئے صفحہ ۱۲۰
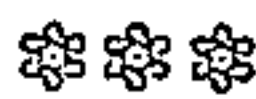
خاتمہ

سابقہ مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کسی بھی حدیث کی تخریج کیلئے بنیادی طور سے دو چیزوں پر دارومدار ہوتا ہے۔ سند اور متن، ان میں سے ہر ایک کے چار چار طریقے ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے استعمال سے حدیث کی تخریج بآسانی کی جاسکتی ہے اور اس کے مصدر اصلی تک پہنچا جاسکتا ہے۔

ازروئے **متن** تخریج حدیث کے چار طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ : موضوع حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں تین قسم کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- وہ کتابیں جو دین کے سارے ابواب پر مشتمل ہوں [جیسے کتب جوامع، مستدرکات بر جوامع، مستخرجات بر جوامع، مجامیع، زوائد، مفتاح کنوز السنۃ۔]

۲- وہ کتابیں جو دین کے اکثر ابواب پر مشتمل ہوں۔[جیسے کتب صحاح، سنن، مصنفات، موطات، نیز [ان پر] مستخرجات، کتب تخریج۔]

۳- وہ کتابیں جو کسی ایک موضوع یا مسئلہ پر مشتمل ہوں۔[جیسے کتب عقائد، سنہ، زھد، ترغیب وترھیب، آداب واخلاق، شرح حدیث، تفسیر، فقہ، سیرت وغیرہ، نیز خاص موضوع پر کتب تخریج۔]

دوسرا طریقہ : طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں تین قسم کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- کتب مشتهره على الألسنه

۲- کتب فهارس عامه

۳- کتب فهارس خاصه

تیسرا طریقہ : مشتق کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں ان کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے جو کتب لغت کی طرز پر تحریر کی گئی ہیں۔[مثلاً "المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوى" وغيره]

چوتھا طریقہ: صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں کتب صحاح، کتب ضعفاء، مراسیل، علل، وغیرہ کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ازروئے **سند** تخریج حدیث کے چار طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ: صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں جن کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے وہ یہ ہیں:

۱- کتب مسانید۔

۲- کتب معاجم مرتب بر مسانید۔

۳- کتب اطراف مرتب بر مسانید۔

٤- کتب تراجم صحابہ۔

دوسرا طریقہ: مؤلف کے شیخ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں دو طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- کتب معاجم شیوخ۔

۲- کتب مشیخات۔

تیسرا طریقہ: راوی حدیث کے نام یا وطن کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں تین طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- کتب تواریخ محلیہ۔

۲- کتب رجال۔

۳- کتب اجزاء شخصیہ۔

چوتھا طریقہ :

صفات سند میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں تین طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱۔ کتب ضعفاء رجال۔

۲۔ کتب مراسیل وعلل۔

۳۔ کتب لطائف اسناد۔

ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے استعمال سے حدیث کی تخریج کی جا سکتی ہے، اور اس کے مصدر اصلی تک پہنچا جا سکتا ہے۔

صحیح وضعیف کی معرفت :-

تخریج کا کام مکمل ہو جانے پر ایک مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب باحث کے لئے دوسرا مرحلہ باقی رہتا ہے جو نتیجے اور حدیث پر حکم لگانے اور اس کا درجہ بتانے کا مرحلہ ہوتا ہے [اس قدر محنت ومشقت کرنے کے بعد کیا باحث اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بتا سکے کہ روایت قابل قبول ہے یا قابل رد؟]

۱۔ عموماً تخریج حدیث کے دوران اس حدیث کے حکم کا پتہ چل جاتا ہے اس لئے کہ اگر وہ صحیحین کی روایت ہے تو خود بخود معلوم ہو گیا کہ صحیح ہے۔ یا صحیحین کے علاوہ دیگر کتب صحاح کی ہے جن کے مولفین نے صحت کا التزام کیا ہے۔ تو عموماً یہ روایتیں بھی صحیح ہوتی ہیں۔

عمومی طور پر صحیح نہ بھی تسلیم کیا جائے تو کم از کم اس مولف کے یہاں ضرور صحیح ہیں۔ اسی لئے اس کو اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔

اور اگر وہ روایت کتب ضعفاء وموضوعات میں سے کسی کتاب میں ہے تو عموماً ضعیف ہوتی ہے۔

اور اگر ایسی کتاب میں نہیں ہے جس میں صحت وضعف کا التزام کیا گیا ہے تو

دوسرے طریقوں سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

۲- مثلاً ائمہ مخرجین میں سے کسی نے اس پر حکم لگایا ہو جیسا کہ امام ترمذی، امام حاکم اور امام بیہقی وغیرہ کرتے ہیں۔

۳- یا امام ابوداؤد نے تخریج کر کے سکوت اختیار کیا ہو۔ اور علامہ منذری نے اس کی تائید سکوت سے کیا ہو تو بھی کسی حد تک حکم کا پتہ چل جاتا ہے۔

٤- ایسے ہی اگر ائمہ حدیث میں سے کسی امام نے اس پر صحت وضعف کا حکم لگایا ہے تو اس سے بھی حکم کے بارے میں معلومات ہوتی ہے۔

٥- اسی طرح سے ان محدثین اور ائمہ کی تصحیح اور تضعیف سے بھی حکم معلوم ہو جاتا ہے جنھوں نے کتب تخریج تحریر کیا ہے، اور ان میں حدیثوں پر حکم لگایا ہے۔

٦- ایسے ہی شارحین حدیث یا معلقین اور محققین نے بھی حدیثوں پر حکم لگانے کی کوشش کی ہے اُن سے بھی حدیث کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔

اس طرح دوران تخریج مختلف ذرائع سے حدیث کے حکم کا کچھ نہ کچھ پتہ چل جاتا ہے۔

لیکن اگر خدانخواستہ کسی طرح حدیث کے حکم کا پتہ نہ چلے تو محنت وجانفشانی سے کام لینا پڑیگا۔ اور مطلوبہ حدیث کی سند میں مذکور راویوں کو فرداً فرداً معلوم کرنا پڑیگا۔ ان کی شخصیت کی تعیین کرنا پڑے گی، کتب رجال اور کتب جرح وتعدیل میں ازروئے ثقاہت وضبط، ارسال وتدلیس ان کا حال معلوم کرنا پڑیگا۔ علماء جرح وتعدیل نے ان پر مجموعی طور سے جو حکم لگایا ہے ان کی معرفت حاصل کرنی پڑیگی اس کے لئے ضوابط جرح وتعدیل اور کتب جرح وتعدیل کی معرفت، اُن سے استفادہ کا طریقہ، ائمہ کی

مصطلحات بھی معلوم کرنی پڑے گی۔ [1]

لہٰذا کسی بھی حدیث پر حکم لگانے کیلئے سب سے پہلا اور بنیادی کام سند میں وارد راویوں کی شخصیت کی تعیین کرنا ہے اس کے لئے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ مطلوبہ حدیث کس کتاب میں ہے کیا وہ کتب ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے یا نہیں؟ کتب ستہ میں سے اگر وہ حدیث صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں ہے تو حکم واضح ہے۔

اور اگر سنن اربعہ، یا حدیث کی کسی اور کتاب میں ہے تو پہلے تخریج کے ذریعہ یہ معلوم کرلیں کہ وہ حدیث کئی ایک کتابوں میں پائی جاتی ہے یا کسی ایک میں؟ دونوں صورتوں میں سند کو غور سے دیکھیں اور یہ معلوم کریں کہ اس میں وارد شدہ راویوں کے نام مبین ہیں (جس سے شخصیت کی تعیین ہو جاتی ہے) یا مہمل (جس سے شخصیت کی تعیین نہیں ہو پاتی) اگر مبین ہے تو بہت بہتر۔

اور اگر مہمل ہے تو اس کی شخصیت کی تعیین کرلیں کیوں کہ سارا دارومدار اسی پر ہے۔ راوی کی شخصیت متعین کرنے کے لئے مختلف طرح سے کوشش کی جاسکتی ہے۔

۱- اگر مطلوبہ حدیث مختلف کتابوں میں ہے تو اس کی سندوں کو غور سے دیکھیں اس لئے کہ عموماً محدثین مہمل راویوں کی وضاحت کہیں نہ کہیں سند میں کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے اگر تعیین ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر نہ ہو سکے تو یہ دیکھیں کہ:

۲- جس کتاب میں یہ حدیث ہے کیا اس کتاب کی کوئی شرح موجود ہے؟ اگر ہے تو اس کی شرح دیکھیں اس لئے کہ شارحین حدیث عام طور سے سند پر گفتگو کرتے ہوئے مہمل

---

[1] اسناد و طبقات رجال کی معرفت، ضوابط جرح وتعدیل، ائمہ جرح وتعدیل، اور ان کے خصوصی مصطلحات، کتب جرح وتعدیل کی قسمیں ان کا تعارف اور ان سے استفادہ کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے راقم حروف کی کتاب ''جرح وتعدیل'' کا مطالعہ کیجئے۔
اس سلسلے کی ایک جامع اور مختصر کتاب ''**ارشاد النبیل الی الجرح والتعدیل**'' ہے جو عربی زبان میں ہے، جو کافی مفید ہے۔ یہ جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ محمدیہ مالیگاؤں اور بعض دیگر اداروں میں داخل نصاب ہے

اسماء کی بھی وضاحت کردیتے ہیں۔ اگر یہاں بھی تعیین نہ ہوسکے تو پھر یہ کام کریں۔

۳- جس کتاب کی یہ حدیث ہے اس کتاب کے راویوں کی سوانح حیات موجود ہے کہ نہیں؟ اگر موجود ہے تو اس سے متعلق کتاب کو دیکھیں۔ مثلاً اگر کتب ستہ یا ان میں سے کسی ایک کی روایت ہے تو اس کیلئے **تھذیب الکمال** یا **تھذیب التھذیب** یا **تذھیب التھذیب** کا مطالعہ کریں۔ اور اگر مسند امام احمد، مسند امام شافعی، موطاء مالک، یا مسند امام ابوحنیفہ کی روایت ہے تو اس کیلئے **التذکرۃ برجال العشرۃ،** یا **تعجیل المنفعة** کی ورق گردانی کریں۔ یہاں آپ کا کام ہوجائے گا۔

۴- اور اگر موجود نہیں تو پھر دیگر کتب عامہ (مثلاً امام بخاری کی تاریخ کبیر، امام رازی کی جرح وتعدیل، ابن سعد کی طبقاتِ کبریٰ) میں تلاش کریں۔ ان مصادر سے مطلوبہ راوی کا نام تلاش کر کے راوی کے اساتذہ، شاگردوں یا وطن کی معرفت کے ذریعے اس کی شخصیت کی تعیین کرلیں جو فی نفسہ ایک مشکل کام ہے۔

یا اُن کتب خاصہ میں دیکھیں جن میں صرف ضعیف راویوں کے حالات ہوتے ہیں جیسے امام ذہبی کی میزان الاعتدال۔

یا صرف ثقات راویوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ جیسے حافظ ابن حبان کی الثقات۔

یا مخصوص مقام اور شہروں کے راویوں کے حالات ہوتے ہیں جیسے تاریخ بغداد للخطیب اور تاریخِ دمشق ابن عساکر۔

راوی کی شخصیت متعین ہوجانے کے بعد اس کا حکم معلوم کریں یعنی یہ دیکھیں کہ وہ ثقہ ہے یا نہیں۔

کتب ستہ کے راویوں کا حکم معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب "**تقریب التھذیب**" ہے۔ نیز "**الکاشف**" اور "**خلاصة تذھیب الکمال**" ہے۔

مسند احمد، مسند شافعی، موطاء مالک اور مسند ابوحنیفہ کے راویوں کا حکم معلوم کرنے کے لئے "**تعجیل النمیفعة**" اور "**التذکرۃ برجال العشرۃ**" کافی مفید ہے ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے راویوں کے لئے "**تاریخ کبیر، الجرح**

والتعدیل، الطبقات ابن سعد، الثقات" ابن حبان ، "میزان الاعتدال" "تاریخ بغداد" وغیرہ ہیں۔

اگر باحث سند حدیث میں واقع سارے راویوں کے حالات معلوم کرلیتا ہے۔ تو ان کے مراتب کے اعتبار سے سند پر حکم لگا سکتا ہے۔ مثلاً اگر یہ پتہ چل جائے کہ مذکورہ سند کے سارے راوی ثقہ ہیں ان میں کوئی مرسل اور مدلس نہیں۔ ایسی صورت میں وہ مذکورہ سند پر راویوں کی صفات اور درجات کے اعتبار سے صحت اور حسن کا حکم لگا سکتا ہے اور اگر راویوں میں سے کسی پر ایسا کلام ہے جو قادح ہے تو پھر اس سند پر ضعف کا حکم لگا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اس سے مطلق حدیث پر حکم لگانا درست نہیں، مطلق حدیث پر حکم لگانے کے لئے اس کے جملہ طرق وشواھد اور متابعات نیز علل وشذوذ کا پتہ لگانا ضروری ہے۔ ان ساری صبر آزما محنت ومشقت کے بعد مطلق حدیث پر صحت وضعف کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

طریقہ تخریج سے متعلق یہ چند معلومات تھیں جن کو یہاں مختصر طور سے تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کو طالبان علوم نبویہ کے لئے مفید اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین.

اقبال احمد محمد اسحٰق بسکوہری (شوال ۱۴۲۲ھ)

(نظر ثانی برائے طبع دوم ۲۹ رمضان ۱۴۲۵ھ)

❀ ❀ ❀

متن
صفاتِ متن
کتب صحاح
کتب ضعفاء
کتب حدیث قدسی
کتب حدیث متواتر
کتب ناسخ ومنسوخ وکتب علل وغیرہ
مشتق کلمات
معاجم عامہ: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی
معاجم خاصہ: معجم صحیح مسلم، والترمذی والدارقطنی
طرف حدیث
کتب مشتہرہ: المقاصد الحسنۃ، کشف الخفاء وغیرہ
فہارس عامہ: جمع الجوامع، الجامع الصغیر، الجامع الازہر وغیرہ
فہارس خاصہ: فہارس بخاری، مسلم وغیرہ
موضوع حدیث
وہ کتابیں جس میں سارے ابواب پائے جائیں، جوامع، مستدرک، مستخرج، مجامیع، زوائد، مفتاح کنوز السنۃ
وہ کتابیں جس میں اکثر ابواب پائے جائیں، سنن، صحاح، مصنف، موطاء، کتب تخریج
وہ کتابیں جس میں خاص موضوع کی حدیثیں پائی جائیں (۱) عقیدہ، سنۃ، احکام وغیرہ
(۲) شروح حدیث (۳) کتب تخریج (۴) دیگر فنون، تفسیر، فقہ وغیرہ

طریقہ سند
صفت سند
ضعفاء رجال: الکامل ابن عدی، ضعفاء عقیلی وغیرہ
دیگر کتب رجال: تاریخ کبیر، الجرح والتعدیل وغیرہ
کتب علل ومراسیل: علل الحدیث، والمراسیل لابن ابی حاتم وغیرہ
کتب لطائف اسناد: المسلسلات الکبریٰ، روایۃ الآباء عن الابناء وغیرہ
راویوں کا نام ووطن
تواریخ محلیہ: تاریخ بغداد، تاریخ دمشق وغیرہ
عام کتب رجال: تاریخ کبیر للبخاری، الجرح والتعدیل للرازی وغیرہ
اجزاء خاصہ: جزء وکیع عن الاعمش، جزء حدیث سفیان وغیرہ
شیخ مؤلف (اسفل راوی)
معاجم شیوخ: التحبیر فی المعجم الکبیر للسمعانی
المعجم الصغیر والاوسط للطبرانی وغیرہ
کتب مشیخات: مشیخۃ النعال البغدادی وغیرہ
صحابی رسول (اعلیٰ راوی)
مسانید: مسند احمد، ابویعلی وغیرہ
معاجم: المعجم الکبیر للطبرانی
مصادر صحابہ: الاستیعاب، اسد الغابۃ، الاصابۃ وغیرہ